

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات کے ذریعے بنوایا گیا قلعہ



حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر جنوں کا بنایا ہوا قلعہ



مجیدو شہر کے کھنڈارات جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی

مجیدو میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب گیٹ



حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل



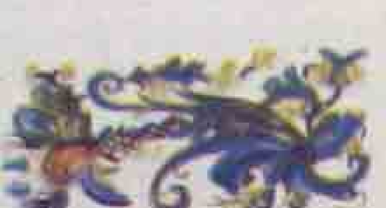
جناب یعقوب نظامی سفرنامہ میں لکھتے ہیں: مسجد صخرہ کے صحن کے بالکل قریب مشرق کی جانب حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقام ہے۔ جب ہم وہاں گئے تو کمرہ بند تھا۔ یہ ایک اوسط سائز کا کمرہ تھا جسے اس مقام پر تعمیر کیا گیا ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا کرتا تھا۔ اس عظیم الشان پیغمبر اور بادشاہ کی حکومت جن وانس، پرند اور چرند پر تھی بلکہ چیونٹیوں تک پر انہی کی حکومت تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے پیغام رسانی کا کام ہدہد نامی ایک پرندہ کیا کرتا تھا۔ ہدہد نے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کو یمن کی حکمران ملکہ سبا کی حکومت کی خبر دی تھی۔ بعد میں ملکہ سبا بیت المقدس آئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں ملکہ سبا کے داخل ہونے کا بیان قرآن پاک میں سورۃ النمل میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے اپنے پائینچے اٹھا لئے۔ سلیمان نے کہا کہ یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی ”اے میرے رب (آج تک) میں اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتی رہی اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی“۔

ان آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کا فرش شیشے کا تھا۔ آج جب میں ان کے مزار پر کھڑا تھا تو میں نے شیشے کے محل میں رہنے والے پیغمبر کے مزار پر ایک سناٹا دیکھا۔



تدمر: وہ عمارات جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے بنائی



تدمر: یہ جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے تعمیر کرائی تھی۔ عہد اسلامی میں 1157ء کے خوفناک زلزلہ نے تدمر کو کھنڈر بنا دیا۔ اس شہر کا دوسرا نام پالمیرا بھی ہے یہ شہر حمص کے مشرق میں شام کے صحرا کے اندر واقع ہے۔ (حوالہ اردو دائرہ معارف 571/5)

تدمر: وہ شہر جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی مدد سے تعمیر کرایا

مشہور مورخ یعقوبی نے تدمر کے بارے میں لکھا ہے کہ تدمر (تدمور) (Palmyra) ایک قدیم شہر ہے، جس میں عجیب وغریب عمارات ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان حیرت انگیز عمارات میں سے جن کے کھنڈر یہاں پڑے ہیں اکثر حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کی بنوائی ہوئی ہیں۔ (یعقوبی 111)

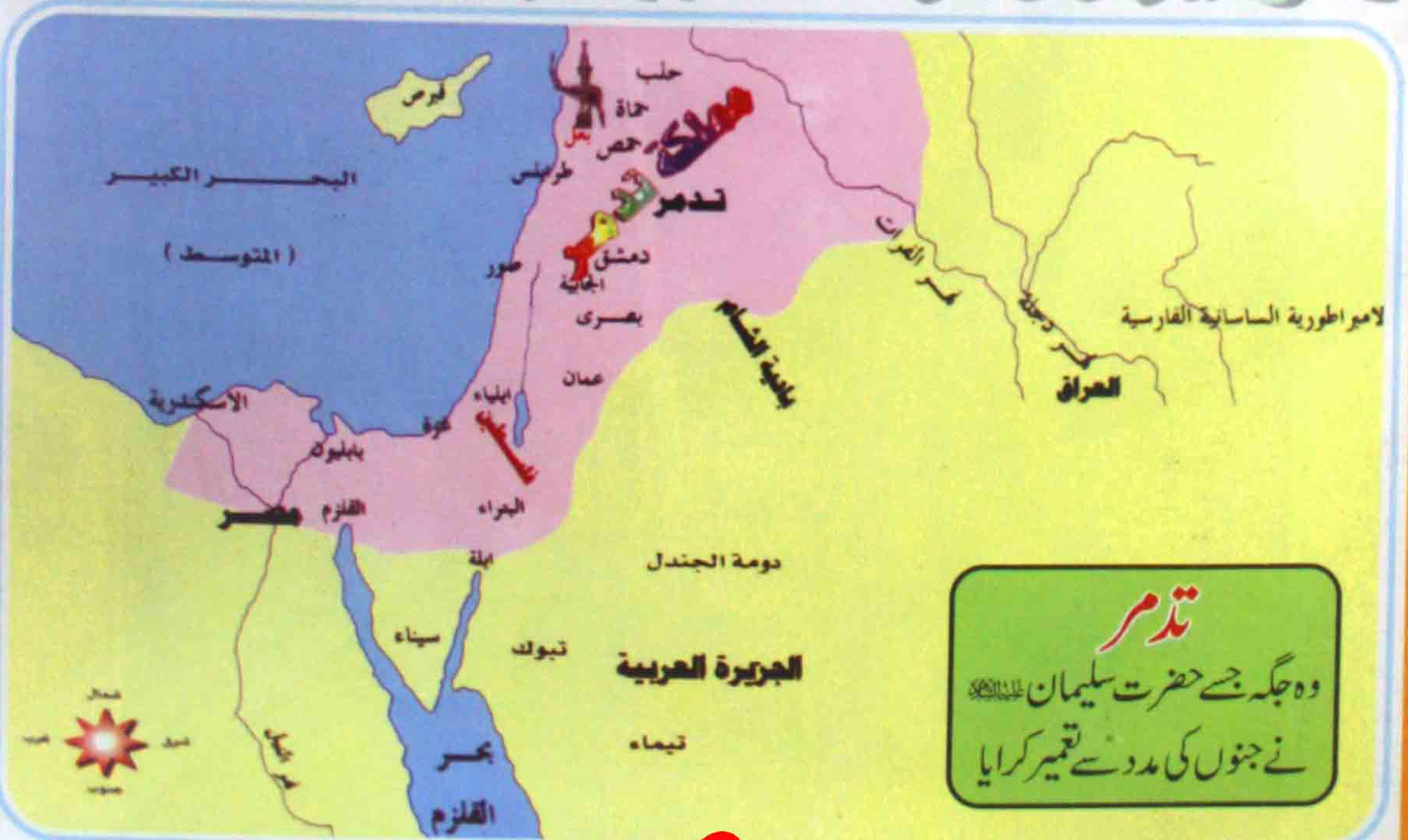
مورخ مقدسی لکھتا ہے کہ "تدمر ولایت حمص میں داخل ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کے شہروں میں تخت شاہی کی مثل ہے۔ اس کا قلعہ جو صحرا کے قریب بنا ہوا ہے بہت فراخ اور مضبوط ہے"۔ (صفحہ 156)

یاقوت کا بیان ہے کہ "تدمر، صحرائے شام کا مشہور شہر ہے۔ یہ حمص کے قریب اور حلب سے 5 دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں ستونوں کے اوپر عجیب وغریب عمارتیں اٹھائی گئی ہیں۔ جن کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کے حکم سے جنات نے تعمیر کی تھیں۔ آج کل (1225ء) یہاں کے باشندے ایک قلعے میں رہتے ہیں جس کے گرد پتھر کی فصیل ہے۔ اس کا پھاٹک سنگین اور دُہرا ہے۔ متعدد ہیکل تھے۔ جن کے شکستہ آثار ابھی تک قائم ہیں۔

ایک ندی باغوں اور نخلستانوں کو سیراب کرتی ہے۔ یہ مقام تدمر بنت حسان کے نام سے موسوم ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی چھٹی پشت میں تھا۔ تدمر کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں کی عمارات حضرت سلیمان علیہ السلام سے اتنی مدت قبل تعمیر ہوئی تھیں جس قدر مدت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کو اب گزر چکی ہے، لیکن جیسا کہ ہر حیرت انگیز عمارت کو جس کے بانی کا علم نہ ہو، لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اجنہ سے منسوب کر دیتے ہیں ایسا ہی یہاں کی عمارتوں کے متعلق مشہور ہوگیا۔

اسمٰعیل ابن محمد القسریؒ کا کہنا ہے کہ میں اموی خاندان کے آخری خلیفہ مروان ثانی کے ساتھ اس وقت موجود تھا جب کہ اس نے تدمر کی فصیلیں توڑیں، کیونکہ وہاں کے لوگ باغی ہوگئے تھے اور اسی کی پاداش میں خلیفہ نے انھیں قتل کیا اور کچل ڈالا اور ان کے شہر کی فصیلیں مسمار کرادیں۔ اسی موقع پر انھیں ایک بڑی خندق ملی اور اس میں ایک پتھر کے نیچے حجرہ نظر آیا جس پر اس قدر صاف اور تازہ صندل کیا ہوا تھا گویا کہ معمار ابھی کونچی پھیر کر گیا ہے۔ اس حجرے میں ایک ارتھی پر کسی عورت کی لاش اوندھے منہ رکھی ہوئی تھی اور اس کے اوپر ستر لبادے پڑے تھے اور دیکھنے کے قابل یہ بات تھی کہ اس کے لمبے لمبے بال تھے جن میں چھلے پروئے ہوئے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس عورت کے پاؤں کو ناپا تو وہ پورا ایک درع لمبا تھا۔ اور اس کی ایک کاکل پر سونے کی تختی تھی جس پر یہ الفاظ لکھے تھے: "بسم اللّٰھم" میں تدمر بنت حسان ہوں۔ میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اس کو ذلیل کرے۔ تب مروان نے حکم دیا کہ اس جگہ کو پھر بند کردیں اور ایسا ہی کیا گیا اور کوئی چیز وہاں سے نہیں لی گئی۔ (حوالہ بلاد شام وفلسطین)



جنوں کی تعمیر کردہ عمارات کے آثار

مجیدو میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب سرنگ



جنوں کی تعمیر کردہ عمارات کے آثار



تدمر شہر کے آثار







حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض

اسرائیل کی مسجد جمعہ شہر کے وسط میں ہے۔ اس کے پھاٹک پر بھی ایک چشمہ ہے جہاں حمام بنا دیا گیا ہے۔ اس چشمے کا پانی اس قدر گرم ہے کہ جب تک ٹھنڈا پانی نہ ملایا جائے آدمی اس سے نہانے کی تاب نہیں لا سکتا۔

کہتے ہیں اس حمام کو حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ شہر کے مغربی حصے میں ایک اور مسجد بھی ہے جسے مسجد یاسمین کہتے ہیں۔ یہ بہت خوبصورت عمارت ہے اور اس کے وسطی حصے میں ایک بڑا چبوترا اٹھا ہوا ہے، جہاں نماز کے لیے محرابیں بنادی گئی ہیں۔ ان سب کے گرد چنبیلی کے درخت لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ ''مسجد یاسمین'' کے نام سے موسوم ہوئی۔

مشرقی جانب کے دالان میں حضرت یوشع علیہ السلام ابن نون کا مزار ہے اور مذکورہ بالا چبوترہ کے نیچے **70** پیغمبروں کی قبریں دکھائی جاتی ہیں۔ جنھیں بنی اسرائیل نے قتل کیا تھا۔ شہر کے مغرب میں ایک پہاڑ بلند ہوتا چلا گیا ہے اور اس کی چوٹی پر تراشیدہ پتھروں سے قلعہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس میں عبرانی حروف سے ایک کتبہ کندہ کیا ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ کتبہ کندہ کرنے کے وقت سبع سیارہ (سات سہیلیوں کا جھمکا) برج ثور کے سرے پر تھا۔

بلاد شام و فلسطین کے مصنف نے ناصر خسرو کے سفر نامہ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے بیت المقدس سے تین فرسخ کے فاصلے پر عیون حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب ایک بڑا پانی کا بند ہے جس میں پہاڑیوں کے سب ندی نالے بہہ کر آتے ہیں۔ یہاں سے پانی کی ایک نہر حرم شریف تک لائی گئی ہے اور اسی لئے شہر کے سب حصوں سے زیادہ یہاں پانی کی افراط ہے۔ یوں بھی ہر گھر میں بارش کا پانی جمع رکھنے کی غرض سے (کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ آب رسانی نہیں ہے) ایک حوض ہوتا ہے اور ہر شخص لازماً اپنی چھت کا پانی اس میں ذخیرہ کرتا ہے۔ حماموں اور دوسرے مقامات پر بھی جو پانی استعمال ہوتا ہے وہ سب بارش کا ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

احاطہ حرم کے نیچے کے حوضوں کو مرمت کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ وہ سب پکی چٹانوں میں ترشے ہوئے ہیں۔ اگر کہیں کوئی درز یا شگاف تھا بھی تو اسے ایسی مضبوطی سے چن دیا گیا ہے کہ یہ حوض کبھی بیکار نہیں ہوجاتے۔ کہتے ہیں کہ ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ ان کی چھتوں یا ڈھکنوں کی صورت نانبائی کے تنور کی طرح ہے اور ہر کھلی جگہ کو (کنوئیں کے دہانوں کی طرح) اس ترکیب سے پتھر سے ڈھکا ہے کہ کوئی چیز اندر گرنے نہ پائے۔

بیت المقدس کا پانی دوسرے مقامات کی نسبت سب سے میٹھا اور پاک صاف ہے اور دو تین روز تک بارش نہیں ہوتی تب بھی نالیوں میں پانی بہتا رہتا ہے، کیونکہ مطلع صاف ہونے اور بادل کے موجود نہ ہونے کی صورت میں بھی شبنم کے باعث تقاطر ہوتا رہتا ہے۔ (ناصر خسرو، صفحہ 39)



اسرائیل میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض

حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض



زیرِ نظر تصویر یروشلم کے شہر بیت اللحم سے 5 کلومیٹر دوری پر واقع حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب حوض کی ہے۔ یہ حوض سولومن پول کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اطراف کی وادی کے چشموں کا پانی جمع ہوتا ہے اس حوض میں 160000 کیوبک میٹر پانی جمع ہوسکتا ہے۔





حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ ”مسجد اقصیٰ میں موجود قبۃ الصخرہ سے غربی جانب ایک بیرونی عمارت ہے جس کے اندر ایک چبوترہ سا ہے، جس پر سبز غلاف ہے۔ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے جہاں آپ علیہ السلام جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہاں شیشے کا صحن تھا جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت وفات نماز میں کھڑے ہوگئے تھے۔ یہیں آپ علیہ السلام کی قبر مبارک بھی ہے۔“





یروشلم میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب غار









یروشلم کے قدیم شہر کے آثار جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا بتایا جاتا ہے۔ ان آثار میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں موجود شہر کے گرد دیواریں اور گیٹ واضح ہے۔ یہ 1999ء میں کی جانے والی کھدائی میں برآمد ہوا۔



الخلیل میں موجود حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب غار

الخلیل اسرائیل کا ایک شہر ہے، جس میں ایک مسجد الخلیل کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ الخلیل میں ایک نہایت ہی خوبصورت اور عظیم الشان جامع مسجد ابراہیمی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا ہال ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نگرانی میں جنات سے تعمیر کرایا تھا۔ اسی عظیم ہال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور کچھ انبیاء کرام کی ازواج مطہرات کے مزارات مقدسہ ہیں۔ اس پاکیزہ خطہ میں بھی حاضری دے کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اسی ہال میں وہ بابرکت غار بھی ہے جہاں سینکڑوں انبیاء علیہم السلام کے مزارات بتائے جاتے ہیں۔

نواب بہادر یار جنگ اپنے روزنامچہ ''سیاحت ممالک اسلامیہ (1931ء)'' میں لکھتے ہیں ''خلیل'' کی چھوٹی سی بستی القدس سے 35 میل پر ہے۔ ایک وسیع غار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت سارہ، حضرت اسحاق علیہ السلام، ان کی بیوی، حضرت یعقوب علیہ السلام، ان کی بیوی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس غار کو سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چار دیواری سے محصور کیا جواب تک موجود ہے۔ اس دیوار میں بعض پتھر اتنے بڑے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے کہ اس زمانہ میں منجنیق نہیں تھی تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جنوں نے ان پتھروں کو اٹھایا ہوگا۔ اسی دیوار میں ایک جگہ ساتویں زینے کے پاس ایک سوراخ ہے جس کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تک جاتا ہے، ان کو اسی سوراخ تک جانے کی اجازت ہے۔ یہاں آ کر آہ وزاری کرتے ہیں، عرضیاں لکھ لکھ کر اس سوراخ میں ڈال دیتے ہیں۔ کئی زینے چڑھ کر ہم ایک وسیع مسجد میں پہنچے جو اس غار پر تعمیر کی گئی ہے اور غار پر چھوٹے چھوٹے حجرے بنا کر ان متذکرانبیاء علیہم السلام کے مزار علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

مسجد کے ایک مقام پر چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک قندیل ہمیشہ زنجیر سے لٹکی ہوتی ہے۔ مغرب کی جانب ایک چھوٹا سا دروازہ موجود ہے جو چھ سو سال سے بند ہے۔ مسجد میں قالین کا فرش اور آبنوس کا بہترین منبر ہے جس پر خط کوفی میں آیات قرآنی منقوش ہیں۔ بیش قیمت قندیلیں آویزاں ہیں اور ایک بیش قیمت گھڑی دیوار سے لگی ہے۔ یہ سب سلاطین آل عثمان کی یادگاریں ہیں۔



مسجد الخلیل جس کے نیچے بنے ہوئے غار میں 5 انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عاشقانہ موت

زمین کا وہ کیڑا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ سبا میں کیا ہے۔ اس سے مراد وہ کیڑا ہے جو لکڑی کو کھاتا ہے اور اس کو گھن کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ

"جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصاء کو کھاتا تھا۔"

اس کا قصہ یہ ہوا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں جنوں کو ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ جب اس کا کچھ حصہ تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام اس میں خفیہ طور پر آرام کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ لیکن ایک نوجوان شخص وہاں آپ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔

آپ علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم بلا اجازت یہاں کیسے آ گئے؟

اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں اجازت لے کر آیا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا کس نے اجازت دی؟

اس نوجوان نے جواب دیا کہ اس محل کا جو مالک ہے اس نے مجھ کو اجازت دی ہے۔

اس جواب سے آپ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت ہے اور میری روح قبض کرنے آیا ہے۔ چونکہ بیت المقدس کی تعمیر کا کام چل رہا تھا اس لئے آپ علیہ السلام نے اپنے عصاء پر ٹیک لگائی اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی تعمیر کو جن وانس سے پورا فرمائیں۔

اس کے بعد ملک الموت نے آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔ جنات یہی سمجھتے رہے کہ آپ علیہ السلام زندہ ہیں۔ چنانچہ جب بیت المقدس بن کر تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام کے عصاء میں گھن کا کیڑا پیدا ہو گیا اور اس کیڑے نے آپ علیہ السلام کے عصاء کو کھا کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ لہٰذا وہ ٹوٹ گیا اور ساتھ میں آپ علیہ السلام بھی گر پڑے۔ اس وقت جنوں کو پتہ چلا کہ آپ علیہ السلام کی وفات اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، محض لاٹھی کے سہارے آپ علیہ السلام کا جسم بلا روح کھڑا تھا۔ لہٰذا جن آپس میں پچھتا کر کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم اس ذلت کے عذاب میں کیوں بتلا رہتے یعنی معماری کا کام نہ کرتے۔ اس سے پہلے جنات غیب دانی کے مدعی تھے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ملک الموت نے آپ علیہ السلام کو اطلاع دے دی تھی کہ آپ علیہ السلام کی موت میں ایک گھڑی باقی ہے۔ اس پر آپ علیہ السلام نے جنوں کو طلب فرمایا اور ان سے محل تعمیر کرایا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو آپ علیہ السلام لاٹھی (عصا) کے سہارے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور اسی حالت میں آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ جنوں کا دستور تھا کہ وہ آپ علیہ السلام کی محراب کے گرد جمع ہو جاتے مگر کسی کو یہ مجال نہ ہوتی کہ نماز پڑھتے ہوئے وہ آپ علیہ السلام کو دیکھ سکے کیونکہ جیسے ہی کوئی جن آپ علیہ السلام کی طرف دیکھتا فوراً جل جاتا۔

اتفاق سے ایک جن آپ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اس کو آپ علیہ السلام کے بولنے یا پڑھنے کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ چلا گیا اور واپسی پر آپ علیہ السلام کو سلام کیا۔ مگر سلام کا جواب بھی نہیں سنا تو اس نے غور سے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کا جسد بے روح ہے یعنی آپ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔

جنات کو جب اس چیز کا علم ہوا تو وہ آپس میں پچھتاوا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم اس ذلت کے عذاب میں کیوں بتلا ہوتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر بوقت وفات **180** سال کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے وہاں درخت اُگا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اس درخت سے سوال کرتے کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کس چیز میں کام آتا ہے؟ درخت جواب دیتا کہ میرا فلاں نام ہے اور میں فلاں کام میں کام آتا ہوں۔

چنانچہ اگر وہ درخت کسی بیماری کی دوا ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو قلمبند کر لیتے اور اگر وہ کوئی پھلدار درخت ہوتا تو آپ علیہ السلام اس کو دوسری جگہ لگوا دیتے۔ حسب معمول ایک دن آپ علیہ السلام نے ایک درخت دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ: تیرا نام کیا ہے اور کس چیز کے لئے کارآمد ہے؟

درخت نے جواب میں کہا کہ مجھے خروب کہتے ہیں اور میں اس ملک کو برباد و ہلاک کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

درخت کے اس جواب سے آپ علیہ السلام نے اندازہ کر لیا کہ رب کریم سے میری ملاقات کا وقت آ پہنچا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ میری موت کو جنات پر مخفی کرنا تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہے اور بیت المقدس کی تعمیر کا کام بھی بدستور چلتا رہے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری موت کا جنات کو علم نہ ہو تو خروب کے درخت کا ایک عصاء بناؤ اور اس پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو جاؤ (چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اسی حالت میں اپنے رب سے جا ملے اور جنات کو جو کام آپ علیہ السلام نے سپرد کیا تھا وہ بھی بدستور چلتا رہا۔ جنات یہ سمجھتے رہے کہ آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ جنات کو آپ علیہ السلام کی وفات کا علم اس وقت ہوا جب گھن نے اس عصا کو کھا لیا جس پر آپ علیہ السلام ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وہ عصاء ٹوٹ گیا اور آپ علیہ السلام گر پڑے۔ تب جنات پچھتا کر کہنے لگے کہ اگر ہم کو غیب کا علم ہوتا تو ہم کیوں ایک مدت تک اس ذلت کے عذاب کو برداشت کرتے بلکہ جس وقت آپ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی اسی وقت یہ کام چھوڑ دیتے۔ (بحوالہ حیات الحیوان ۲/۹۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

مورخین نے اس بارے میں 3 اقوال لکھتے ہیں جو الگ الگ کتب میں ملتے ہیں۔

(۱) بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام مسجد اقصیٰ ہی میں کہیں مدفون ہیں۔

(۲) بعض کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام بحرہ طبریہ میں ایک چٹان کے پاس مدفون ہیں۔

(۳) آپ علیہ السلام کرغستان میں مدفون ہیں۔

پہلا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں مدفون ہیں

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی عمر بوقت وصال 180 سال تھی۔ قبر مبارک بیت المقدس میں ہے۔(آپ علیہ السلام 13 برس بادشاہ رہے)۔

حرم شریف میں موجود قبر سلیمان علیہ السلام

جناب یعقوب نظامی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کے پرانے شہر میں جبل زیتون کی طرف چار دیواری کے اندر 1499 فٹ لمبا اور 595 فٹ چوڑا احاطہ حرم شریف کہلاتا ہے۔ حرم شریف کے اندر مسجد اقصیٰ، مسجد صخرہ اور مقام براق کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر بھی ہے۔ بیت المقدس کا یہ متبرک ترین مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء علیہم السلام نے عبادت کی۔

جناب عبدالرحمٰن مکی لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ شریف کے صحن میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ قبر مبارک تقریباً تیس فٹ لمبی اور تقریباً پندرہ فٹ اونچی ہے۔ مزار مبارک پر نہایت خوبصورت سبز رنگ کا غلاف پڑا ہوا ہے۔ سرانور کی طرف سبز رنگ کا بہت بڑا عمامہ بھی رکھا ہوا ہے۔ اسی مسجد شریف میں حضرت زکریا علیہ السلام کا محراب، مقام داؤد علیہ السلام، قید خانہ جنات، محراب حضرت مریم علیہا السلام، تخت حضرت سلیمان علیہ السلام، مزار سلطان عبدالحمید، مزار مولانا محمد علی جوہر اور دیگر بے شمار مزارات و زیارات ہیں۔



مسجد اقصیٰ: ایک قول کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں مدفون ہیں



دوسرا قول: بحرہ طبریہ: جس کے قریب حضرت سلیمان علیہ السلام مدفون ہیں



فلسطین کی مشہور جگہ شہر طبریہ کے ساتھ ہی بحر طبریہ ہے۔ یہاں ہزاروں سال پرانا گرم پانی کا چشمہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کا حمام کہلاتا ہے۔

مقامی لوگوں میں نسل در نسل یہ بات چلی آرہی ہے کہ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نہاتے تھے اور بحر طبریہ کے اندر ایک خوبصورت چٹان ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔

بحیرۂ طبریہ نامی چھوٹا سمندر ملک شام میں واقع ہے۔ پہلے وقتوں میں شام اس ساری زمین کو کہا جاتا تھا جو اب لبنان، فلسطین، اردن اور شام چار ملکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اس جھیل میں مچھلیاں بکثرت ہیں اور یہ بارہ میل لمبی چھ میل چوڑی ہے۔ اس کے مغربی جانب طبریہ نامی شہر واقع ہے، جس کی وجہ سے اس کا نام بحیرہ طبریہ پڑ گیا۔ شہر لمبا چلا گیا ہے، مگر چوڑا کم ہے۔ کیونکہ وہ مغرب کی جانب واقع سیدھی اور بلند پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے جو شہر کے شمال اور جنوب میں سمندر تک پہنچ گئی ہیں۔ شہر کے جنوب مغرب میں کوہ ہرود واقع ہے۔

طبریہ

فلسطین کا یہ شہر بحیرہ طبریہ کے مغربی کنارے واقع ہے۔ اس کی آبادی پچیس تیس ہزار ہے۔ یروشلم کی تباہی (586ق م) کے بعد طبریہ یہودیوں کا تہذیبی مرکز بن گیا (المنجد فی الاعلام) اسے 13ھ میں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔

1099ء میں یورپی صلیبیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے معرکۂ حطین (583ھ/ 1087ء) میں فتح یاب ہو کر طبریہ کو صلیبی قبضے سے چھڑایا۔ بحیرۂ روم کی بندرگاہوں حیفا اور عکا دونوں سے طبریہ کا فاصلہ پچاس، پچاس کلومیٹر ہے، جب کہ بیت المقدس اور دمشق دونوں میں سے ہر ایک طبریہ سے تقریباً 125 کلومیٹر دور ہے۔ بائبل میں اس کا نام گلیل آیا ہے۔ گرم پانی کا ایک چشمہ جو ''حمام سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام'' کہلاتا ہے، طبریہ اور بیسان کے درمیان واقع ہے۔ بحیرہ طبریہ کے اندر ایک تراشیدہ چٹان ہے، جس کے بارے میں مقامی لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر ہے۔ (اطلس القرآن ص 197، 198)

اردن

شام
سطح سمندر سے نیچے

بحر میت

شمال

بحرہ طبریہ کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

فلسطین

ایک قول کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں کے غار میں مدفون ہیں۔

لبنان




دوسرا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام بحر طبریہ کے پاس مدفون ہیں

بلاد شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں کہ طبریہ کے حمام دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ شہر کے دروازے پر جھیل کے پہلو میں واقع ہیں۔ ان کی مثل دنیا کے دوسرے ملکوں میں بہت سے حمام ہیں لیکن واقع میں وہ جو عجوبۂ روزگار ہے وہ طبریہ کے مضافات میں جانب مشرق وادی (یرموک) کے اندر موضع الحسینیہ کا حمام ہے، جہاں قدیم آثار پائے جاتے مقامی لوگ اس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں۔ ان عمارات میں سے ایک دراصل ہیکل کی عمارت تھی جس کے اگلے حصے سے پانی ابلتا اور بارہ جھرنوں سے جھر جھر کر بہتا ہے اور ہر جھرنے کا پانی کسی ایک مرض کی شفا کا خاصہ رکھتا ہے۔ یہ پانی نہایت گرم لیکن پینے میں بہت صاف اور میٹھا ہوتا ہے۔ (نقل کردہ یاقوت، سوم 510)

مشہور مورخ دمشقی لکھتے ہیں کہ طبریہ شہر جھیل کے کنارے پر آباد ہے اور جھیل 12 میل لمبی اور 6 میل چوڑی ہے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ جھیل کے اندر سے شریعہ ندی نکلتی ہے جو بہہ کر بحیرہ زغر (لوط) میں جا گرتی ہے۔ جھیل طبریہ کے کنارے چند چشمے نہایت گرم پانی کے ہیں، جنھیں حمامات کہتے ہیں۔ ان چشموں کا پانی کھاری اور کبریت آمیز ہے اور وجع مفاصل، سوجن، بلغم کی زیادتی، بادی وغیرہ امراض میں بہت مفید ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ابن داؤد علیہ السلام کی قبر اس جھیل کے اندر ہے۔

(دمشقی۔ 211)

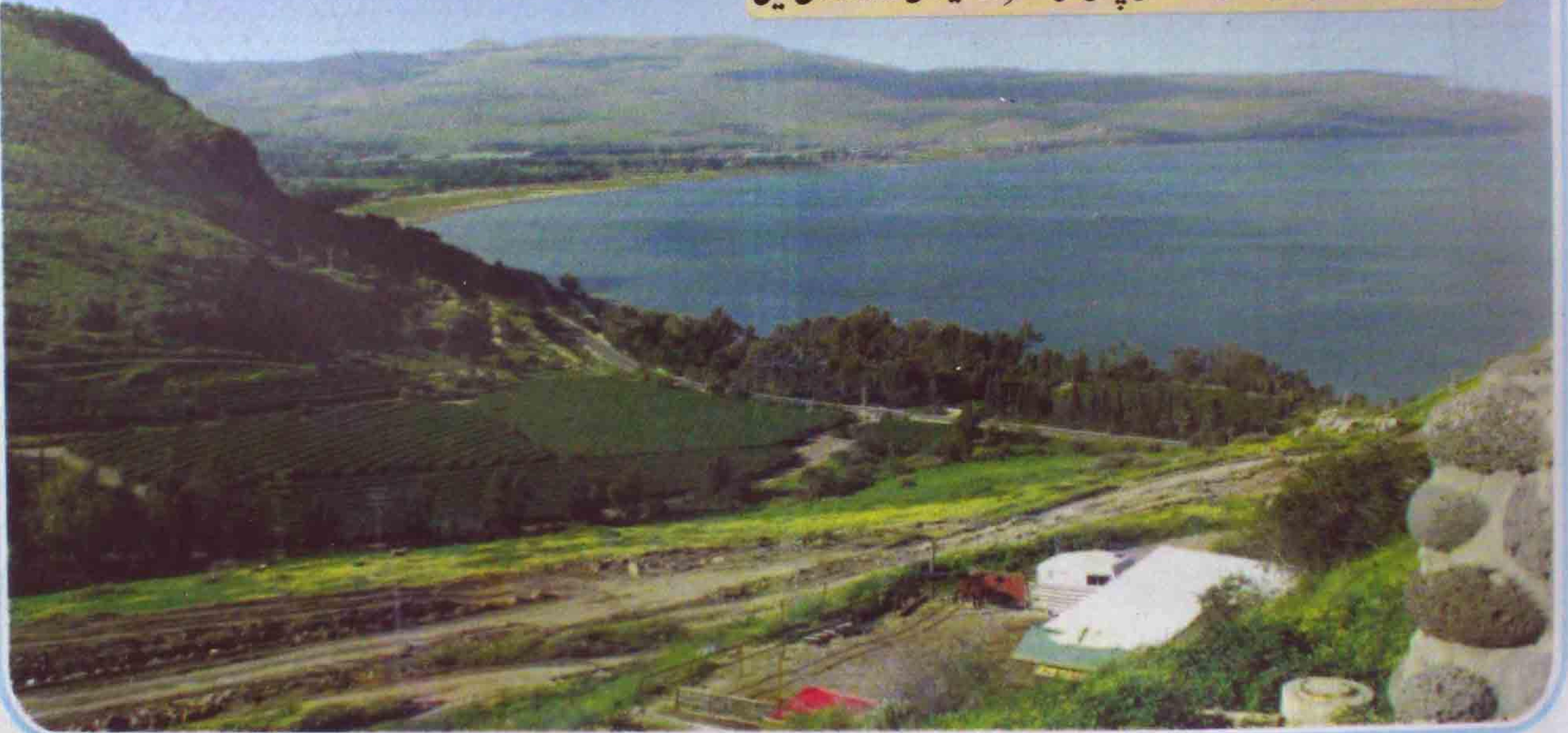
مشہور مورخ یاقوت لکھتے ہیں کہ ”بحیرہ طبریہ کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل کے قریب ہے۔ یہ ایک وسیع تالاب سے مشابہ ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ کھڑے ہیں۔ بہت سی ندیاں اس میں گرتی ہیں اور شہر طبریہ اس کے مغربی کنارے پر آباد ہے۔ یہ یروشلم سے کم و بیش پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ اردن کبیر یا بالائی اس میں گرتا ہے اور وہ ندیاں بھی جو نابلس کے ضلع سے آتی ہیں۔ اس جھیل سے ایک بڑی ندی بہتی ہے جسے اردن صغیر (یا زیرین) کہتے ہیں اور جو غور کو سیراب کر کے اریحا کے متصل بحر لوط میں جا گرتی ہے۔ بحیرۂ طبریہ کے وسط میں ایک چٹان نکلی ہوئی ہے جس پر لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔

اسی جھیل کے پانی کا نیچے اتر جانا مسیح دجال کے آنے کی ایک علامت ہوگی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت اس کا پانی غائب ہو جائے گا تو یاجوج ماجوج کی قوم کا ایک آدمی کہے گا کہ یقیناً اس کے اور آگے پانی موجود ہے اور پھر وہ سب مل کر بیت المقدس پر بڑھیں گے۔ اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام الصخرہ پر کھڑے ہوئے نمودار ہوں گے اور سچے مومن انھیں گھیرے ہوئے ہوں گے، جن میں وہ وعظ فرمائیں گے۔ پھر قبیلہ جرہم یا دوسرے قول کے بموجب غسان کا ایک شخص یاجوج و ماجوج کے مقابلے میں نکلے گا اور انھیں شکست فاش دے گا اور وہ بالکل پراگندہ ہو جائیں گے“۔

(یاقوت اول۔ 515 مراصد۔ اول 131)

ابو الفدا کے مطابق بحیرۂ طبریہ، غور کے بالائی سرے پر واقع ہے۔ اس میں نہر الشریعہ گرتی ہے۔ جھیل کا نام شہر طبریہ پر ہے جو اس کے جنوب مغربی کنارے پر آباد تھا اور اب ویران ہو گیا ہے۔ جھیل کا محیط دو دن کی مسافت کے مساوی ہے۔ (صفحہ 39)

ایک قول کے مطابق اس جھیل کے آس پاس ہی حضرت سلیمان علیہ السلام مدفون ہیں



بحیرہ طبریہ روم سے 212 میٹر نیچے ہے اور بحیرہ مردار کے بعد یہ دنیا کا دوسرا سب سے نچلا حصہ ہے۔ یہ 21 کلو میٹر لمبا اور 13 کلو میٹر چوڑا سمندر ہے اور اس کی گہرائی 48 میٹر ہے۔



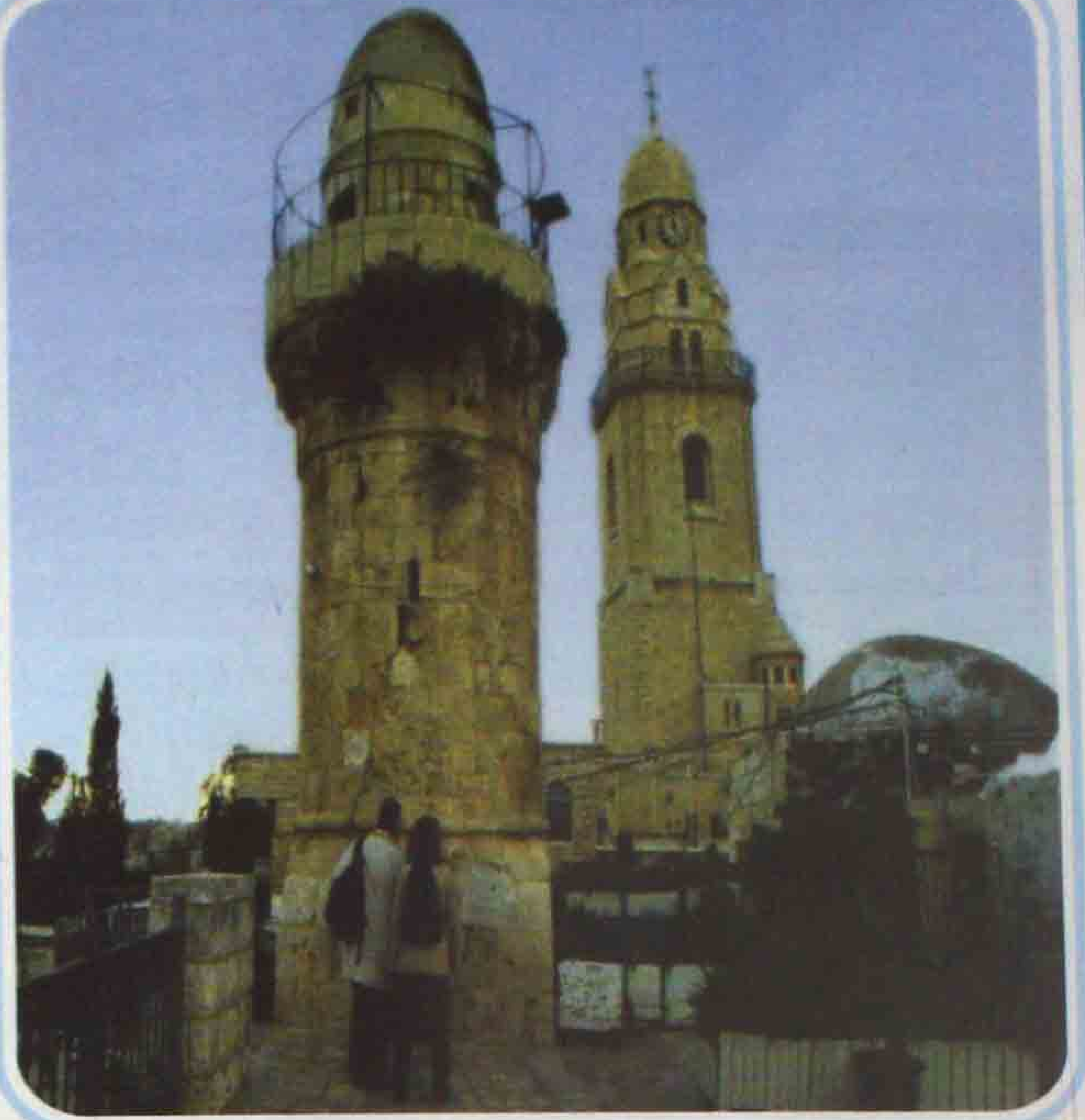
تیسرا قول: حضرت سلیمان علیہ السلام کرغستان میں مدفون ہیں



زیرِ نظر تصویر کرغستان کے دوسرے بڑے شہر اُوش کی ہے جو کہ 3000 سال پرانا ہے۔ یہاں سے جو چیزیں کھدائی کے دوران ملی ہیں، ان کے مطابق یہ شہر روم سے بھی پرانا ہے اس شہر کے بیچ میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے منسوب پہاڑ سلیمان ماؤنٹین ہے جسے 16 صدی تک Bara Kuch اور Nice Mountain کہتے تھے۔ اس کو یہ نام اس لیے دیئے گئے کیوں کہ پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کے چوراہے میں دفنایا گیا تھا۔ یہاں پر ایک غار ہے جس میں سے قدرتی طور پر پانی چھتوں سے بہتا ہے۔ پہاڑ سے 30 منٹ کی چڑھائی پر ایک مسجد بھی ہے جو 1497ء میں بابر نامی بادشاہ نے بنوائی تھی۔



حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا مزار مبارک
بعض مورخین کے نزدیک یہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا مزار ہے (واللہ اعلم)



حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا مزار مبارک

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کا گیٹ



Zion Gate پرانے شہر کے جنوب مغربی طرف واقع ہے اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے 1540 قبل مسیح میں بنوایا تھا۔ چونکہ اس Gate کے جنوبی طرف Zion نامی پہاڑ واقع ہے لہٰذا اس کا نام Zion Gate پڑ گیا۔

1948ء سے 1967ء تک جورڈن والوں نے Zion Gate کو بند کر دیا تھا اور یہاں لوگ زیارت کے لئے نہیں جاسکتے اس کے بعد یروشلم پر اسرائیلیوں کا کنٹرول ہو گیا اور انہوں نے Zion Gate کو زائرین کے لئے کھول دیا ہے۔



تذکرہ حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر قرآن میں پانچ جگہ آیا ہے اور قصص الانبیاء کے مصنف نجار مصری کا کہنا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے **100** سال پہلے ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ مصنف ارض قرآن کے نزدیک **700** ق م اور **1000** ق م کے درمیان ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا جاء مقام دمشق کا مشہور شہر بثنیہ ہے جو بحر طبریہ کے مشرق میں واقع ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ قرآن میں

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

اور ایوب (علیہ السلام) (کو یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" تو ہم نے اس کی دعا سن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے گھر والے اور اتنے ہی ان کے ساتھ اور عطاء کئے اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے "ایوب بن موص بن رازح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ (ابن کثیر)

آپ علیہ السلام کی زوجہ کا نام رحمتہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے افرائیم کی بیٹی تھیں۔

آپ علیہ السلام غریبوں کی بہت زیادہ مدد کرتے تھے اور مسلمانوں کا خوب اکرام کرتے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بال گھنگریالے، آنکھیں موٹی خوبصورت، شکل وصورت بہت خوبصورت، گردن چھوٹی، سینہ چوڑا، پنڈلیاں اور کلائیاں موٹی تھیں اور آپ علیہ السلام کا قد لمبا تھا۔ (روح المعانی ج ۹ حصہ دوم ص)



حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان

حضرت ایوب علیہ السلام بڑے مالدار تھے۔ آپ علیہ السلام دمشق کے ایک پورے گاؤں کے واحد مالک تھے۔ گائے بھیڑ، بکریاں اور اونٹ کھیتوں اور باغ باغیچوں والے تھے، ان کے بارہ بیٹے تھے۔ غرض اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی نعمتیں دی تھیں مگر وہ اپنی دولت اپنے اوپر خرچ نہ کرتے تھے بلکہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کرتے اور رات دن اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے۔

ساری بستی ان کی تعریف کیا کرتی تھی حتیٰ کہ ان کی خدا پرستی کی تعریف فرشتوں میں بھی ہونے لگی، تو شیطان جل بھن گیا اس نے اللہ سے کہا ایوب اس لیے تیرا شکر گزار بندہ ہے کہ تو نے اسے ہر قسم کی نعمتیں دے رکھی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا ایسا نہیں ہے، وہ فقر وفاقہ اور مصیبت میں بھی ایسا ہی رہے گا۔ شیطان نہ مانا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا تو ایوب کو ہرگز نہیں ورغلا سکتا جا میں نے تجھے اختیار دیا۔

شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کے دوستوں کے پاس گیا اور ان کے ذریعے انہیں رات دن ورغلاتا رہا کہ وہ برے کاموں میں پڑ جائیں اور اللہ کی عبادت کو چھوڑ دیں مگر وہ کسی طرح کامیاب نہ ہوا۔ اتفاقاً کچھ مظلوم بادشاہ کے پاس گئے تو بادشاہ نے ان کی بات نہ مانی اور کہا اگر حضرت ایوب علیہ السلام گواہی دیں گے تو میں تمہارے دعوے کو مان لوں گا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے تو انہوں نے گواہی نہ دی۔ پھر کیا تھا یہ لوگ بستی میں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے لگے اور رفتہ رفتہ لوگوں کو ان سے نفرت دلانے میں کامیاب ہو گئے، مگر وہ اسی طرح عبادت میں لگے رہے تو شیطان بڑا مایوس ہوا۔

وہ علاقہ جہاں حضرت ایوب علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا



حضرت ایوب علیہ السلام کی بکریوں کی چراگاہ

"جاسم" ولایت دمشق کا ایک قصبہ ہے (یعقوبی ۱۱۵)۔ مسعودی کے مطابق جاسم، دمشق کا ایک گاؤں ہے اور دمشق واردن کی ولایتوں کے درمیان کے ضلع خولان میں واقع ہے۔ یہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی چراگاہ ہے۔ جو یہاں سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ (جلد ہفتم، ۱۴۷)

یاقوت کا بیان ہے کہ "جاسم" دمشق سے ۸ فرسخ دور طبریہ کی سڑک پر دائیں جانب ایک گاؤں ہے۔ یہ جاسم ابن ارم ابن سام ابن نوح کے نام پر موسوم ہے جو برج بابل کی بربادی کے وقت یہاں آیا تھا"۔ (یاقوت دوم ص۱ حصہ اول)

قوم ایوب علیہ السلام کا مقام رہائش حولان



زیر نظر تصویر دمشق کے علاقہ حولان کی ہے اردو دائرہ معارف اسرائیل کے مطابق حولان میں ایک چھوٹی بستی ہے جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کا گھر تھا اور یہی وہ وادی ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتے تھے۔

المسعودی نے تاریخ مسعود میں لکھا ہے کہ حولان کی بستی نوی میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چٹان آج بھی موجود ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے 7 یا 18 سال بیماری کی حالت میں گزارے۔ پھر حکم الٰہی پر چشمہ جاری ہوا جس سے آپ علیہ السلام کو شفا ملی۔ چنانچہ اس چٹان کے ساتھ ایک چشمہ بھی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے یہی وہ غیبی چشمہ ہے جس کے ذریعہ آپ علیہ السلام کو شفا ملی۔ (مروج الذہب ۱/۹۱ بحوالہ اطلس القرآن)

حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس کتنی دولت تھی؟

تورات میں تذکرہ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے ''عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے۔ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔ (تفسیر ماجدی، رحمۃ للعالمین، جلد سوم)

حضرت ایوب علیہ السلام کس زمانہ میں گذرے ہیں؟

مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ علیہ السلام کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ صاحب قصص الانبیاء لکھتے ہیں:

(۱) حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے 100 سال پہلے تھا۔

(۲) مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔

(۳) مشہور عرب مورخ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام عہد ابراہیمی کے قریب ہوئے ہیں۔ آپ علیہ السلام لوط علیہ السلام کے ہمعصر اور دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔

(۴) مصنف قصص القرآن کی رائے ہے ''صحیح اور تحقیق بات یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کے درمیان ہے۔''

بیماری میں حضرت ایوب علیہ السلام کا مثالی صبر

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آزمائش وامتحان میں ڈالا تو آپ علیہ السلام کا مکان گر پڑا اور آپ علیہ السلام کے تمام فرزندان اس کے نیچے دب کر مرگئے اور تمام جانور جس میں سینکڑوں اونٹ اور ہزارہا بکریاں تھیں سب مرگئے، تمام کھیتیاں اور باغات بھی برباد ہوگئے۔ غرض آپ علیہ السلام کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ آپ علیہ السلام کو جب ان چیزوں کے ہلاک وبرباد ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ علیہ السلام حمد الٰہی کرتے اور شکر بجالاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا کیا تھا اور کیا ہے؟ جس کا تھا اس نے لے لیا۔ جب تک اس نے مجھے دے رکھا تھا میرے پاس تھا، جب اس نے چاہا لے لیا۔ میں ہر حال میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام بیمار ہوگئے اور آپ علیہ السلام کے جسم مبارک پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے۔ اس حال میں سب لوگوں نے آپ علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ بس فقط آپ کی بیوی جن کا نام ''رحمت بنت افرائیم'' تھا۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں آپ علیہ السلام کی خدمت کرتی تھیں۔ سالہا سال تک آپ علیہ السلام کا یہی حال رہا۔ آپ علیہ السلام آبلوں اور پھوڑوں کے زخموں سے بڑی تکلیفوں میں رہے۔

مسجد اقصیٰ کا محراب

زیر نظر تصویر جدید مسجد اقصیٰ کے محراب کی ہے۔ اس مسجد اقصی کے نیچے تہ خانہ میں قدیم مسجد اقصیٰ کے آثار ہیں۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ قدیم مسجد اقصیٰ کے محراب میں حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے مدفون ہیں۔



جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب سفر ارض مقدس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے گرد برکات کا یہ عالم ہے کہ ہر قسم کے پھل دار درخت، صاف شفاف چشمے، حدنگاہ تک لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں۔ روحانی برکات ایسی کہ ستر میل کے علاقے میں جلیل القدر انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ اسی مسجد میں ہمارے رسول کریم افضل البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب تمام انبیاء کو نماز پڑھائی اور پھر اوپر تشریف لے گئے۔ یہ مسجد نہایت وسیع وعریض ہے، شاید دنیا بھر میں اتنی وسیع مسجد اور کہیں نہ ہو۔ اس کے صحن میں دوسری مسجد صخرہ ہے، جس کے اندر وہ پتھر ہے جسے صخرہ معلق کہتے ہیں۔ صخرہ شریف ایک پانچ فٹ موٹا اور پچاس مربع فٹ چوڑا پتھر ہے، جس کے ایک کونے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک اور نشان قدم مبارک ہیں۔ محراب میں حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادوں کی قبریں ہیں، مگران کے نشان نہیں ملتے۔

الحمد للہ اس مبارک پتھر کے نیچے داخل ہوکر نوافل پڑھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس کے گنبد کی حال ہی میں جدید مرمت ہوئی ہے جس پر ستر لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔ یہ خرچ مختلف اسلامی ملکوں کے مخیر حضرات نے پیش کیا ہے۔ اس کے مغرب کی طرف مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کے ساتھ مولانا محمد علی جوہر، سلطان عبدالحمید اور شریف مکہ کے مزارات ہیں اور مشرقی دیوار کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مزار ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار کے ساتھ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام جنات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

مسجد اقصیٰ کی موجودہ عمارت کے نیچے پرانی عمارت بھی موجود ہے۔ جب ہمارا وفد حاضر ہوا تو نیچے جانے کا راستہ کھلا ہوا تھا۔ الحمد للہ نیچے جا کر اصل مسجد کو بھی دیکھنا نصیب ہوا۔ یہاں وہ حجرہ موجود ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کے لیے بیٹھی تھیں اور جنتی کھانے اترا کرتے تھے۔ اسی مقام پر جبریل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے آئے تھے۔ قرآن کریم کے سولھویں پارے میں اس کا مکمل بیان موجود ہے۔



حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق غیر مستند باتیں



عام طور پر لوگوں میں مشہور ہے کہ معاذ اللہ آپ علیہ السلام کو کوڑھ کی بیماری ہوگئی تھی۔ چنانچہ بعض غیر معتبر کتابوں میں آپ علیہ السلام کے کوڑھ کے بارے میں بہت سی غیر معتبر داستانیں بھی تحریر ہیں۔ مگر یہ سب باتیں بالکل غلط ہیں اور ہرگز آپ علیہ السلام یا کوئی نبی کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا تمام ان بیماریوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے جو عوام کے نزدیک باعث نفرت و حقارت ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ تبلیغ و ہدایت کرتے رہیں، تو ظاہر ہے کہ جب عوام ان کی بیماریوں سے نفرت کر کے ان سے دور بھاگیں گے تو بھلا تبلیغ کا فریضہ کیونکر ادا ہو سکے گا۔

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام ہرگز کبھی کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے، بلکہ آپ علیہ السلام کے بدن پر کچھ آبلے اور پھوڑے پھنسیاں نکل آئی تھیں، جن سے آپ علیہ السلام برسوں تکلیف اور مشقت جھیلتے رہے اور برابر صابر و شاکر رہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے بحکم الٰہی اپنے رب سے یوں دعا مانگی:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾

"اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہربانی کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (انبیاء، آیت ۵)

حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا کیسے ملی؟

جب آپ علیہ السلام خدا کی آزمائش میں پورے اترے اور امتحان میں کامیاب ہوگئے تو آپ علیہ السلام کی دعا مقبول ہوئی اور ارحم الراحمین نے حکم فرمایا کہ اے ایوب! اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ آپ علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا تو فوراً ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔

حکم الٰہی ہوا کہ اس پانی سے غسل کرو۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے غسل کیا تو آپ علیہ السلام کے بدن کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں۔ پھر آپ علیہ السلام چالیس قدم دور چلے تو دوبارہ زمین پر قدم مارنے کا حکم ہوا یہ آپ علیہ السلام کے قدم مارتے ہی ایک دوسرا چشمہ نمودار ہوگیا۔ جس کا پانی بے حد ٹھنڈا بہت شیریں اور نہایت لذیذ تھا۔ آپ علیہ السلام نے وہ پانی پیا تو آپ علیہ السلام کے باطن میں نور ہی نور پیدا ہوگیا اور آپ علیہ السلام کو اعلیٰ درجے کی صحت و نورانیت حاصل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی تمام اولاد کو دوبارہ زندہ فرما دیا اور آپ علیہ السلام کی بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی اور ان کی کثیر اولاد ہوئی۔ پھر آپ علیہ السلام کا تمام ہلاک شدہ مال و مویشی اور اسباب و سامان بھی آپ علیہ السلام کو مل گیا بلکہ پہلے جس قدر مال و دولت کا خزانہ تھا اس سے کہیں زیادہ مل گیا۔

اس بیماری کی حالت میں ایک دن آپ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو پکارا تو وہ بہت دیر کر کے حاضر ہوئیں۔ اس پر غصہ میں آ کر آپ علیہ السلام نے ان کو سو درہ مارنے کی قسم کھالی تھی تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے ایوب! آپ ایک سو تنکوں کی جھاڑو سے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو مار دیجئے اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرما دیئے اپنی رحمت کرنے اور عقلمندوں کی نصیحت کو اور اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ، بیشک ہم نے اسے صابر پایا۔ کیا اچھا بندہ ہے، بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔ (ص، ع ۴)

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام اس امتحان میں پورے پورے کامیاب ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نوازشوں اور عنایتوں سے ہر طرح سرفراز فرما دیا اور قرآن مجید میں ان کی مدح خوانی فرما کر "اوّاب" کے لاجواب خطاب سے ان کے سر مبارک پر سربلندی کا تاج رکھ دیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے امتحان کی مدت

آپ علیہ السلام کے امتحانات کی تاریخ پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ جس کو پڑھ کر انسان کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آپ علیہ السلام امتحان میں ایک دو دن نہیں بلکہ اٹھارہ سال کی طویل مدت تک اس میں مبتلا رہے۔ چنانچہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام اٹھارہ سال تک امتحانات میں رہے۔ (روح المعانی، قصص الانبیاء)

یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ علیہ السلام کے امتحان کا زمانہ شروع ہوا اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر ستر سال یا اسی سال تھی۔




حضرت ایوب علیہ السلام کا بیماری میں شفا کی دعا نہ کرنے کی وجہ؟

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں مفسرین نے بہت سے واقعات اور نکات لکھے ہیں۔اختصار کی غرض سے چند باتیں پیش خدمت ہیں۔

روایت ہے کہ ایک دن آپ علیہ السلام کی خدمت گزار، وفادار، نیک شعار، بامراد، نیک زوجہ نے عرض کیا:

لو دعوت الله تعالیٰ

کاش تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے، اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیف دور فرما دیتا۔

یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

کم کانت مدة الرخاء فذکرت مدة کثیرة وفی روایة ثمانین سنة

عیش وعشرت راحت وسکون مال ودولت کی فراوانی میں کتنا وقت گزرا؟

آپ علیہ السلام کی زوجہ نے عرض کیا بہت وقت گزرا۔ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام کی زوجہ نے کہا: اسی (۸۰) سال گزرے ہیں۔

تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انی استحیی من الله ان ادعوه وما بلغت مدة بلائی مدة رخائی

مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دعا کروں جب کہ میری آزمائش کا وقت اتنا بھی نہیں ہوا جتنا میری آسائش کا وقت تھا۔ (تفسیر روح المعانی)

زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام کو بہکانے کی شیطانی کوشش

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمت آپ علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے ہر وقت فکر مند رہتی کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ میرے شوہر صحت یاب ہو جائیں۔اسی دوران ایک دن شیطان ایک ماہر طبیب کی صورت میں نظر آیا۔حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ نے یہ سمجھ کر کہ یہ کوئی ماہر طبیب ہے، اپنے شوہر کی بیماری کے علاج کے لئے کہا۔اس نے ایک شرط سے علاج کرنے کو کہا اور وہ شرط یہ تھی کہ جب تمہارے شوہر کو آرام ہو جائے تو صرف اتنا اقرار کر لیں کہ میں نے ان کو شفا دی ہے (گویا ایک نبی سے شرکیہ الفاظ کہنے کا مطالبہ کیا)، اس کے علاوہ وہ میرا اور کوئی مطالبہ نہیں۔

بی بی رحمت کا ذہن ان الفاظ کی گہرائی تک نہ پہنچا کیونکہ ایک تو عورت تھیں، دوسرے شوہر کی لمبی اور تکلیف دہ بیماری، تیسرے تمام متعلقین کا ساتھ چھوڑ دینا۔ان باتوں سے آپ بہت متاثر تھیں۔غرض اس بہروپے حکیم شیطان کی بات سن کر ہنسی خوشی شوہر کے پاس پہنچیں اور پورا واقعہ سنایا۔

حضرت ایوب علیہ السلام فراست نبوی سے فوراً سمجھ گئے کہ یہ حکیم شیطان مردود ہے۔جیسے اس نے حضرت حوا علیہا السلام کو بہکا کر سیدنا آدم علیہ السلام کو بہکایا تھا، وہی حربہ مجھ پر بھی استعمال کرنا چاہتا ہے۔بیوی کو بتلایا کہ یہ حکیم کون ہے اور ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا خدا کے حکم سے اگر میں تندرست ہو گیا تو اس جرم کی سزا پر تمہارے سو بید لگاؤں گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو شیطان کی بات پر اتنا غصہ اس وجہ سے آیا کہ اس نے شرکیہ پیغام دیا۔یہ ہے بغض فی اللہ اور تعلق مع اللہ کی زندہ جاوید مثال۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ اپنی اولاد تک سے نہیں ہوتا۔جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام وسیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے تذکرہ میں کافی تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

شیطان نے جب بی بی رحمت کو بہکایا تو اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کو یہ فکر دامن گیر ہو گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ میری بیوی کو پھر بہکائے اور خدا نخواستہ وہ راہ حق سے بھٹک جائے تو آپ علیہ السلام نے نہایت ہی عاجزی و بے کسی سے کمال بندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باادب بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ

(پروردگار) شیطان نے مجھ کو رنج اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔

اور سجدہ میں رو رو کر تضرع وزاری کے ساتھ التجا کی:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(پروردگار) مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

غور کریں اول تو دعا میں اپنی عاجزی، کمزوری اور پریشانی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا "اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ" کہ پروردگار! مجھ کو بیماری سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔"اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ" شیطان نے مجھ کو رنج اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔

یہ ہے ادب کہ تکلیف کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی بلکہ شیطان کی طرف کی۔اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں یہی حکم دیا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اچھی باتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ طرف کرے اور بری باتوں کی نسبت اپنے نفس کی طرف۔ (حوالہ تذکرۃ الانبیاء)

تمہیں یہ تحفہ ملا ہے

حضرت ایوب علیہ السلام پر جب کوئی مصیبت آتی تو کہتے اے اللہ! آپ نے لیا اور آپ ہی نے عطا کیا تھا، جب تک میری جان میں جان ہے، میں آپ کی بلا کی خوبی پر آپ کی حمد کئے جاؤں گا۔عقائق میں مذکور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اس بلا پر صبر کرنے کا ثواب جو میں نے ستر نبیوں کو بتلایا تو ان میں سے ہر ایک درخواست کرنے لگا کہ میں بھی اس مصیبت میں مبتلا ہوتا ہوں۔میں نے ان کو یہ مرتبہ نہیں دیا، بلکہ تمہیں یہ تحفہ عنایت کیا ہے کہ دنیا وآخرت میں لوگ تمہاری تعریف کیا کریں گے اور تم سنا کرو (یعنی جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے) کہ ہم نے تو اس کو صابر پایا ہے۔کیا اچھا بندہ ہے وہ (ہماری طرف) بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے عجیب سوال

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ایوب علیہ السلام سے پوچھا: آپ علیہ السلام کو بیماری کے دن یاد آتے ہیں؟

کہنے لگے بیماری کے جو دن تھے وہ صحت کے دنوں سے اچھے تھے۔

کہا توبہ توبہ......وہ کیسے اچھے تھے؟ آپ کا تو انگ انگ ہائے ہائے کرتا تھا۔

کہنے لگے جب میں بیمار تھا تو روزانہ ایک مرتبہ عرش سے آواز آتی تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ پوچھتا تھا ایوب! کیا حال ہے؟ اس آواز میں ایسی راحت ولذت تھی کہ میرا ہر درد مجھے بھول جاتا تھا۔ (از افادات حضرت مولانا طارق جمیل صاحب)

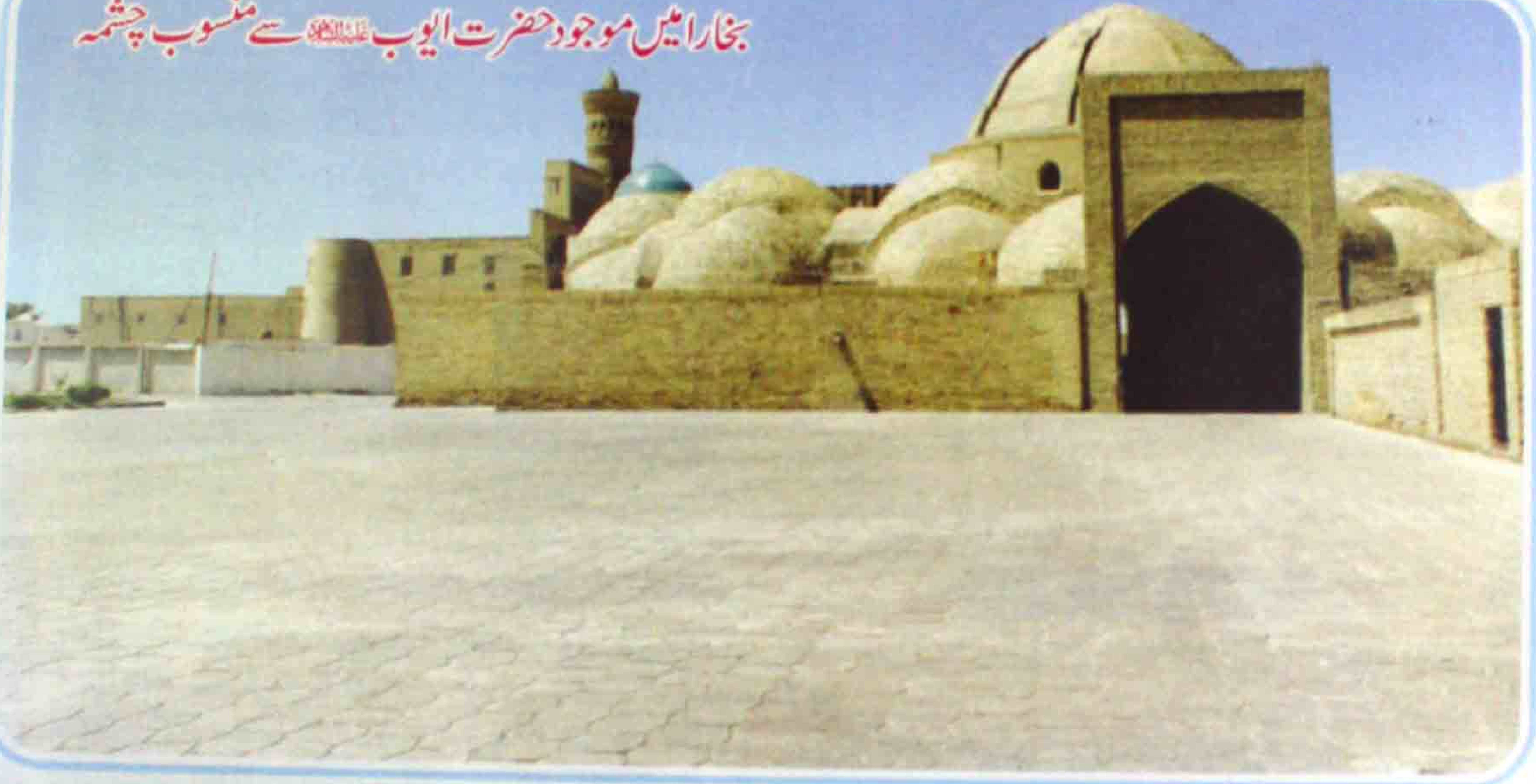
حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ کہاں ہے؟

حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے، پھر حکم ہوا زمین پر پیر مارو، آپ علیہ السلام نے پیر مارا تو چشمہ جاری ہوا۔ حکم ہوا اس سے نہاؤ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے نہایا تو 18 سال کی بیماری دور ہوگئی۔

اس وقت دنیا میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمے تین مقامات پر ہے۔

(۱)......بخارا میں۔
(۲)......ترکی کے علاقہ سن لی عرفہ میں۔
(۳)......دمشق کی بستی حوران میں۔

(۱)...... پہلا قول: بخارا میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ


بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

''چشمہ شفا'' حضرت ایوب علیہ السلام

جب ایوب علیہ السلام نے شفا کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○

اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مارو، یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ علیہ السلام اپنا پاؤں زمین پر مارو تو اس سے چشمہ جاری ہوگا۔ اس سے پانی پیو اور نہاؤ، تمہیں شفا حاصل ہوگی۔ آپ علیہ السلام کو نہانے سے ظاہری جسم کی تمام بیماریوں سے شفا حاصل ہوگئی اور پانی پینے سے اندرونی تمام بیماریوں سے شفا مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو جنتی لباس عطا فرمایا، آپ علیہ السلام لباس زیب تن کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے، آپ علیہ السلام کی زوجہ آئیں تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو نہ پہچانا وہ آپ علیہ السلام ہی سے پوچھنے لگی۔ اے اللہ کے بندے یہاں ایک بیمار شخص تھا وہ کہاں گیا؟ پریشان ہو کر پوچھا کہیں بھیڑیے تو نہیں لے گئے؟

بار بار پریشانی سے جب پوچھ رہی تھیں تو آپ علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے میں ہی ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا کر دی ہے۔

مال و اولاد واپس مل گئے

وفی البحر الجمهور علی الله تعالٰی احیا له من مات من اهله وعافی

جمہور حضرات کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی تمام فوت شدہ اولاد کو زندہ کر دیا اور مریضوں کو عافیت دے دی اور تمام بکھرے ہوؤں کو جمع کر دیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کو دوبارہ شباب (جوانی عطا فرمائی) اور پھر پہلی اولاد کی طرح اور اولاد عطا فرما دی۔ اس طرح آپ علیہ السلام کو کثیر مال و دولت عطا فرمایا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے سونے کی ٹڈیوں کی بارش کی، آپ علیہ السلام پکڑ پکڑ کر ایک کپڑے میں ڈالتے رہے، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے ایک چادر بچھا کر اس میں جمع کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ''اے ایوب تم سیر نہیں ہوتے؟''

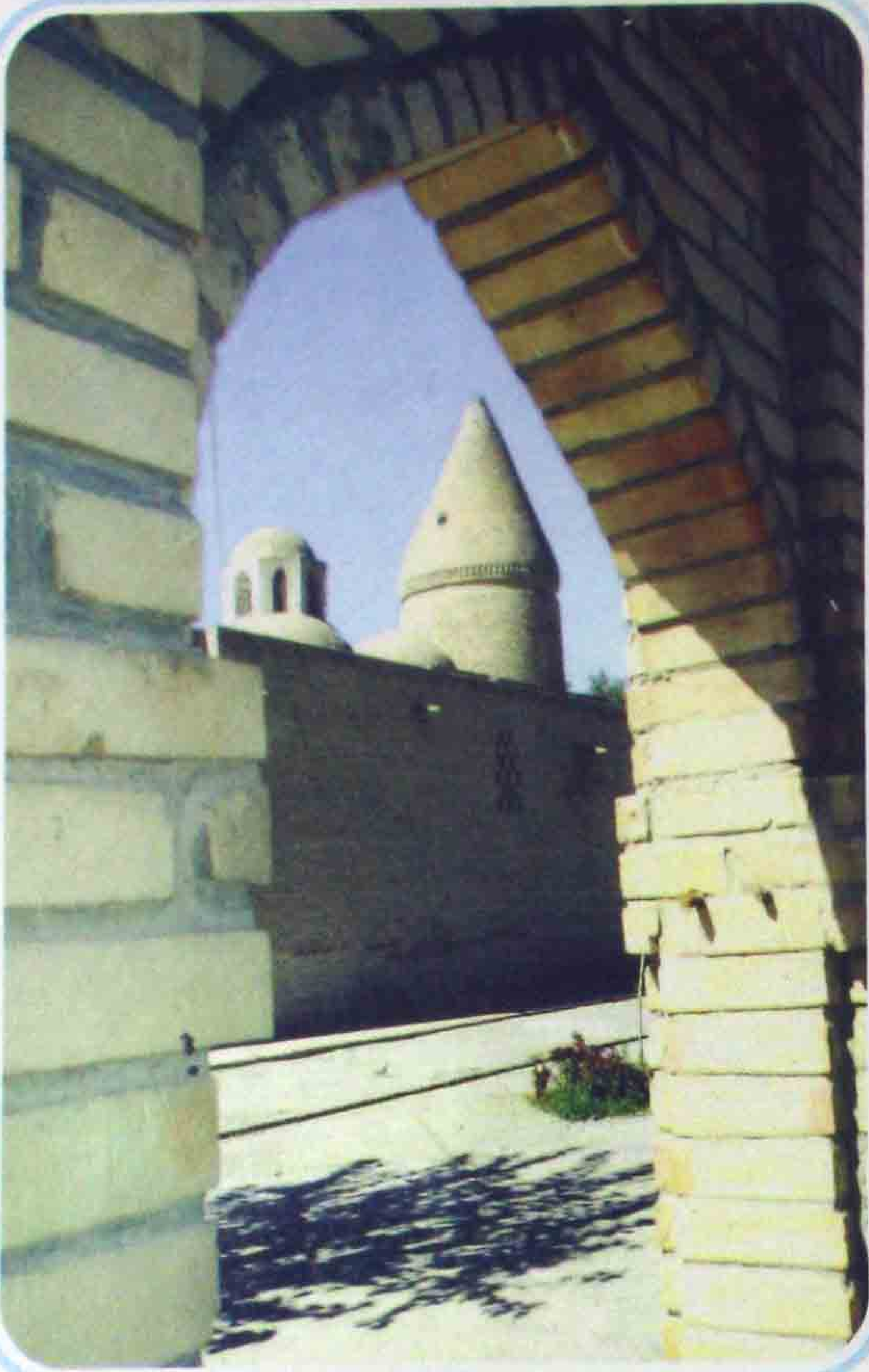
آپ علیہ السلام نے عرض کیا اے مولائے کائنات تیرے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے اٹھارہ سال بیماری اور تکلیف میں گزارے تھے، پھر رونقیں بحال ہوگئیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

جناب عبدالرحمٰن مکی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے ایسی جگہ ہے جسے مقام ایوب علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ وہاں ایک گنبد ہے۔ جس میں ایک کٹہرے میں حضرت رحمتہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی قبر شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ اس کے پیچھے دو چشمے ہیں جو کنوؤں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانے ہیں ایک مردانہ اور ایک زنانہ۔ یہ حجرہ وہ ہے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گذارا اور آپ علیہ السلام کی زوجہ رحمتہ نے آپ علیہ السلام کی خدمت کی۔ یہ چشمے وہ ہیں جو آپ علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔ ایک چشمہ پینے کا ہے، دوسرا غسل کا۔

ہم نے دونوں چشموں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی کرلیا۔ کچھ جسم پر بھی ڈال لیا یہاں بہت سی موٹریں اور گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی پلانے، نہلانے لاتے تھے۔ جو چشمہ پینے کا ہے اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا ہے۔

یہاں کچھ کھجوروں کے بھی درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے زمانہ کی ہے۔ لوگ اس کھجور کی چھال شفاء کے لئے لے جاتے ہیں اسے گھس کر بیمار پر لگاتے ہیں شفاء پاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔



بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ پر بنی عمارت



اسرائیل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کے اوپر بنی مسجد

دوسرا قول: ترکی میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب چشمہ

زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کی ہے یہ چشمہ ترکی کے شہر سن لی عرفا میں واقع ہے۔









تیسرا قول: حضرت ایوب علیہ السلام کا چشمہ عراق میں ہے

فتوح الشام کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک خاص مقام دمشق کے علاقہ جولان کے پہاڑوں کے سلسلہ میں نوی نامی جگہ ہے۔ اس جگہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چٹان آج بھی زائرین کے آنے کا سبب بنی ہوئی ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے جس میں غسل کر کے حضرت ایوب علیہ السلام 18 سال کی بیماری کے بعد شفایاب ہوئے تھے۔

معجم البلدان کے مصنف حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دیر ایوب علیہ السلام حوران کی ایک بستی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ نے یہاں ابتلا میں ڈالا، پھر ان کے پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا اور یہیں ان کی قبر ہے۔ یہ جگہ نوی کے قریب ہی ہے۔

تاریخ مسعودی کے مصنف لکھتے ہیں کہ نوی میں حضرت ایوب علیہ السلام کی زمینیں اور غسل کرنے کا مقام ہے۔ حوران اور بثنیہ کی ولایتوں کا صدر مقام یہی شہر ہے۔ اس کی زمینیں گیہوں اور غلے کی پیداوار میں نہایت زرخیز ہیں۔ (مقدسی، 160)

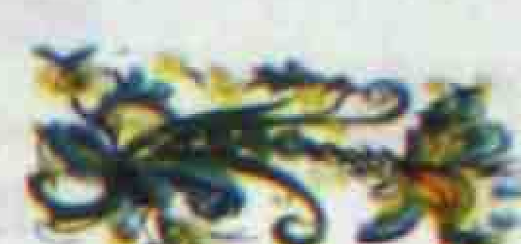
مسعودی لکھتے ہیں کہ نوی سے تین میل یا کچھ کم وبیش مسجد ایوب علیہ السلام ہے اور وہ چشمہ آج تک موجود ہے جہاں آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا تھا۔ یعنی 332 / 943ء تک نوی، حولان اور اسی طرح ولایت اردن میں دمشق وطبریہ کے درمیان کے تمام علاقوں میں اس کی شہرت ہے۔ اور مسجد میں وہ پتھر بھی اب تک محفوظ ہے جس پر تکلیف و آلام کے زمانے میں حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی رحمتہ رات بسر کرتے تھے"۔ (مسعودی، جلد اول، 91)



زیر نظر تصویر دمشق کے علاقہ حولان کی ہے۔ اس جگہ نوی نام کی ایک بستی ہے جس میں حضرت ایوب علیہ السلام کا گھر تھا اس وقت اس جگہ حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ایک چشمہ آج بھی زائرین کے آنے کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے جس کے ذریعہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کی 18 سالہ بیماری دور ہوگئی تھی۔



حضرت ایوب علیہ السلام کی عاشقانہ موت



حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سے شفایابی کے بعد کئی سال زندہ رہے اور بیماری سے ٹھیک ہونے کے بعد اللہ نے آپ علیہ السلام کو بہت سے بیٹے عنایت فرمائے۔ ابن جریر اور ان کے علاوہ مورخین علماء کا کہنا ہے کہ جس وقت حضرت ایوب علیہ السلام کا انتقال ہوا اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر 83 سال تھی اور بعض نے 75 سال بھی بیان کی ہے۔ (الکامل فی التاریخ صفحہ ۱۳۱، البدایہ والنہایہ ۳۲۲،۳۲۵، الاتقان صفحہ ۲/۳۳۶)

ابن جریر اور دیگر علماء کرام کی روایت کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا 73 سال کی عمر میں وصال ہوا۔

آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ علیہ السلام کے بیٹے نے اشاعت دین کا کام سنبھالا۔ بعض علماء کے نزدیک حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت ایوب علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک احقر کی نظر میں ان 6 جگہوں میں سے کسی ایک جگہ موجود ہے۔

1 عراق 2 لبنان 3 دمشق 4 ترکی 6 اسرائیل

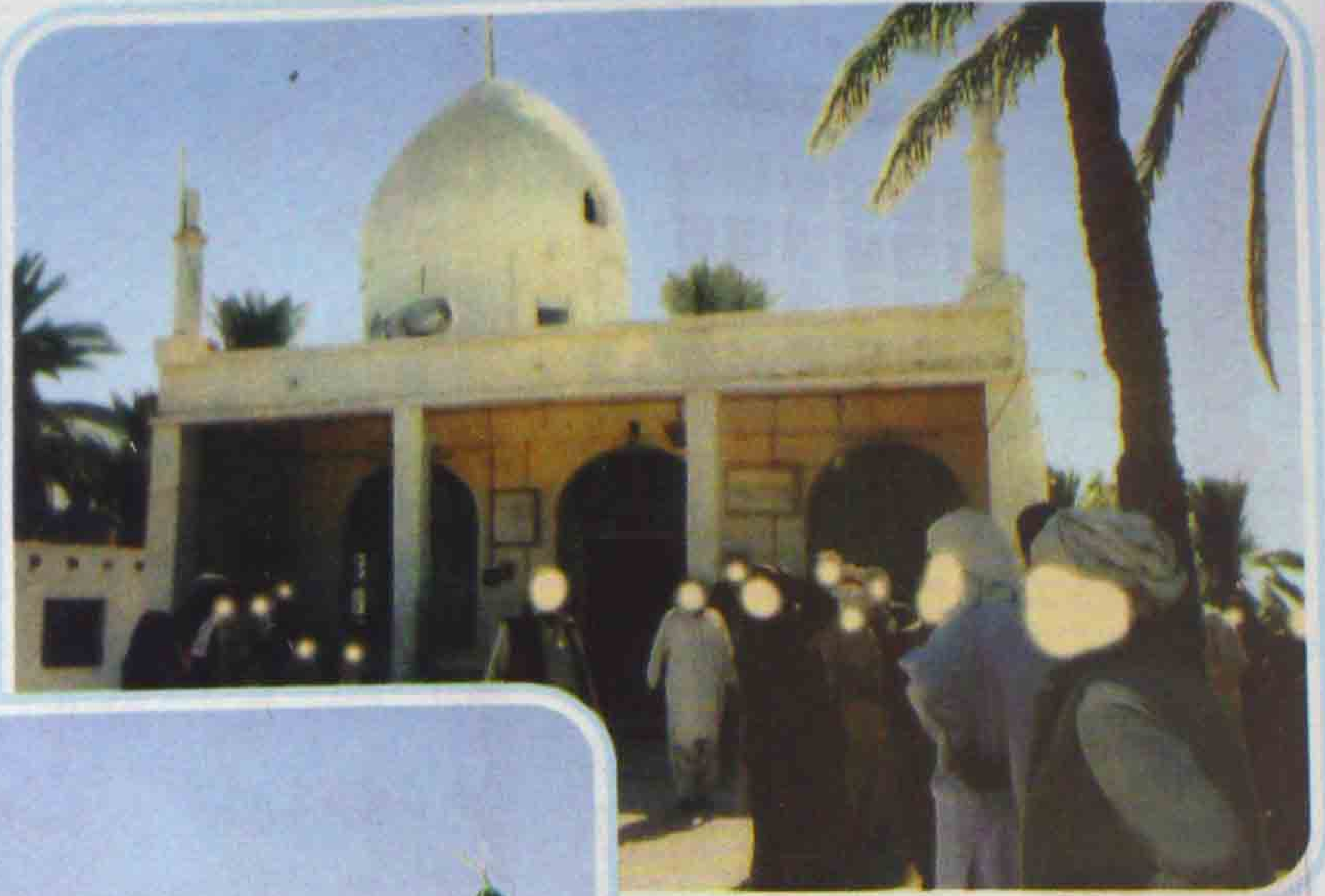
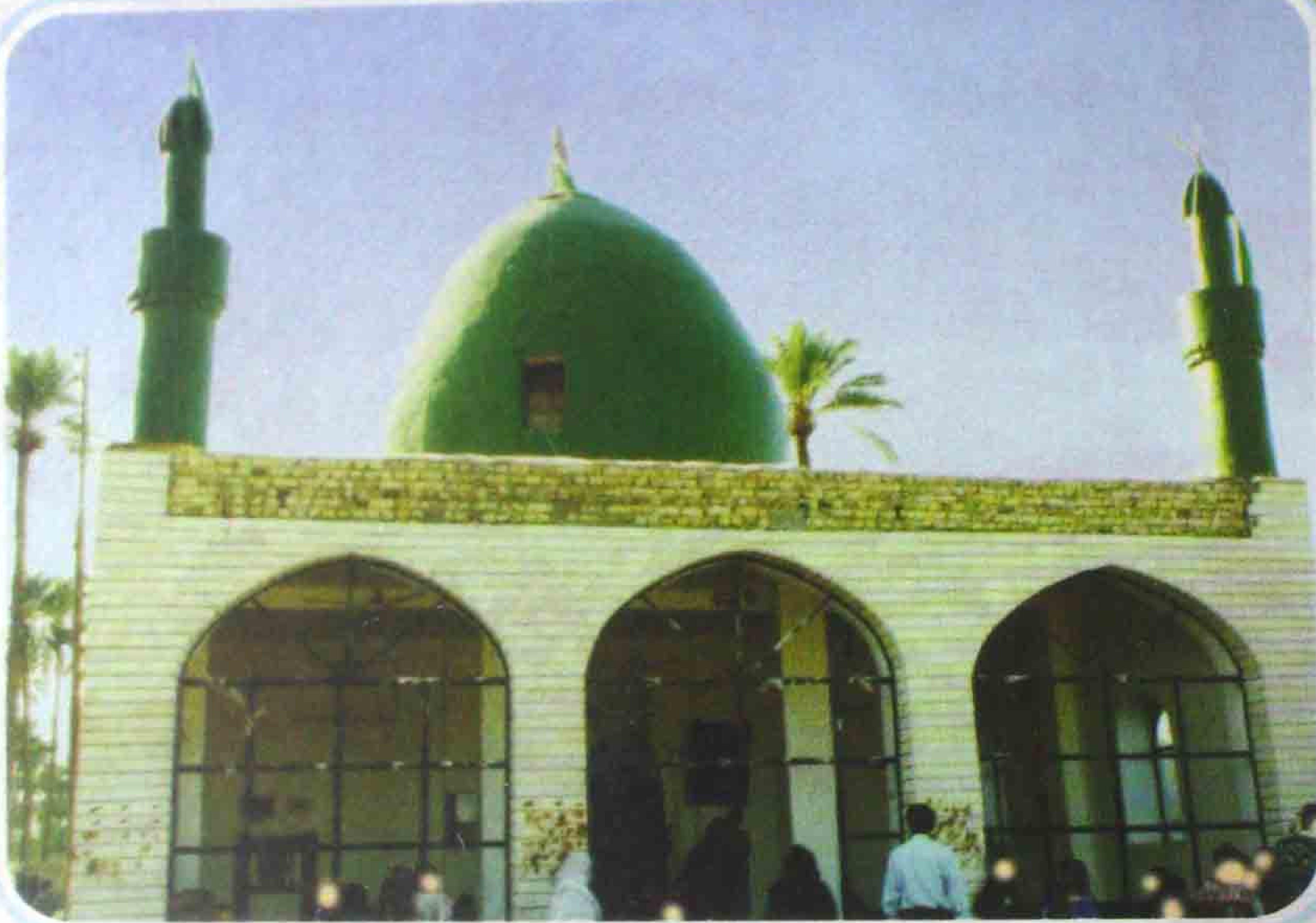
پہلا قول: عراق میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام

عراق کے شہر نجف جانے والی شاہراہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک آج بھی زائرین کی نگاہوں کو ٹھنڈک دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام کی مزار کے اطراف میں جا بجا کھیت ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار ایک چھوٹے سے کمرہ پر مشتمل ہے آپ علیہ السلام کے مزار کا گنبد سبز ہے۔

عراق کے شہر نجف کے قریب حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک




عراق میں حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار




عراق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا روضہ مبارک

عراق میں واقع مشہور صحابی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک



حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک

زیرِ نظر تصویر مشہور صحابی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار دمشق میں واقع ہے۔

250 صحابہؓ کی قبروں کی زیارت کیجئے

نوٹ:...... جو احباب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً 100 جنتی صحابیوں کے مقامات و تبرکات کا گھر بیٹھے دیدار کرنا چاہیں انھیں چاہئے کہ وہ احقر کی کتاب تبرکات صحابہؓ کا گھر بیٹھے مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں 400 صحابہؓ کے مختصر پر اثر واقعات وحالات کے ساتھ ساتھ چار رنگہ تصاویر بھی قارئین کی منتظر ہیں۔




دوسرا قول: لبنان میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام



لبنان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کا بیرونی منظر



لبنان کے علاقہ الجذل میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کی اوپری منزل



لبنان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

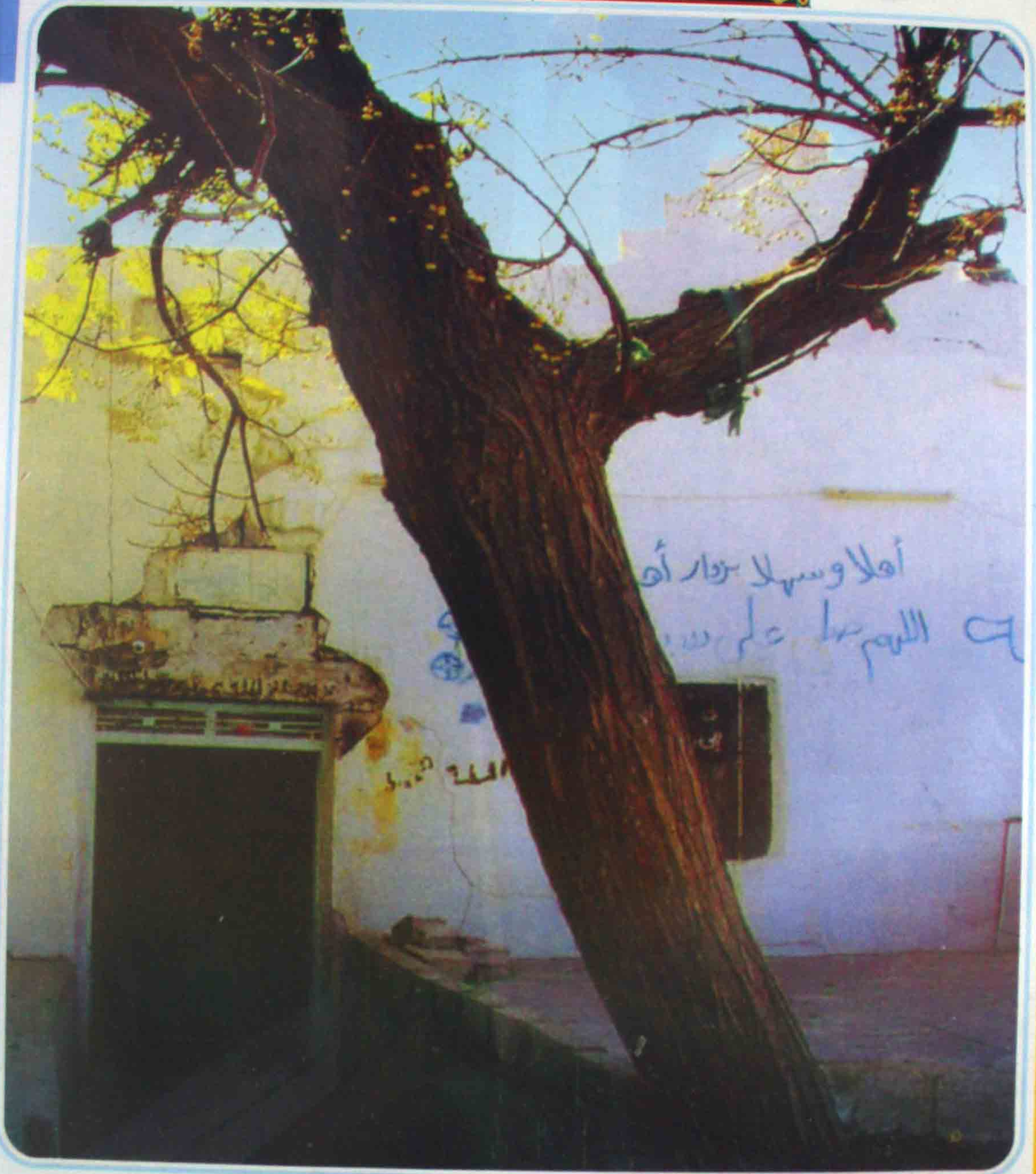


حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے کھینچی گئی اطراف کے علاقہ کی تصویر



قبر ایوب علیہ السلام (عمان)

تیسرا قول: دمشق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک



شام کے شہر دمشق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار

حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک دمشق کے نزدیک ''نوی'' نامی مقام پر ہے یہاں پر وہ مشہور زمانہ چشمہ بھی ہے جس میں بیماری کے بعد حکم الٰہی پر آپ علیہ السلام نے نہایا اور پھر بیماری سے شفایاب ہو گئے۔

دمشق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار



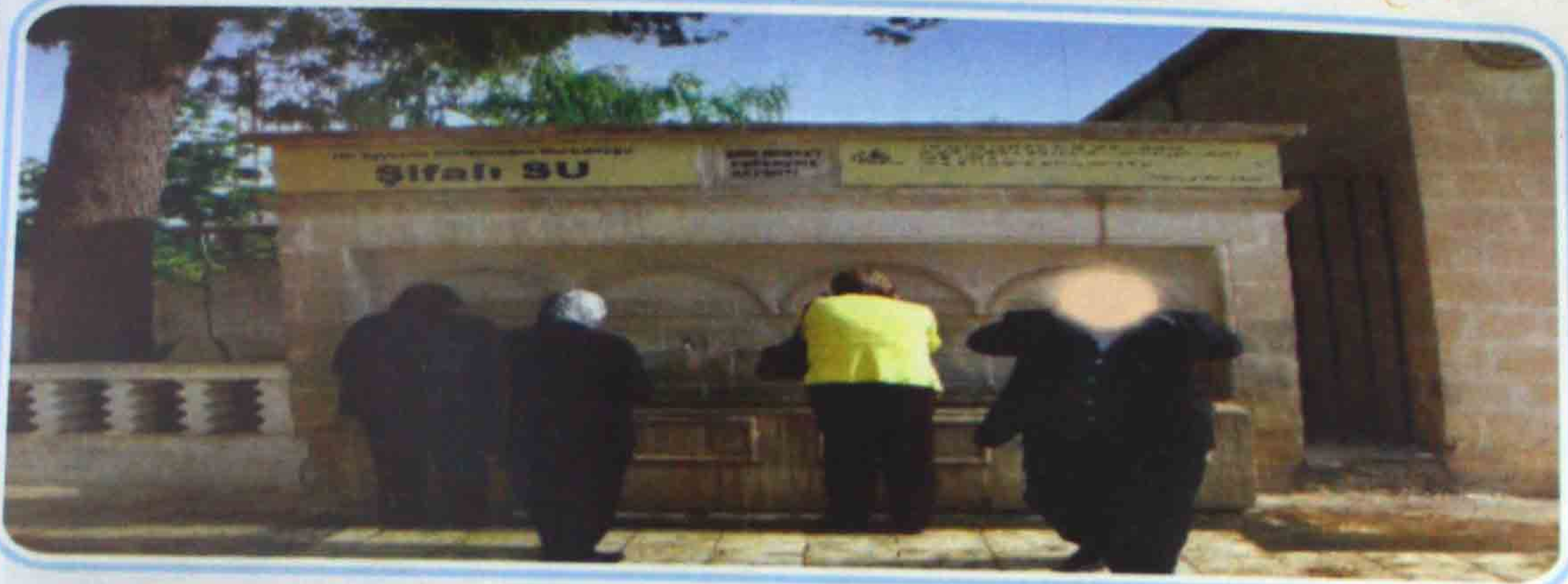


دمشق میں موجود مزار ایوب علیہ السلام کی قدیم تصویر اب اس مزار کو جدید انداز میں دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے

سن لی عرفہ میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب غار۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس غار میں 7 سال رہے




چوتھا قول: ترکی میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک



عرفا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار



عرفا میں واقع حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک

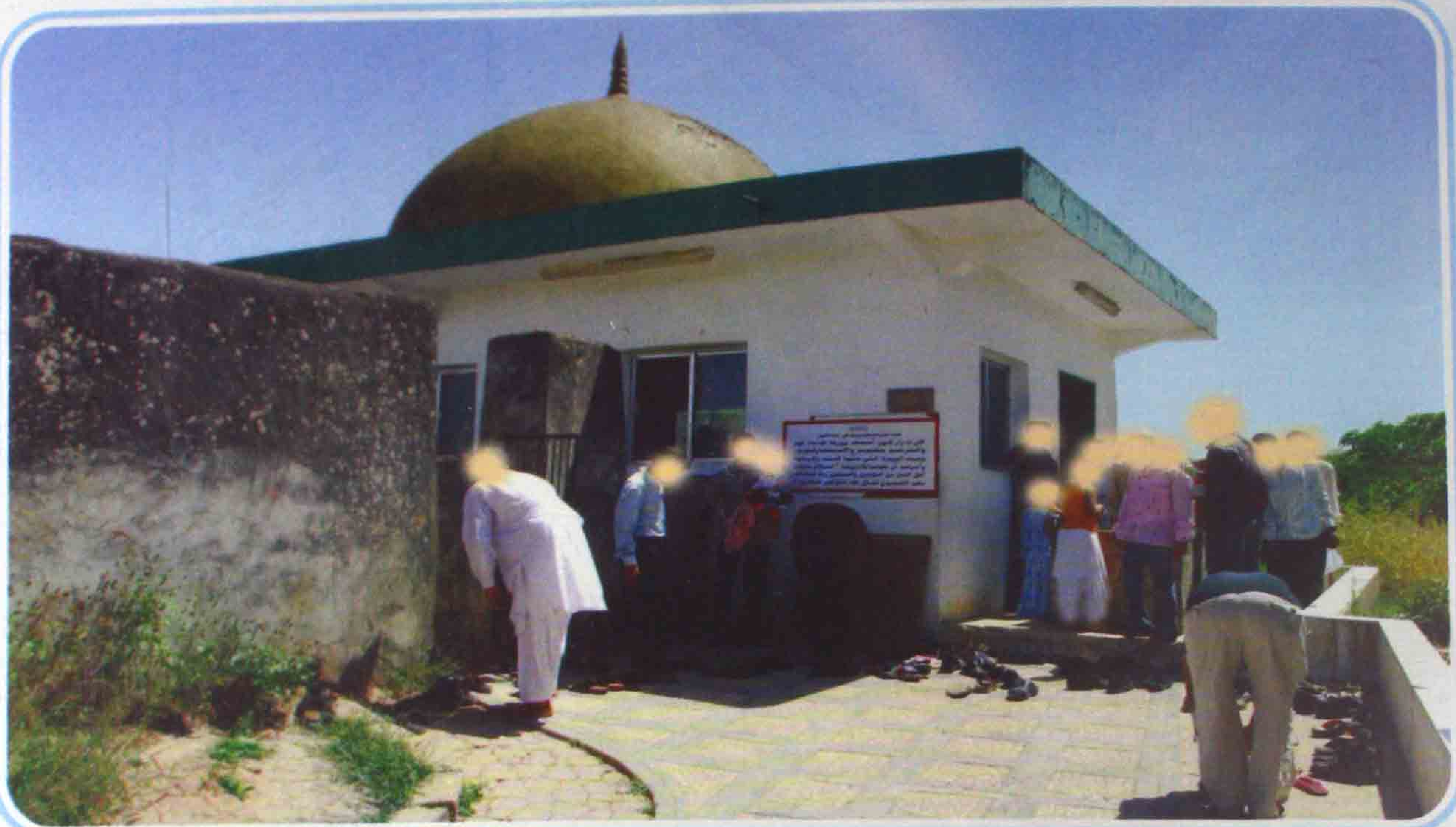


حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب غار۔ یہ غار ترکی کے شہر سن لی عرفا میں واقع ہے

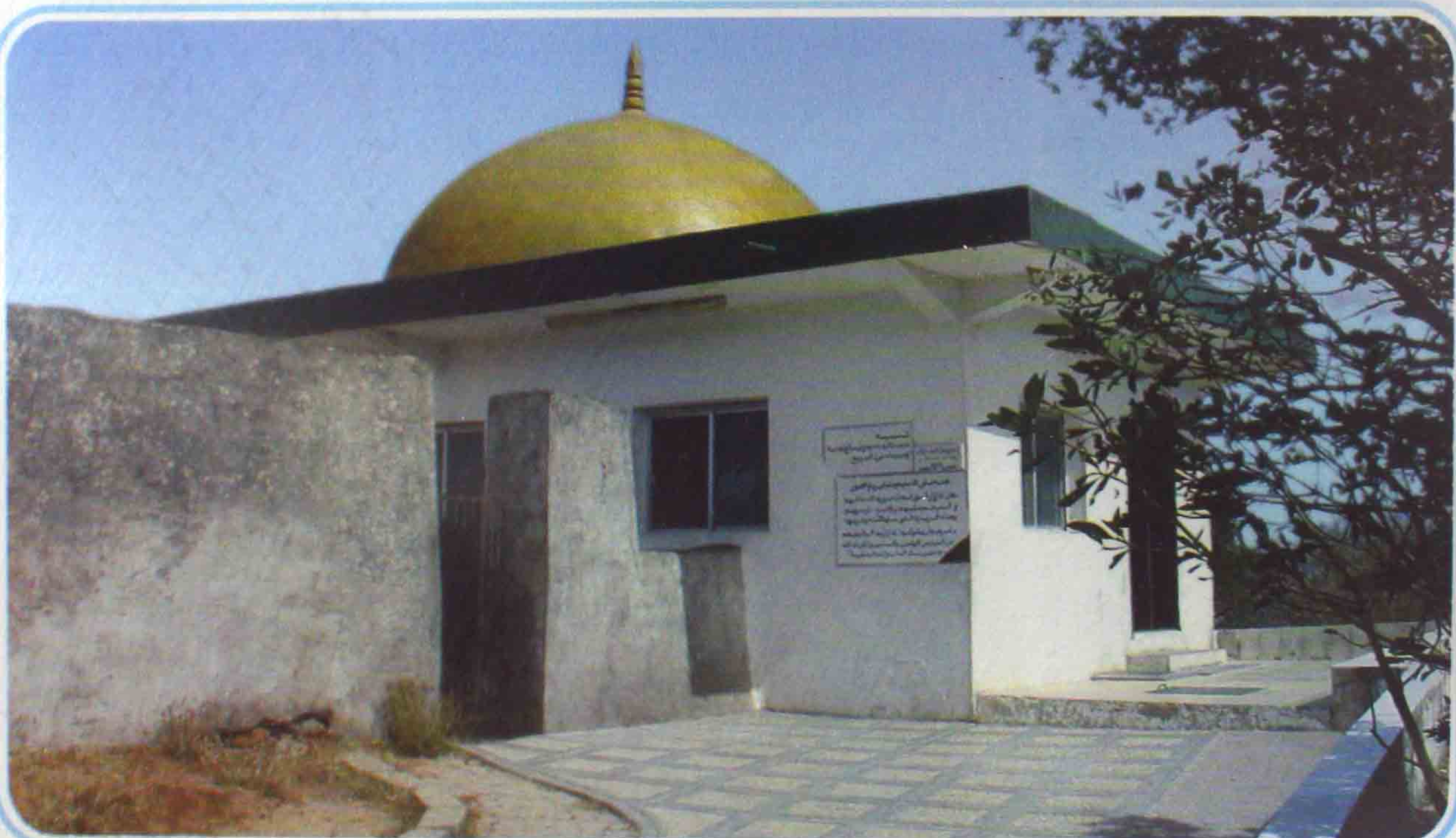


پانچواں قول: عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک





عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار



سلالہ عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار



عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے ملحق مسجد

عمان کے علاقہ سلالا میں واقع حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک



عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک





عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک



عمان کے علاقہ سلالا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک کی قریب سے لی گئی تصویر

عمان میں موجود مزار ایوب علیہ السلام



زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار عمان سلالا میں ایک چھوٹی پہاڑی پر واقع ہے



عمان میں سلالہ کے نزدیک واقع حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار سے ملحق مسجد



عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک



عمان میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک



زیر نظر تصویر حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار عمان کے مشرقی علاقہ سلالا میں واقع ہے



عمان کے علاقہ سلالا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کی قبر مبارک




چھٹا قول: اسرائیل میں موجود مزار ایوب علیہ السلام کا اندرونی منظر



زیر نظر تصویر سیدھے ہاتھ والی قبر حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے اور الٹے ہاتھ والی قبر مبارک حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی ہے



عراق میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک



بخارا میں موجود حضرت ایوب علیہ السلام کا مزار مبارک



عراق میں موجود مزار حضرت ایوب علیہ السلام کی نشاندہی کرنے والا کتبہ

تذکرہ حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام ناصرہ کے قصبہ میں پیدا ہوئے اور آپ علیہ السلام کو جلول میں دفن کیا گیا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام 28 سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کے لئے منتخب کیا۔ آپ علیہ السلام کو عراق کے شہر موصل کے علاقہ نینوا میں تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ نینوا عراق کا مشہور شہر ہے جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اسی شہر میں تبلیغ کے لئے مبعوث ہوئے۔ (حوالہ تفسیر طبری 627/23)

ترجمان القرآن میں نینوا کے بارے لکھا ہے کہ نینوا موجودہ عراق کے شمال میں دریائے دجلہ کے ساحل پر موصل کے علاقہ میں واقع تھا۔ یہ وقت کی سب سے بڑی آشوری حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ نہایت مستحکم اور مضبوط شہر تھا اور اس کی چاردیواری اپنی مضبوطی کے اعتبار سے ناقابل تسخیر سمجھی جاتی تھی۔ اپنے زمانہ کا غالباً سب سے بڑا شہر تھا۔ قرآن کریم میں اس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد بتائی گئی ہے۔ سورہ صافات میں ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور ان کو (یونس علیہ السلام کو) ایک لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔

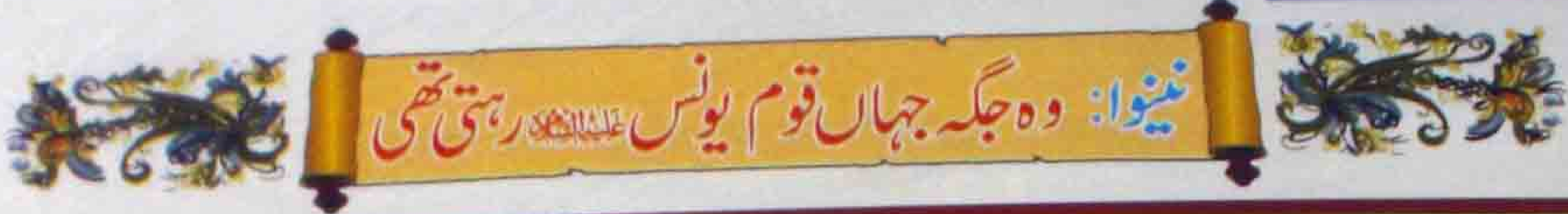
اور اس کی مزید تائید توراۃ سے ہوتی ہے، جس میں نینوا کی آبادی "ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ" بتائی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو یوحنا، باب 11)

حضرت یونس علیہ السلام کا زمانہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں فارس میں طوائف الملوکی کا دور تھا اس وقت نینوا میں حضرت یونس علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ محققین کی جدید تحقیق کے مطابق فارس کی طوائف الملوکی کا دور 150 ق م سے شروع ہو کر 372 ق م تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کا ظہور 150 ق م سے 372 ق م تک کے درمیانی عرصہ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔



زیر نظر تصویر شہر نینوا کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ رہتے تھے۔



نمرود کے محل کے شمال میں کوئی بیس میل کے فاصلے پر نینوا کے کھنڈر ہیں۔ یہ شہر آٹھویں صدی ق م میں آشوری سلطنت کا دارالحکومت بنا اور ثروت وشوکت میں بابل کو بھی پیچھے چھوڑ گیا۔

ماہرین اثریات تقریباً ایک صدی سے جو کھدائیاں اس خطے میں کر رہے ہیں انھوں نے میسوپوٹیمیا کی قدیم تاریخ کے متعلق بہت سی مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ کوزہ گری کے نمونے، اسطوائی مہریں، پردار بل، پتھر کے ببر شیر اور منبت کاری کے ٹکڑے بڑی تعداد میں برآمد ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سب سے اہم اشور بنی پال کا کتب خانہ ہے جو نینوا کے محل کے کھنڈروں تلے دبا ہوا تھا۔ اس کتب خانے میں چکنی مٹی کی سینکڑوں بیش بہا تختیاں پائی گئیں، جنھیں کتابیں ہی کہنا چاہیے۔ ان کے ساتھ ایک فہرست بھی ہے۔ جس میں ان سب کی کیفیت درج ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کہاں کہاں رکھی ہیں۔ بہت سی تختیاں مذہبی موضوعات سے متعلق ہیں۔ بعض کا تعلق جادو سے، بعض کا طب سے اور بعض کا فلکیات سے ہے۔ ایک پر گلگامش کے حماسے کا وہ نسخہ درج ہے۔ جس میں طوفان نوح اور کشتی نوح کا تذکرہ ہے۔

نینوا کا نام آج کل تل کو یون جق یعنی ''چھوٹا ٹیلا'' ہے۔ یہ مدارس کے بچوں کی محبوب تفریح گاہ ہے۔ وہ اس کی چوٹی پر بیٹھ کر دریائے خوسر کا نظارہ کرتے ہیں، جو سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا وادی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور آدھ میل آگے جا کر دجلہ میں مل جاتا ہے۔ جو منظر اب ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اس میں بھی وہی گہما گہمی ہوتی ہے جو یہاں پرانے زمانے میں ہوا کرتی تھی، لیکن اب نہ کوئی شاہی بجرا ہے نہ شاہی رتھ، جس پر سوار ہو کر بادشاہ بڑے طمطراق سے نکلا کرتا تھا۔ نہ شاہی فوجوں کے دستے جو قلعہ شکن منجنیق لیے ہوئے کسی مہم پر جا رہے ہوں اور نہ سمیریہ یا شام کے تھکے ہارے جنگی قیدیوں کے جھتے۔

آج کل یہاں آس پاس کے گاؤں کی عورتیں اور لڑکیاں دریا میں کپڑے دھوتی اور میل نکالنے کے لیے انھیں لکڑی سے پیٹتی دکھائی دیتی ہیں یا شاید ایک گڈریا اپنی بھیڑوں کو پانی پلانے کے لیے دریا کی طرف ہانکتا ہوا نظر آجاتا ہے۔

دریا کے اس پار ایک مسجد ہے، جس کا منارہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا گاؤں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے جن کی آزمائش اللہ نے انھیں ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں قید کر کے کی تھی اور اس کے بعد نینوا کے فاسق و فاجر باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ ہر سال مسلمان، عیسائی اور یہودی جوق در جوق ان کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں۔





زیر نظر تصویر عراق کے شہر نینوا کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔
نینوا شہر کی دیوار 12 کلومیٹر طویل ہے۔ اس شہر کے 15 گیٹ ہیں۔ یہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک بھی ہے۔




مقام تبلیغ یونس علیہ السلام نینوی کی کھدائی میں برآمد ہونے والے قدیم آثار



مقام قوم نینوی کی کھدائی میں ملنے والی نینوائی تحریر







قوم نینویٰ کے مکانات کی کھدائی میں ملنے والے نقش نگار

حضرت یونس علیہ السلام کا قوم کو عذاب کی آمد کی خبر دینا

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے لوگ نینوئ علاقہ موصل میں رہتے تھے۔ وہ لوگ کفر و شرک بت پرستی میں مبتلا تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کے متعلق حکم دیا۔ لیکن قوم نے آپ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے آگاہ کیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ پھر آپ علیہ السلام خود ان لوگوں سے ناراض ہو کر شہر سے باہر چلے گئے۔ جب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو نہ پایا تو بہت خوف میں مبتلا ہو گئے۔ کہ اب عذاب ضرور آئے گا۔

آپ علیہ السلام نے ان کو ایک خاص مدت تک دنیاوی مال و متاع سے نفع حاصل کرنے کی مہلت دی تھی کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو فلاں وقت تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ مہلت کی مدت میں کئی اقوال ہیں۔

وہ مدت چالیس دن تھی۔ (تفسیر کبیر)

وہ مدت تین دن تھی۔ (روح المعانی)

تفسیر کبیر کے مطابق جب پینتیس دن گزر گئے تو آسمان پر شدید سیاہ بادل چھا گئے، جن سے بہت زیادہ دھواں نکلنے لگا۔ وہ دھواں شہر تک پہنچ گیا اور اس نے مکانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اب وہ لوگ سمجھ گئے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جس عذاب کے آنے کے متعلق کہا تھا بس وہ آنے ہی والا ہے۔ وہ اتنے شدید خوف میں مبتلا ہوئے کہ ڈر کے مارے شہر کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے۔

انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو جدا کر دیا یہاں تک کہ تمام جانوروں اور ان کے بچوں کو بھی جدا جدا کر دیا جب کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دوسرے کی طرف مشتاق ہونے کی وجہ سے بے قرار ہو گئے۔ وہ اپنی آوازیں نکالنے لگے۔ ان جانوروں کی دردناک آوازیں زبان حال سے آہ وزاری ایک عجیب دردناک منظر پیش کر رہی تھیں۔ وہ سب انسان مرد، عورتیں، بچے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے تھے، رو رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ:

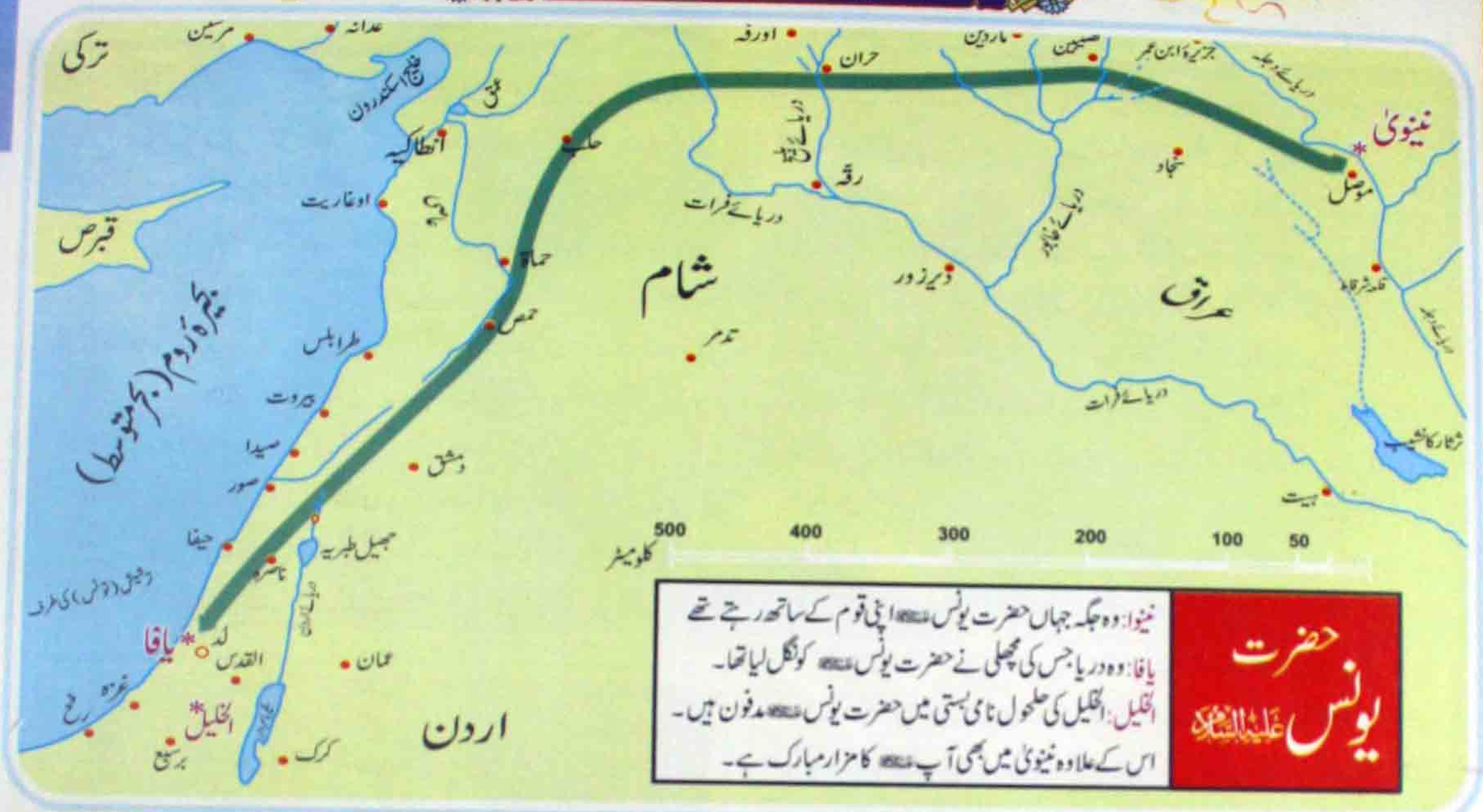
''اللہ تعالیٰ ہم تجھ پر اور تیرے نبی حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں، ہم اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہے ہیں، اے مولائے کائنات ہمارے گناہ معاف کر دے، ہمیں آنے والے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

انہوں نے اگر ایک دوسرے پر مظالم کئے ہوئے تھے تو ان کو معاف کرایا، اگر کسی کے حقوق غصب کئے ہوئے تھے وہ واپس کئے، توبہ کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کی اجازت کے بغیر انہوں نے کوئی پتھر اپنے مکانوں کی بنیادوں میں لگایا ہوا تھا تو بنیادیں کھود کر وہ پتھر نکال کر واپس کیا۔ جب انہوں نے ایمان قبول کر لیا اور سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور ان سے عذاب کو دور کر دیا۔



نینوئ عراق کا شہر ہے جو کہ دریائے دجلہ کے ساتھ واقع ہے

مقام قوم یونس علیہ السلام، نینویٰ کا نقشہ



حضرت یونس علیہ السلام

نینوا: وہ جگہ جہاں حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ رہتے تھے

یافا: وہ دریا جس کی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا۔

الخلیل: الخلیل کی حلحول نامی بستی میں حضرت یونس علیہ السلام مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ نینویٰ میں بھی آپ علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی تیونس کی طرف ہجرت

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نینویٰ کی بستی کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ نینویٰ میں آپ علیہ السلام کئی سال تک ان کو تبلیغ کی دعوت دیتے رہے۔ مگر قوم ایمان نہ لائی تو آپ علیہ السلام نے ان کو عذاب کے آنے کی خبر دی اور ترشیش (موجودہ تیونس) کی طرف جانے کے لئے نکلے۔ اسرائیل کے علاقہ یافا میں کشتی میں سوار ہوئے تو مچھلی نے آپ علیہ السلام کو نگل لیا۔ آپ علیہ السلام چالیس دن تک استغفار کرتے رہے تو اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ علیہ السلام کو ساحل پر اگل دیا۔



زیر نظر تصویر تیونس شہر کی ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام نینویٰ سے تیونس کی طرف چلے اور راستہ میں یافا کے سمندر اور دوسرے قول کے مطابق دریائے دجلہ میں انھیں مچھلی نے نگل لیا




حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

حضرت یونس علیہ السلام جب قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ قوم نے آپ علیہ السلام کے پیچھے توبہ کر لی۔ آپ علیہ السلام اپنے سفر کے دوران دریا کو عبور کرنے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہوئے، لیکن کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ اس وقت کے دستور اور رواج کے مطابق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر جا رہا ہو اور کشتی میں سوار ہو تو وہ کشتی اس وقت تک کنارے پر نہیں پہنچتی جب تک اس غلام کو کشتی سے اتار نہ لیں۔

اب کشتی کے بھنور میں پھنسنے پر ان لوگوں نے قرعہ ڈالا جو حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ تین دفعہ قرعہ آپ علیہ السلام کے نام ہی نکلا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہی غلام ہوں جو اپنے آقا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگا لی تاکہ کشتی کے دوسرے لوگ کنارے پر پہنچ جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مچھلی کے دل میں القاء کیا اور حکم دیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لے لیکن یہ خیال کرنا کہ تمہارا پیٹ ان کے لئے قید خانہ بنایا ہے انہیں تمہارا لقمہ نہیں بنایا، اس لئے انہیں خراش تک نہ آئے، ان کو بال برابر بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں آ گئے۔ یہ آپ علیہ السلام پر ایک امتحان تھا۔

چند قرآنی الفاظ مبارکہ کی ضروری تشریح

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں جانے کی وجہ سے "ذوالنون" اور "صاحب الحوت" کہا گیا ہے۔ کیونکہ نون اور حوت دونوں کا معنی مچھلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء ۸۷)

اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے۔

دوسری طرف مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے، صرف نگل لینے کی اجازت ہے، غذا بنانے کی نہیں۔ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں مگر پاؤں پھیلایا تو اپنے آپ کو زندہ پایا۔ پھر کھڑے ہو کر مچھلی کے پیٹ میں نماز پڑھی اور بارگاہ الٰہی میں اپنی ندامت کا اظہار کیا کہ کیوں وہ وحی الٰہی کا انتظار اور اللہ تعالیٰ سے اجازت لئے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہو کر نینویٰ سے نکل آئے۔ پھر مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی خطا کی یوں معافی مانگی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی یکتا ہے، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بے شبہ میں ہی اپنے اوپر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔

مچھلی کے پیٹ میں تین اندھیرے تھے۔

(۱)......مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔

(۲)......رات کا اندھیرا۔

(۳)......دریا کی گہرائی کا اندھیرا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی پرسوز آواز کو سنا اور دعا قبول کی تو مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جو تیرے پاس ہماری امانت ہے اگل دے۔ چنانچہ مچھلی نے دریا کے کنارے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔



مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے تھے اور مچھلی کے پیٹ میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے تو رب تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر رحم فرمایا:

بعض بزرگوں نے کہا ہے:

اذکروا اللہ فی الرخا یذکرکم فی الشدۃ

تم اللہ کو آسانی میں یاد کرو تاکہ وہ تم پر مصائب و شدائد میں مہربانی فرمائے۔

یہ ایک حدیث شریف کا ہی معنی ہے، اگرچہ الفاظ حدیث شریف کے نہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کو بھی آسائش میں اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا، کثیر نمازیں ادا کرنا اور مچھلی کے پیٹ میں بھی رب تعالیٰ کو یاد کرنا ہی کام آیا۔

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

تو اندھیروں میں پکارا، کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پ۱۸، سورۃ الانبیاء ۸۷)

ظلمات جمع ذکر کیا، کئی تاریکیاں۔ اس لئے کہ آپ دریا کی تاریکی، رات کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں تھے۔ ان اندھیروں میں آپ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حضور التجاء کی۔ اے اللہ میں جو تیرے حکم کے انتظار سے پہلے آ گیا، یہ مجھ سے بے جا ہوا۔ تو ان کلمات سے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا گیا۔

فائدہ:...... حدیث شریف میں ہے جو کوئی مصیبت زدہ بارگاہ الٰہی میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی مدت کے بارے میں بھی مختلف اقوال ہیں:

(۱)...... چالیس دن
(۲)...... سات دن۔
(۳)...... تین دن۔
(۴)...... صبح سے شام تک۔

اتنے دن تک آپ علیہ السلام بغیر کھائے پیے چاروں طرف سے بند ایک اندھیری کوٹھڑی میں زندہ کیسے رہے؟ بات یہ ہے کہ معجزات ہمیشہ محیر العقول ہوتے ہیں جن کو سننے والے اور دیکھنے والے حیران و ششدر رہ جاتے ہیں ان کو معجزہ کہا ہی اس لئے جاتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن کیسے رہے؟

قرآن کی تین سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے نگل لینے کا واقعہ آیا ہے۔ بعض حضرات کو شاید اس پر شک گزرے کہ کیسے کوئی شخص مچھلی کے پیٹ کے اندر زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ ایک حقیقت ہے اور زیر نظر تحریرات ہم اسی حقیقت کے تناظر میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سو آدمیوں جتنی بڑی مچھلی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سواروں کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں گشت پر روانہ فرمایا۔ ہم ساحلی علاقے کی سمت نکل گئے اور ہمارا راشن ختم ہو گیا۔ غذا کی کمی اتنی ہو گئی کہ ہم نے کانٹے دار جھاڑیاں بھی کھائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی ساحل پر پھینک دی۔ ہم نے اس مچھلی کو آدھا مہینہ کھایا۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز اس مچھلی کی پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا، ایک شتر سوار آرام سے اس پسلی کے نیچے سے گذر گیا۔ مدینہ واپس آ کر ہم نے اس مچھلی کا کچھ گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور انھوں نے اسے قبول فرمایا۔

اس مچھلی کو عنبر کا نام دیا گیا۔ اب کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دواؤں میں استعمال ہونے والا عنبر یا عنبر اشہب اسی مچھلی کا فضلہ ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سے عنبر کا سراغ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

تین سو فاقہ زدہ سواروں نے اس مچھلی کو صبح شام پندرہ دن کھایا۔ جب مدینہ آئے تو ان کے تھیلوں میں ابھی بھی اس کا گوشت موجود تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے نوش فرمایا۔ کیونکہ سمندر کا شکار حلال ہے۔ بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مچھلی وہیل تھی۔

آج کئی سو سال بعد جدید سائنس نے اتنی بڑی مچھلی کے موجود ہونے کی تصدیق کر دی اور کئی تحقیقاتی اداروں نے اتنی بڑی مچھلیوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ ذیل میں ہم وہیل یا عنبر مچھلی پر چند تحقیقاتی اداروں کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔



حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک



مچھلی کے پیٹ میں کچھ دن رہنے والے کی آپ بیتی



جناب انتظام الدین شہابی کی کتاب ''جغرافیہ قرآن'' (مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان) میں حضرت یونس علیہ السلام بن متی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بنیامین کا سبط (نواسہ) لکھا ہے۔ اسی کتاب میں مسلم راج پوت گزٹ **1928**ء کے حوالے سے لکھا ہے کہ ڈاکٹر امروز جان ولسن، کوئنز کالج آکسفورڈ نے حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنے کے بارے میں ایک مقالہ تھیولوجیکل ریویو میں تحریر کیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ: مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی آکسیجن ہوتی ہے۔ اس کے پیٹ کا درجہ حرارت **14** ڈگری فارن ہائیٹ ہوتا ہے جو انسان کے لیے بخار کا درجہ ہے۔

1890ء میں ایک جہاز فاک لینڈ (**Falkland**) کے قریب وہیل مچھلی کا شکار کر رہا تھا کہ اس کا ایک شکاری جیمس سمندر میں گر پڑا اور وہیل مچھلی نے اسے نگل لیا بڑی کوششوں کے بعد دو روز بعد یہ مچھلی پکڑ لی گئی۔ جب اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو شکاری زندہ نکلا۔ البتہ اس کا جسم مچھلی کی اندرونی تپش کی وجہ سے سفید ہو گیا تھا چودہ دن کے علاج کے بعد بالآخر وہ صحت یاب ہو گیا۔

1958ء ''ستارہ مشرق'' نامی جہاز فاک لینڈ میں وہیل مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس کا بارکلے نامی ملاح سمندر میں گرا جسے ایک مچھلی نے نگل لیا۔ اتفاق سے وہ مچھلی پکڑ لی گئی پورا عملہ اسے کلہاڑیوں سے کاٹنے لگا۔ دوسرے دن بھی یہ کام جاری تھا کہ مردہ مچھلی کے پیٹ میں حرکت محسوس ہوئی۔ انھوں نے سمجھا کہ کوئی زندہ مچھلی نگلی ہوئی ہوگی۔ پیٹ چیرا تو اس میں سے ان کا ساتھی بارکلے نکلا جو تیل اور چربی میں لتھڑا ہوا تھا۔ بے ہوش بارکلے دو ہفتوں کے علاج سے ہوش میں آیا اور پھر صحت مند ہو گیا۔

اس نے اپنی بپتا سنائی کہ جب میں سمندر میں گرا تو میں نے پانی میں ایک شدید سرسراہٹ محسوس کی جو ایک وہیل مچھلی کی دم سے پیدا ہو رہی تھی میں بے اختیار اس کی دم کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ اچانک مجھے ایک تہ بہ تہ تاریکی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اب میں نے اپنے آپ کو ایک نرم مگر تنگ راستے سے گزرتا ہوا محسوس کیا یہاں حد درجہ پھسلن تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے محسوس کیا کہ میں ایک وسیع تر جگہ میں ہوں۔ اردگرد نرم وگداز اور چکنی دیواریں کھڑی تھیں جنہیں ہاتھ سے چھوا۔ اب حقیقت کھلی کہ میں وہیل کے پیٹ میں ہوں۔ میں نے خوف کی جگہ اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کی، موت کو لبیک کہنے کو تیار ہونے لگا۔ یہاں روشنی بالکل نہ تھی البتہ سانس لے سکتا تھا۔ سانس لینے پر ہر بار ایک عجیب سی حرارت میرے اندر دوڑ جاتی تھی آہستہ آہستہ کمزور ہوتا چلا گیا۔ اپنے آپ کو بیمار محسوس کرنے لگا۔ میری بیماری ماحول کی خاموشی تھی اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اب جو میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو جہاز کے کپتان کے کمرے میں پایا۔ بارکلے کو ہسپتال میں داخل کروایا گیا جہاں وہ مکمل صحت یاب ہو گیا۔

یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو علم اور سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچ گیا کئی نامہ نگاروں نے انٹرویو لئے۔ ایک مشہور سائنسی جرنل کے ایڈیٹر مسٹر ایم ڈی پاول نے تحقیق احوال کے بعد واقعہ کی تصدیق کی اور لکھا اس حقیقت کے منکشف ہو جانے پر میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق آسمانی کتابوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے اور اس میں شک کرنا ایک زندہ حقیقت کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ (بشکریہ شاہ مصباح الدین)

وہ آٹھ گھنٹے تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا

سال **1992**ء میں آسٹریلیا کا **49** سالہ ماہی گیر ٹورانسے کاکس وہیل مچھلی کے پیٹ میں آٹھ گھنٹے رہنے کے بعد معجزانہ طور پر بچ گیا۔ وہ بحر ہند میں ایک چھوٹے ٹرالر پر مچھلیاں پکڑ رہا تھا کہ سمندر کی ایک بڑی لہر اس کے ٹرالر کو بہا کر لے گئی۔ وہ کئی گھنٹوں تک بے رحم لہروں کے چنگل سے آزاد ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہا، لیکن ساحل تک نہ پہنچ سکا۔ دن کی روشنی تاریکی میں بدل گئی اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اسے روشنی کی کرن دیکھنا کبھی نصیب نہ ہوگی۔

اسی اثناء میں اس نے خود کو ایک بھنور میں گرفتار پایا۔ اسے ایسا لگا جیسے دو تین شارک مچھلیاں اس کی طرف بڑھ رہی ہیں لیکن جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی کی زد میں ہے جو منہ کھولے اس کی طرف بڑھ رہی ہے کہ وہیل نے جلد ہی اسے اپنے منہ میں دبا لیا لیکن یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ جبڑوں میں ہی چمٹا رہا مچھلی کے مضبوط جبڑے اسے معدے میں پہنچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ برابر اس کے خلاف مزاحمت جاری رکھے ہوئے تھا اور یہی وجہ تھی کہ اسے آکسیجن مل رہی تھی اور وہ ابھی تک زندہ تھا۔

مچھلی کے پیٹ میں آٹھ گھنٹے گزرے تھے کہ ٹورانسے نے خود کو آسٹریلیا میں آگسا کے ساحل پر پایا۔ دراصل مچھلی نے اسے نگلنے میں ناکامی پر اگل دیا اور اس طرح اسے دوبارہ زندگی مل گئی۔



وہیل مچھلی دنیا کا سب سے بڑا جانور

وہیل دراصل دیو پیکر عظیم الجثہ مچھلیوں کے ایک وسیع خاندان کا نام ہے۔ جس میں بڑی وہیل، بوتل کی ناک والی وہیل، قاتل وہیل، نیلی وہیل، ڈولفن، پائلٹ وہیل اور ناروہیل شامل ہیں۔ وہیل عام مچھلیوں سے مختلف ہے۔ ان کے برعکس یہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ جی ہاں! یہ پستان رکھنے والا جانور ہے۔ یہ انسانوں کی طرح پھیپھڑوں سے سانس لیتی ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا خون گرم ہوتا ہے۔

وہیل کے منہ کے قریب دو نتھنے ہوتے ہیں جو تیرتے وقت عموماً سطح سمندر سے اوپر رہتے ہیں۔ چنانچہ اسے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ یہ خاصی دیر تک گہرے پانی میں رہ سکتی ہے۔ انسان صرف ایک منٹ تک سانس روکے ہوئے پانی میں رہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ تجربہ کار غوطہ خوروں کو بھی جو سمندر کی گہرائی سے سیپ اور موتی نکالتے ہیں ڈھائی منٹ کے بعد سطح پر آنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس پورکوئل وہیل، جس کی پشت پر پَر ہوتے ہیں، چالیس منٹ اور سپرم وہیل ایک گھنٹے سے زائد بغیر سانس لیے گہرے پانی میں رہ سکتی ہے۔ ایک سپرم وہیل سطح سمندر سے 1134 میٹر نیچے گہرے پانی میں پائی گئی۔ بالین وہیل کسی وجہ سے خوفزدہ ہو تو چار پانچ سو میٹر گہرائی تک غوطہ لگا سکتی ہے۔

وہیل کی جسامت چار تا سو فٹ اور وزن ایک سو پونڈ تا ڈیڑھ سو ٹن ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ 98 فٹ لمبی وہیل کو تولا گیا تو اس کا وزن ہاتھی کے وزن کے برابر نکلا۔ اس کی دم ہوائی جہاز کی طرح ہوتی ہے جس کا ایک سرا اوپر کی سمت اٹھا ہوتا ہے۔ اس کی جلد شفاف اور چکنی اور منہ کے قریب مونچھوں کی طرح لمبے لمبے بال ہوتے ہیں۔ وہیل کے دانت یکساں اور ایک ہی قطار میں ہوتے ہیں۔ اکثر اسے شکار کو پکڑنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کے لیے تیرتے وقت بس اپنا بھاڑ سا منہ کھلا رکھنا ہی کافی ہوتا ہے کیونکہ بے شمار مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور اپنے آپ اس کا چارہ بننے کے لیے چلے آتے ہیں۔ اگر دنیا میں وزنی اور بڑی زبان کا مقابلہ کیا جائے تو نیلی وہیل سرفہرست رہے گی کیونکہ اس کی زبان کا وزن چھ پونڈ کے لگ بھگ ہوتا ہے اور اس میں بے پناہ قوت ہوتی ہے۔ وہیل گینڈے کی طرح بلا کی پیٹو ہوتی ہے اور مسلسل کچھ نہ کچھ کھاتی رہتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی مچھلیاں اور دیگر سمندری حیوانات اس کی خوراک بنتے ہیں۔



دیوہیکل وہیل







نوٹ:......اللہ تبارک وتعالیٰ کی حیران کن مخلوقات پر غور وفکر کرنے کا خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ہمیں حکم دیا ہے۔ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ میرے خاص بندے میری نشانیوں میں غور کرتے ہیں۔اس عنوان پر احقر کی کتاب ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے وجود کی نشانیاں'' (چار رنگہ تصاویر سے مزین) پڑھنا نہ بھولیں۔

25 آدمی وہیل کے منہ میں

وہیل کا منہ ہی اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس میں بیس، پچیس آدمی ایک ساتھ بڑی آسانی سے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ مال گاڑی کا ایک ڈبہ وہیل کے منہ میں با آسانی رکھا جا سکتا ہے۔ کلکتہ کے عجائب گھر میں وہیل کے گال کے دو کھوپڑے ہیں جو 30-25 ہاتھ لمبے ہیں۔ وہیل کا جسم جتنا لمبا ہوتا ہے اس کا ایک تہائی منہ ہوتا ہے۔ بڑی وہیل کی لمبائی 80 سے 90 ہاتھ ہوتی ہے۔

ذیل میں ہم اس آبی جانور کی قامت و جسامت، اوصاف و خصائل اور مخصوص عادات میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں تا کہ اس معجزے کے وقوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ سب اوصاف و خصائص کسی اور قسم کی وہیل یا مچھلی مثلاً شارک وغیرہ میں بیک وقت نہیں پائے جاتے۔ اس لیے ان میں سے کسی ایک کا بھی اس معجزے سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

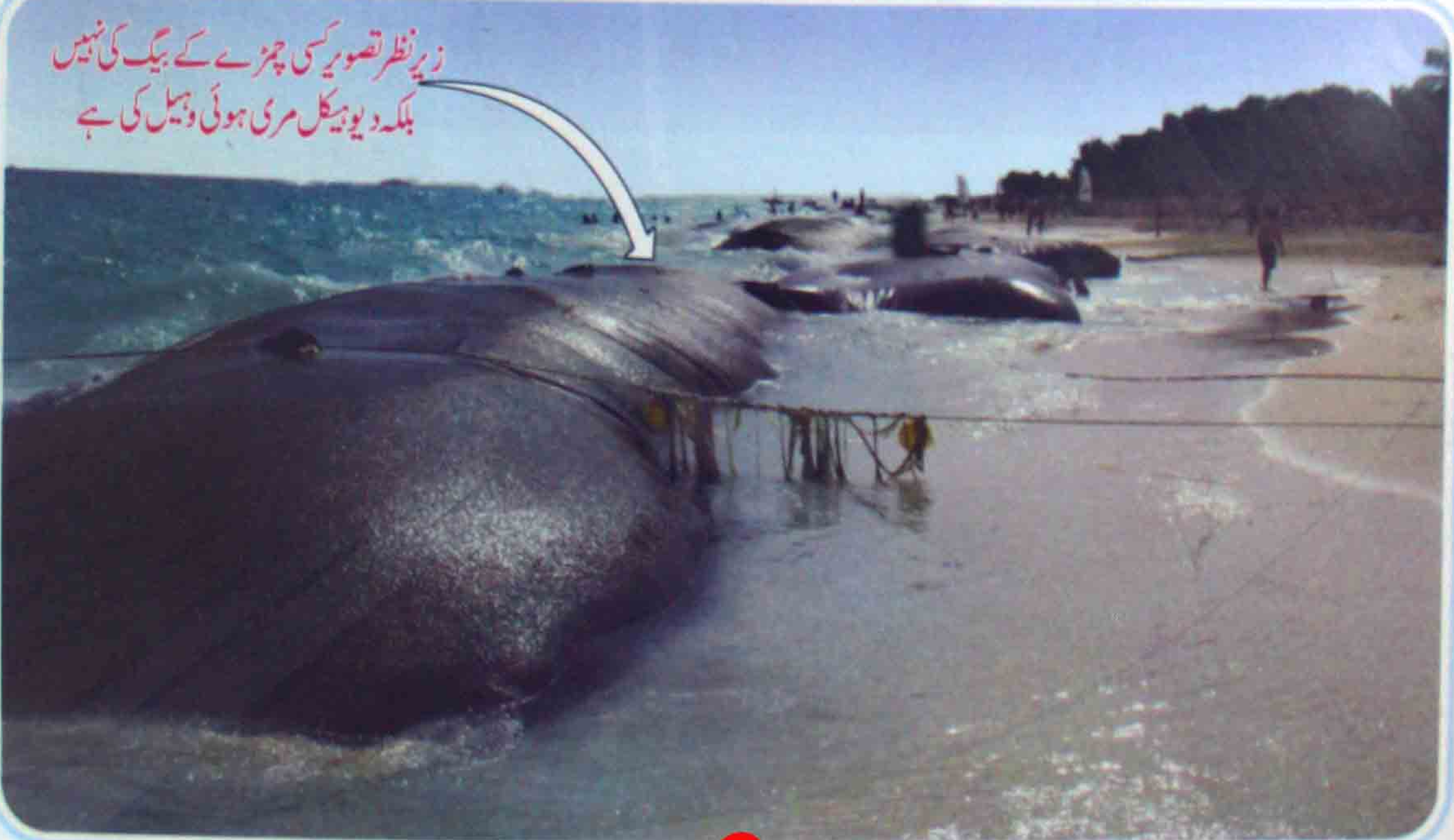
جسامت کے لحاظ میں وہیل کی ایک قسم جسے نیلی وہیل یعنی ”بلو وہیل“ کہتے ہیں، سب وہیلوں سے بڑی ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی سو، سوا سو فٹ تک ہوتی ہے اور وزن 150 ٹن تک ہوتا ہے۔ عنبر کی اوسط لمبائی 60,70 فٹ ہوتی ہے اور اس کا وزن 90 ٹن تک دیکھنے میں آیا ہے۔ نیلی وہیل کے مقابلے میں عنبر کی جسامت اور وزن کم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر بیل اور ڈاکٹر بینٹ نے ایک عنبر کی لمبائی 84 فٹ لکھی ہے۔

اس کی پیمائش

ڈاکٹر بیل کے اندازے کے مطابق 36 فٹ اور زمین پر لٹانے کے بعد اس کی زیادہ سے زیادہ اونچائی 12 سے 14 فٹ ہوتی ہے۔ عنبر وہیل کے ایک مشہور شکاری بلن نے اپنی مشہور کتاب (Cruise of the Cacgalot) میں لکھا ہے کہ ایک عنبر کی لمبائی جو اس کے مشاہدے میں آئی ۷۰ فٹ تھی۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ پیدائش کے وقت عنبر کے بچے کی لمبائی تقریباً 13,14 فٹ اور وزن ایک ٹن سے کچھ زائد ہوتا ہے۔ اور یہ تقریباً ایک ٹن دودھ روزانہ پیتا ہے اور دو سال کی عمر میں اس کی لمبائی 24 فٹ تک ہو جاتی ہے اور وزن 4 ٹن تک پہنچ جاتا ہے۔

اس کا حلق بہت فراخ اور وسیع ہوتا ہے۔ جس سے یہ ایک لحیم و شحیم انسان کو بہ آسانی نگل سکتی ہے اور بعد میں خاص حالات میں اسے اگل کر باہر پھینک سکتی ہے اس کے حلق کے نیچے کئی جھریاں (Folds) بھی ہوتی ہیں اور جب اسے معمول سے زیادہ بڑی چیز نگلنا پڑ جائے تو اس کا حلق جھریوں کے کھل جانے سے وسیع تر ہو سکتا ہے اور وہ ایک عام انسان کی جسامت سے بڑی اشیاء کو بھی بہ آسانی نگل سکتی ہے۔





مچھلی کے پیٹ سے باہر کی دنیا میں ۔

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو ان کی کیا حالت تھی؟ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ۚ﴿۱۴۵﴾ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۚ﴿۱۴۶﴾

’’پھر ہم نے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا اور ہم نے اس پر کدو کا پیڑا اُگا یا۔ (پ ۲۳، سورۃ الصافات، آیت ۱۴۶)

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ایک کھلے میدان میں اگل دیا۔ وہ ایسی ویران جگہ تھی جہاں نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ، بلکہ بالکل چٹیل میدان تھا جب کہ حضرت یونس علیہ السلام بے حد کمزور و نحیف ہو چکے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نومولود بچے کی طرح ناتواں و کمزور تھے۔ آپ علیہ السلام کا جسم بہت نرم و نازک ہو گیا تھا اور جسم پر کوئی بال نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت یونس علیہ السلام کے قریب کدو کی بیل اگا دی تا کہ اس کے پتے آپ علیہ السلام پر سایہ کئے رہیں۔

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو کھلے میدان میں ڈال دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کدو کی بیل اگا دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لیے ایک جنگلی بکری تیار کی جو نرم گھاس کھاتی تھی وہ آپ علیہ السلام سے مانوس ہو گئی اور روزانہ صبح و شام آپ علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے جسم پر بال اُگ آئے۔

بکری کے مانوس ہو جانے کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی جانور کا بچہ مر جاتا ہے تو وہ کسی بھی جانور سے مانوس ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ انسان کو بھی اپنے بچے کی طرح پیار کرنے لگتی ہے اور اسے دودھ پلانا چاہتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک جنگلی بکری آپ علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہی وہ اِدھر اُدھر گھاس کھا کر آتی اور صبح شام آپ علیہ السلام کو دودھ پلا کر واپس چلی جاتی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہی تھا ورنہ آپ علیہ السلام ضعیف اور کمزور تر ہوتے چلے جاتے۔

(حوالہ تفسیر روح المعانی، ابن کثیر)

یافا نامی سمندر کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

یہ وہ سمندر ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے 40 دن کے بعد اگل دیا تھا



یافا: یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت یونس علیہ السلام ترتیش (موجودہ تیونس) جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے اور پھر طوفان کی وجہ سے کشتی والوں نے آپ علیہ السلام کو طوفان کا سبب جان کر حکم الٰہی پر کشتی سے یافا کے سمندر میں پھینک دیا۔ پھر آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں 40 دن استغفار کرتے رہے جس کی برکت سے آپ علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

کون سے دریا میں حضرت یونس ؑ کو مچھلی نے نگل لیا تھا



حضرت یونس ؑ کس دریا میں کشتی میں سوار ہوئے اور کہاں آپ کو مچھلی نے اگلا؟ اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں۔

(۱) آپ ؑ دریا فرات میں سفر کر رہے تھے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ؑ دریائے یافا (اسرائیل کا سمندر) میں مچھلی کے پیٹ میں گئے تھے۔

دریائے فرات جس نے حضرت یونس ؑ کو اپنی لہروں میں پناہ دی

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ "دریائے فرات کے کنارے پر روڈ سے پانچ کلو میٹر ہٹ کر مقام نبی یونس ؑ ہے۔ اس جگہ پر آپ ؑ کو مچھلی نے پیٹ سے نکالا تھا، یہ مقام نجات ہے۔

دوسرے قول کے مطابق یافا نامی دریا جہاں سے حضرت یونس ؑ کشتی میں سوار ہوئے





یافا کا ساحل

مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو کون سے دریا کے کنارے اگلا

اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں: 1 دریائے دجلہ 2 دریا یافا

پہلا قول: حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے دریائے دجلہ کے ساحل پر اگلا تھا

امام ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سات دن رہے تو مچھلی انہیں لے کر ساتوں سمندروں میں گھومی پھر دجلہ کے کنارے انہیں پھینک دیا۔

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ، ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ، ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ چالیس دن تک اس کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے تو وہ نجات پا گئے۔ نینویٰ دجلہ کے کنارے ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی آپ کو دجلہ میں لے کر پھرتی رہی۔
(تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23 صفحہ 120-118، دار احیاء التراث العربی بیروت)


دریائے دجلہ یہ عراق کا مشہور دریا ہے یہ دریا 1950 کلومیٹر لمبا ہے

دوسرا قول: یافا: مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا



یافا یا یافہ: فلسطین کا ایک ساحلی شہر۔ الرّملہ کے لوگوں کی یہاں بہت آمد و رفت رہتی ہے۔ مشہور مؤرخ مقدسی کے مطابق "یافہ" سمندر کے کنارے واقع ہے اور فلسطین کی بیرونی تجارت کا مرکز ہے نیز الرّملہ کی بندرگاہ ہونے کے باوجود چھوٹا سا قصبہ ہے۔ ایک مضبوط فصیل سے جس میں لوہے کے پھاٹک ہیں اس کی حفاظت کی گئی ہے۔


حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب غار کے باہر کی سمندر سے لی گئی تصویر


زیر نظر تصویر حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب "گوا" غار کی ہے۔ یہ وہ غار ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد اپنے ملک کے لوگوں میں جانے سے پہلے ٹھہرے تھے۔


یافا کا وہ غار جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یافا کے اس سمندر میں جب مچھلی نے 40 دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تو اس غار میں حضرت یونس علیہ السلام نے کمزوری کی وجہ سے قیام فرمایا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

اس بارے میں دنیا بھر میں دو جگہ حضرت یونس علیہ السلام کے مزارات ملتے ہیں۔ 1 عراق کے شہر موصل میں 2 اسرائیل کے علاقہ حلحول میں

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک موصل میں

زیر نظر تصویر عراق کے شہر موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب مسجد کی ہے اس مسجد ہی میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

جناب عبدالرحمٰن مکی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:

موصل بغداد شہر سے 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور دریائے دجلہ کے کنارے ایک قدیم شہر ہے۔ اس کا پرانا نام نینوئی ہے۔ اس شہر میں حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان کی عبادت گاہ بھی یہیں ہے۔



موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مقام

یہ مقام پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اور کافی اونچائی پر ہے۔ یہاں پر ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے:

جامع النبی یونس علیہ السلام

اس مقام سے پورے شہر کا نظارہ ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر بالکل نئی تعمیرات ہوئی ہیں۔ جامع مسجد یونس علیہ السلام کے ساتھ مزار حضرت یونس علیہ السلام بتایا جاتا ہے۔ جب کہ ایک روایت کے مطابق آپ علیہ السلام بیت المقدس میں مدفون ہیں۔ مسجد اور مقام یونس علیہ السلام نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے۔



موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار



شہر نینوئ یعنی موصل عراق کے شہر بغداد سے 450 کلو میٹر شمال میں واقع دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے۔ موصل کی اس مسجد کے ساتھ ہی حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ تاریخ عراق کے مصنف موصل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ موصل سے مشرق کی طرف کوئی ایک میل دور اس ٹیلے سے چند گز ہٹ کر جو نینوئ کے شہر کا باقی ماندہ نشان ہے، حضرت یونس علیہ السلام یعنی بائبل کے جونا (Jonah) کا مزار ہے، جسے تمام مذہبی فرقے مقدس سمجھتے ہیں۔ اس کے متصل ایک مسجد ہے جس کا منارہ نہایت حسین ہے۔ یہ مسجد ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنی ہوئی ہے جس کے نیچے ایک آشوری بادشاہ کا محل ہے۔

اللہ نے حضرت یونس علیہ السلام کو نینوا کے گناہ گار لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا، لیکن انہیں ایک وہیل مچھلی نے نگل لیا۔ ایک قول کے مطابق آپ علیہ السلام تین دن اور تین رات وہیل مچھلی کے پیٹ میں رہے جس کے بعد وہیل مچھلی نے انھیں شام کے ساحل پر کسی جگہ صحیح وسالم اُگل دیا، وہاں سے آپ علیہ السلام نے میسوپوٹیمیا کا رخ کیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کا فرش بڑے خوبصورت نیلے اور سبز ٹائلوں کا ہے۔ عام عقیدہ یہ ہے کہ ان کا جسم مبارک فرش کے نیچے مدفون ہے۔ قبر کے اوپر ایک سبز چادر پڑی ہوئی ہے اور فرش پر شوخ رنگوں کی ایرانی قالین بچھی ہوئی ہیں۔ ہر مذہب وملت کے زائرین آپ علیہ السلام کے مزار کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ چند سال پہلے تجارتی مرکز کی حیثیت سے موصل کی اہمیت گھٹ گئی تھی، لیکن اس کی سرزمین میں بے بہا معدنی دولت مدفون ہے جس کی وجہ سے یہ شہر پھر ترقی کرنے لگا ہے۔ یہ اپنے اردگرد کے زرعی علاقے کا مرکز بھی ہے اور اس میں کپڑے، چینی اور سیمنٹ کی فیکٹریاں ہیں جن میں شہری باشندوں کو روزگار ملتا ہے۔

شمال کے پہاڑ عراق اور اس کے ہمسایہ ملکوں ترکیہ اور ایران کے درمیان ایک قدرتی حدِ فاصل ہے۔ ان پہاڑوں کی اونچائی عام طور پر تین ہزار پانچ سو فٹ ہے، لیکن اُن کی بعض بعض چوٹیاں گیارہ ہزار فٹ بھی اونچی ہیں۔ دلکش مناظر اور ٹھنڈی صحت بخش ہواؤں کی بدولت یہ علاقہ شہر کے تعطیلات منانے والے لوگوں کی ایک مرغوب تفریح گاہ ہے اور موسم سرما کے کھیلوں کے مرکز کے طور پر بھی مقبول ہو رہا ہے۔ نئے ہوٹل، آرام گاہیں اور مہمان خانے بن رہے ہیں، جن میں تیراکی کے تالاب اور دوسری جدید قسم کی دلکشیاں ہیں۔ حکومت اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے خطیر رقمیں خرچ کر رہی ہے۔ یہ ترقی اس لیے ممکن ہے کہ ایک سڑک، ریلوے لائن اور ہوائی راستے سے موصل بغداد اور دوسرے جنوبی شہروں سے ملا ہوا ہے۔

موصل میں اچھے اچھے کالج اور اسکول ہیں۔ ایک میڈیکل اسکول، ایک لائبریری اور ایک عمدہ عجائب خانہ بھی ہے، جس میں شہر کے اردگرد کے ٹیلوں سے نکالے ہوئے آثار ماضی رکھے ہوئے ہیں۔



موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک



موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار تک جانے والی سیڑھیاں

عراق کے شہر موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک





موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”حضرت یونس علیہ السلام کا مزار نینوئی میں ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔“

حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کا اندرونی منظر



جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ نینویٰ میں دریا کے اس پار ایک مسجد ہے جس کا منارہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا گاؤں ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے جن کی آزمائش اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں قید کر کے کی تھی اور اس کے بعد نینویٰ کے فاسق وفاجر باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ ہر سال عیسائی، مسلمان اور یہودی جوق در جوق ان کے مزار کی زیارت کو آتے ہیں۔

حضرت مفتی ابولبابہ صاحب حضرت یونس علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: حضرت یونس علیہ السلام کی وفات اسی شہر میں ہوئی جس کی جانب وہ مبعوث ہوئے، یعنی عراق کے شہر ''نینویٰ'' میں اور وہیں ان کی قبر ہے۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ فلسطین میں جو مشہور شہر خلیل ہے اس کے قریب ایک بستی ''حلحول'' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ایک قبر ہے جس کو حضرت یونس علیہ السلام کی قبر بتایا جاتا ہے اور اسی قبر کے قریب دوسری قبر ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کے والد ''متی'' کی ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جس قدر واقعات بھی بہم پہنچ سکے ہیں وہ سب متفق ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام دوبارہ نینویٰ تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے بقیہ زندگی اپنی قوم کے اندر گزاری۔ لہٰذا قرینِ صواب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال نینویٰ ہی میں ہوا اور وہیں ان کی قبر ہو گی جو نینویٰ کی تباہی کے بعد نامعلوم ہو گئی اور بعد میں خوش اعتقادی کے نقطہ نظر سے ''حلحول'' کی غیر معروف دو قبروں کو حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے والد ''متی'' کی قبر بنا دیا گیا۔ آج بھی بعض مشاہیر اولیاء اللہ کے نام سے ایک بزرگ کی متعدد مقامات پر قبریں موجود ہیں اور ایسا تو کثرت سے ہے کہ غیر معروف بزرگوں کے نام سے بہت سی قبروں کو غلط منسوب کر کے اپنی دنیوی اغراض کو پورا کیا جاتا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قبر مبارک



موصل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کی قبر مبارک (قدیم تصویر)



موصل کے مزار میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کی قبر مبارک (جدید تعمیر)



موصل میں موجود مزار یونس علیہ السلام کی قدیم تصویر، اس تصویر میں مزار یونس علیہ السلام سے متصل مسجد بہت چھوٹی ہے جبکہ دوسری تصویر میں یہ مزار ایک عالیشان مسجد میں تبدیل ہو گیا ہے۔





کفرکنہ میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کے بیٹے کی قبر

اسرائیل کے علاقہ کفرکنہ کا جدید نام کانا آف گلیلی ہے۔اس علاقہ کی 1047ء میں مشہور مورخ ناصر خسرو نے زیارت کی، پھر وہاں کے حالات نقل کیے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ میں ایک گاؤں کی طرف روانہ ہوا جو کفرکنہ کہلاتا ہے۔ اس کے جنوب میں ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی پر ایک خوش وضع خانقاہ بنی ہوئی ہے۔اس کا پھاٹک مضبوط ہے اور اندر حضرت یونس علیہ السلام کی قبر دکھائی جاتی ہے۔خانقاہ کے پھاٹک کے پاس ہی ایک کنواں ہے جس کا پانی بہت اچھا اور شیریں ہے۔اس کے متصل کسی گرجا کے کھنڈر بھی اب تک دکھائی دیتے ہیں اور غالباً یہ اسی خانقاہ کا حصہ ہوں گے۔

علی ہروی کا بیان ہے کہ ''کفرکنہ وہاں ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے بیٹے کی قبر ہے۔''

''یاقوت نے بھی اس قول کو دہرایا ہے، لیکن بیٹے کی بجائے حضرت یونس علیہ السلام کے باپ کی قبر کا ہونا لکھا ہے''۔ (چہارم۔مراصد۔دوم)

دمشقی لکھتے ہیں کہ ''کفرکنہ، حطین سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ یہ بڑا گاؤں ہے، جس میں مختلف قبائل کے شیوخ اور اکثر سردار سکونت رکھتے ہیں۔ یہ بہت متمرد اور جنگجو لوگ ہیں۔سب سے اونچے قبیلے کا نام قیس الحمرا ہے۔بطوف کا ضلع کفرکنہ میں داخل ہے جسے مرج الغرق بھی کہتے ہیں۔اس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں اور ہر قطعے کا پانی بہہ بہہ کر اسی میدان (یا چراگاہ) میں جمع ہوتا ہے اور عارضی طور پر یہ جگہ جھیل بن جاتی ہے۔جس سے آس پاس کی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔پھر جب یہاں کا پانی سوکھ جاتا ہے تو اس زمین میں غلہ بودیتے ہیں، جیسا کہ مصر میں ہوتا ہے''۔ (دمشقی ۲۳۹)

حضرت یونس علیہ السلام سے منسوب مزار



حضرت یونس علیہ السلام کا مزار



زیر نظر تصویر حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کی ہے



موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار پر بنی مسجد کا مین گیٹ



موصل کی مسجد یونس علیہ السلام و مزار کے صحن کا منظر

دوسرا قول: اسرائیل کی بستی حلحول میں موجود مزار یونس علیہ السلام

جس طرح موصل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار معروف ہے اسی طرح اسرائیل میں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار بھی معروف ہے۔ ہزاروں زائرین مزار یونس علیہ السلام کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان دونوں جگہوں میں سے حضرت یونس علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟ اس کی حقیقت صرف اللہ عزوجل ہی کے علم میں ہے۔ البتہ زیادہ مشہور یہی ہے کہ آپ علیہ السلام موصل میں مدفون ہیں کیونکہ موصل (سابقہ نینوا) ہی آپ علیہ السلام کا مقام تبلیغ ہے۔

مزار یونس علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ:

مسجد اقصیٰ کی زیارت کے بعد ہم الخلیل شہر کے قریب حلحول کے گاؤں میں پہنچے۔ یہاں مین روڈ پر ایک گفٹ شاپ کے سامنے گاڑی کھڑی ہوئی تو ہمارے ساتھی خرید وفروخت میں مصروف ہو گئے۔ جب ہمارا قافلہ شاپنگ میں مصروف تھا تب میں زیتون کے ایک قریبی باغ میں چلا گیا تاکہ زیتون کے درختوں کو قریب سے دیکھوں اور اگر ہو سکے تو چھو سکوں۔ مجھے زیتون کے باغات دیکھنے کی بچپن سے شدید خواہش تھی کیونکہ جس درخت کا ذکر قرآن پاک میں ہوا اُسے موقع میسر ہونے کے باوجود نہ دیکھنا بدقسمتی تھی۔ چنانچہ میں نے جی بھر کے باغ کی سیر کی اور پھر زیتون کی ایک ٹہنی اور چند پھل اتار کر تبرک کے طور پر پاس رکھ لیے۔

شاپنگ کے بعد گاڑی چلی تو کچھ فاصلہ کے بعد مین روڈ سے دائیں مڑ کر ایک مسجد کے سامنے آ کر رک گئی۔ روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام یہاں مسجد کے اندر دفن ہیں۔ ہم نے مسجد کے اندر قبر بھی دیکھی اور دعا مانگی، قبر پر سبز چادر کا غلاف تھا، مسجد میں کسی نے تازہ تازہ سفیدی کی تھی جس کے نشانات قبر پر ڈالی ہوئی سبز چادر پر بھی نظر آئے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت ہے کہ ان کی قبر عراق میں نینویٰ کے مقام پر دریائے دجلہ کے کنارے ہے۔ محققین اسی علاقہ کو حضرت یونس علیہ السلام کا علاقہ قرار دیتے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں چلے جانے والا واقعہ بھی وہاں ہی پیش آیا تھا۔ حبرون کے علاقہ میں نہ تو کوئی دریا ہے اور نہ قریب کوئی سمندر۔ بحیرہ مردار بھی وہاں سے کوئی تیس میل دور ہے لیکن اس سمندر میں تو مچھلیاں کیا کوئی بھی زندہ چیز موجود نہیں جس کی وجہ سمندر کا کھارا پانی ہے۔



مسجد یونس علیہ السلام میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کا مزار، یہ حبرون کے شمال میں حلحول کے علاقہ میں واقع ہے اور نبی یونس علیہ السلام سے منسوب پہاڑی پر بنائی گئی ہے یہ مسجد ایوبیوں کے دور میں بنائی گئی۔

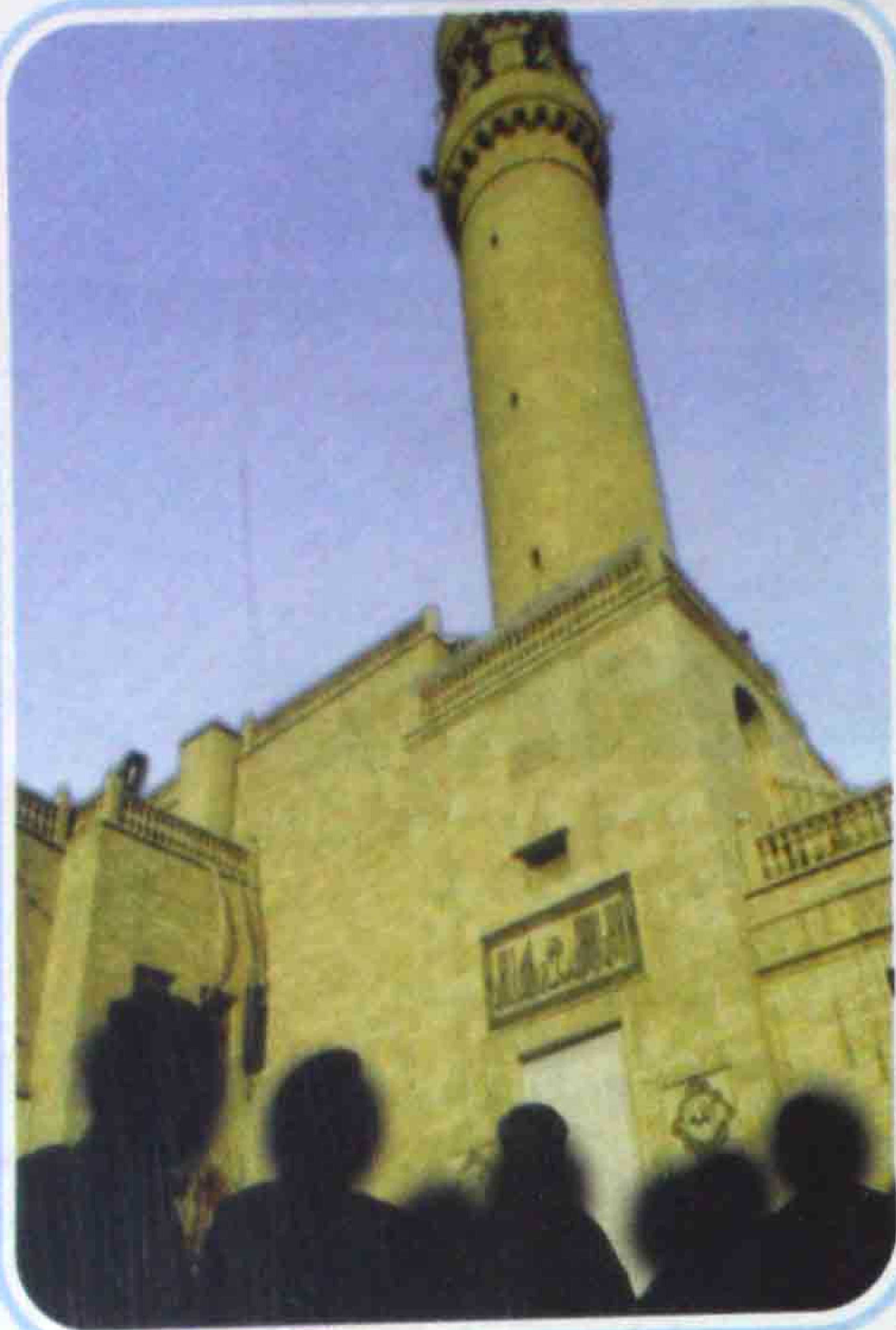
جناب عبد الرحمٰن مکی صاحب اپنے سفر نامہ میں رقمطراز ہیں کہ ''فلسطین کے شہر الخلیل سے چار میل کے فاصلہ پر قریہ ''حلحول'' میں نبی اللہ سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مقدس ہے۔ قبر انور کی وہی کیفیت ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ ساتھ ہی مسجد ہے یہاں کی حاضری کے بعد واپس الخلیل آگئے اور ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ عصر کے وقت پھر حرم خلیل میں نماز ادا کر کے وہیں روزہ افطار کیا اور دوسری رات بھی گزشتہ رات کی طرح گزاری۔ علی الصبح مزارات مبارکہ پر حاضری دی۔

حضرت یونس علیہ السلام کے اس مزار کی بہ نسبت زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ علیہ السلام مقام موصل میں مدفون ہیں۔ کوفہ کی جدید آبادی میں دریائے فرات کے کنارے پر بھی آپ علیہ السلام کا مزار بنا ہوا ہے لیکن اس مقام کے بارے میں مستند حوالہ جات سے ثابت ہے کہ یہاں مزار شریف نہیں بلکہ یہ مقام ہے جہاں آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لا کر یہاں قیام فرمایا تھا۔ چنانچہ وہاں کے ایک مقامی عرب ڈاکٹر بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کا مزار نہیں ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے ہمیں ابن بطوطہ کا سفر نامہ دکھایا جس میں لکھا تھا:

ثُمَّ سَافَرْتُ مِنَ الْخَلِيْلِ اِلَى بَيْتِ اللَّحْمِ وَزُرْتُ فِي الطَّرِيْقِ تُرْبَةَ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ

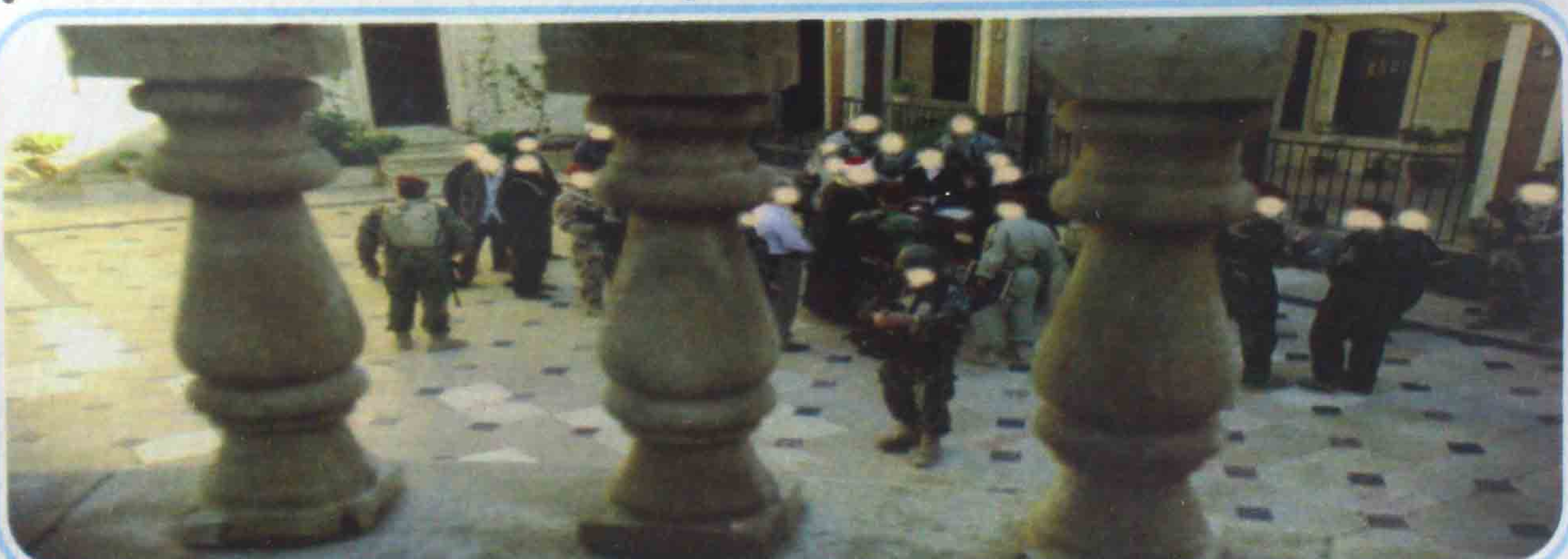
ترجمہ: پھر میں نے الخلیل سے بیت اللحم تک کا سفر کیا اور راستے میں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی جس پر ایک عظیم قبہ ہے۔

اسی بلادِ شام و فلسطین کے مصنف لکھتے ہیں: مورخ مجیر الدین کا بیان ہے کہ ''حلحول جو حبرون سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں، حضرت یونس علیہ السلام کا مدفن ہے۔ یہاں کی مسجد اور مینار جو اب تک سلامت ہیں 623ھ، 1226ء میں تعمیر ہوئے تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے والد متیٰ کی قبر بھی قریب ہی ایک گاؤں بیت احرمیں ہے۔ وہ ایک عادل اور انبیاء کے خاندان کے آدمی تھے۔





زیر نظر تصویر اسرائیل میں موجود حضرت یونس علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ مزار کے اندر ایک پرانی محراب ہے اور ایک چھوٹا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ اس جگہ پر حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے ایک مسجد بنادی گئی ہے۔ روایات کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کی پیٹ سے نجات پانے کے بعد یہاں آئے تھے۔ یہ جگہ Jiyeh نامی علاقہ کے قریب ڈیمور کے درمیان واقع ہے۔



اسرائیل کے علاقہ حلحول میں موجود مزار یونس علیہ السلام کے صحن کا منظر

تذکرہ حضرت یوشع علیہ السلام

نام ونسب

حضرت یوشع علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے "یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوست

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوست ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہوا۔

"اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) کو۔ (پ۱۸، الکہف، آیت ۶۰)

"پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے آپ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا۔" (پ۱۸ الکہف، آیت ۶۲)

صحیحین کی منقول احادیث میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث سے ثابت ہے کہ جوان ساتھی سے مراد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ گویا کہ حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر وقت کے ساتھی رہے۔ یہاں تک وصال کے بعد خلافت کا بوجھ بھی آپ علیہ السلام کے کندھوں پر آ پڑا۔

کنعان میں آباد جابر، مشرک، قوم عمالقہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے جو وفد گیا تھا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اس کے رکن تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دی اور بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ کے قدآور لوگوں سے مرعوب ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

"اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ"

کہہ کر جہاد سے انکار کر دیا۔ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پہلے شخص تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو ہمت دلائی اور نصرت کا وعدہ یاد دلا کر جہاد پر اکسایا۔

حضرت یوشع علیہ السلام کا ذکر قرآن میں

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا نام قرآن کریم میں صراحۃً مذکور نہیں، البتہ سورہ کہف میں دو جگہ لفظ فتی بول کر مبہم چھوڑ دیا ہے۔

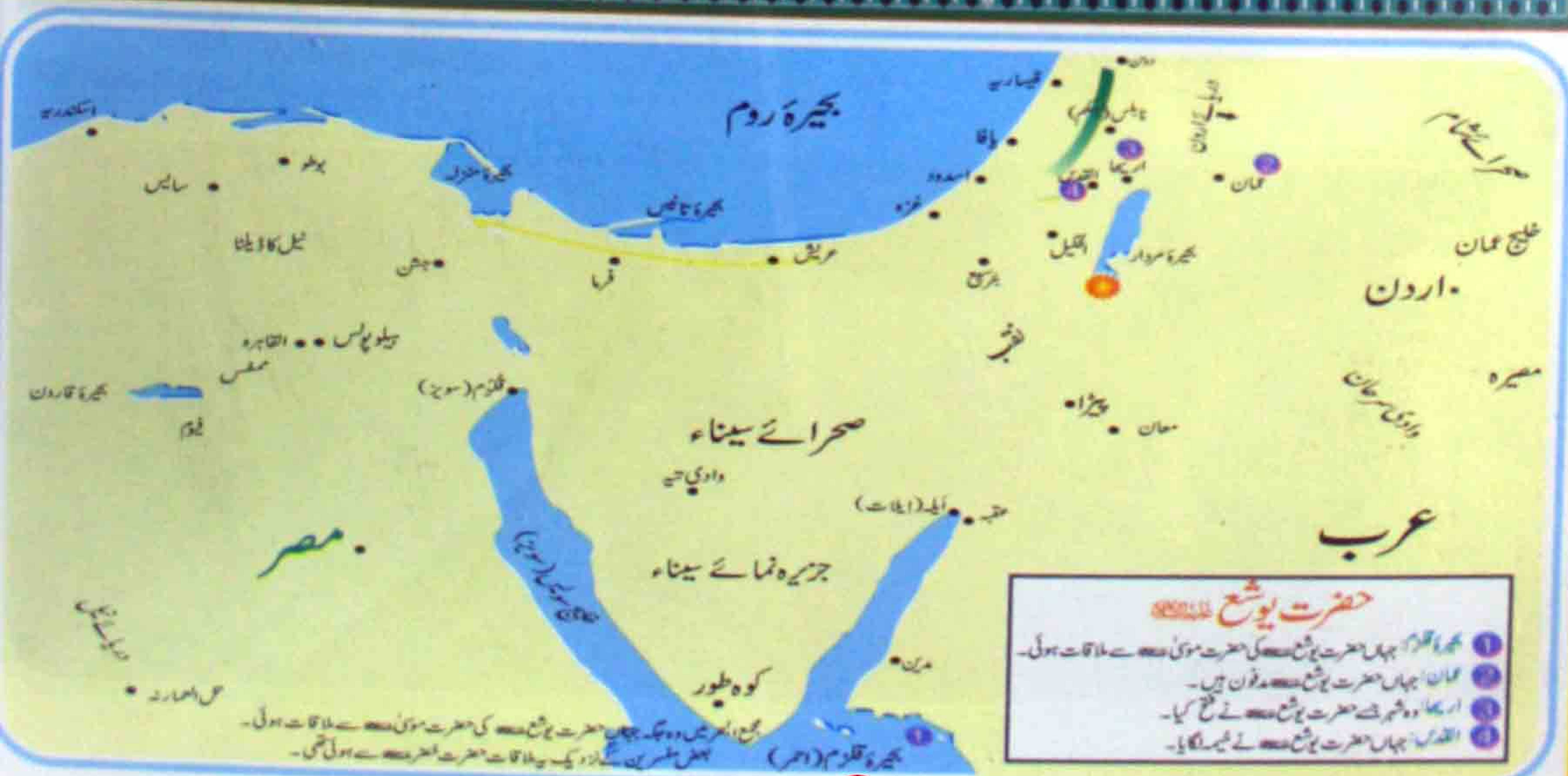
(واذ قال موسی لفتٰه) (فلما جاوزا قال لفتاهُ)

صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ سورۂ کہف کی طرح سورۂ مائدہ میں بھی

قَالَ رُجلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

کا مبہم لفظ استعمال کیا ہے۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ دو شخص حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور کالب بن یوحنا ہیں۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر و حضر کے ساتھی اور خادم خاص تھے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ حضرت یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل اس کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر مشرک قوم سے آزاد کرا لیں گے۔





سورج رک گیا



حضرت یوشع علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور ایک بستی کا محاصرہ کرلیا۔ اس بستی کا محاصرہ جمعہ کو عصر تک طویل ہوگیا تھا اور ہفتہ کا روز شروع ہونے والا تھا۔ اس دن آپ علیہ السلام کو کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

ہفتہ کو بنی اسرائیل کی چھٹی کا دن تھا۔ اس دن ان کے لئے جہاد ممنوع تھا۔ جنگ جاری تھی کہ سورج غروب ہونے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ سورج کو روک دے، پھر سورج سے مخاطب ہوئے:

اِنَّکَ فِیْ طَاعَةِ اللهِ وَاَنَا فِیْ طَاعَةِ اللهِ

''اے سورج! تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اسی کی فرماں برداری میں مصروف ہوں۔''

امام ابن کثیر لکھتے ہیں، آپ علیہ السلام نے سورج کو فرمایا:

اِنَّکَ مَامُوْرَةٌ وَاَنَا مَامُوْرٌ

''اے سورج! تو بھی حکم الٰہی کا پابند ہے اور میں بھی۔''

پھر آپ علیہ السلام نے چاند کو مخاطب کر کے فرمایا، ابھی طلوع نہ ہونا۔

چنانچہ فتح ہونے تک سورج رکا رہا اور اس وقت تک غروب نہ ہوا، جب تک قوم جبارین شکست سے دوچار نہ ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ لِبَشَرٍ اِلَّا لِیُوْشَعَ لَیَالِیَ سَارَ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ

''آفتاب آج تک کسی بشر کے لئے رفتار میں موقوف نہیں ہوا، سوائے یوشع بن نون علیہ السلام۔ یہ ان راتوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی جانب (بغرض جہاد) گئے تھے۔

بیت المقدس جہاں حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے سورج روک دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ فتح تک سورج غروب نہ ہوا۔

مسجد اقصیٰ: جہاں یوشع علیہ السلام نے خیمہ لگایا تھا

سب سے پہلے مسجد اقصیٰ کے مقام پر جہاں یہ گنبد صخرہ تعمیر ہے حضرت آدم علیہ السلام نے نماز ادا کی، اسی مقام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عبادت گاہ بنا دیا، یہیں پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے نور کا مینار دیکھا، جس کی یاد میں انہوں نے یہاں نمازیں ادا کیں۔ یہودیوں نے جب فلسطین میں داخلے کے خدائی حکم کی پرواہ نہ کی تو وہ چالیس برس تک صحرا سینا میں بھٹکتے رہے۔ پھر بعدازاں وہ حضرت یوشع علیہ السلام کی قیادت میں علاقے میں داخل ہوئے تو خدا کے برگزیدہ نبی حضرت یوشع علیہ السلام نے اس مقام پر وہ تاریخی خیمہ نصب کیا کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنایا تھا تاکہ وہ (حضرت یوشع علیہ السلام) اپنی قوم سے یہاں خطاب کر سکیں اور اللہ سے وحی حاصل کر سکیں۔ اسی مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی عبادت کرتے رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر اسی مقام سے معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات آسمانوں کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ عہد اسلامی میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس مقام پر سب سے پہلے مسجد تعمیر کروانے کا شرف حاصل کیا۔"

مسجد اقصیٰ دراصل اس حرم کا نام ہے جو چاردیواری میں محدود ہے، مگر عرف عام میں اب مسجد اقصیٰ صرف وہ حصہ کہلاتا ہے جو قبۃ الصخرہ سے منسلک ہے۔ قبۃ الصخرہ ایک عالیشان قبہ کی صورت میں بنا ہوا ہے اس کی عمارت وسیع اور شاندار ہے، طلائی کام بہت عمدہ ہے۔ قبۃ الصخرہ کے بائیں پہلو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محراب ہے۔ یہاں زائرین نفل ادا کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے حرم میں چوبی منبر ہے جسے غازی نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا تھا اور عہد کیا تھا کہ بیت المقدس فتح ہونے پر یہ منبر مسجد اقصیٰ میں نصب کراؤں گا مگر مراد پوری نہ ہوئی۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح بیت المقدس کے بعد یہ منبر یہاں نصب کرایا۔ جمعہ کا خطبہ اسی پر پڑھا جاتا ہے۔ چاردیواری سے گھری زمین حرم شریف کہلاتی ہے۔ سوائے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کے سب جگہ لوگ بلاتکلف جوتے پہنے پھرتے ہیں۔ مسجد کے مشرقی حصہ میں تہہ خانہ ہے جس میں مریم علیہا السلام سکونت پذیر تھیں۔ برابر ہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا گیا اور قوم نے آکر ان کے متعلق سوالات کیے تھے۔ قریب ہی محراب ہے جس میں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کرتی تھیں۔ یہیں آپ کے پاس موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور سردی کے پھل گرمی میں آتے تھے۔ آگے ایک اصطبل ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ مسجد کے عین نیچے بھی تہہ خانہ ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل تھے اس میں بہت بڑے اور وزنی پتھر لگے ہیں۔ دراصل یہ پوری عمارت جنات کی بنائی ہوئی ہے۔

مسجد اقصیٰ کے چند نادر مقامات

(1) مسجد اقصیٰ کی موجودہ عمارت جو پہلی دفعہ خلیفہ راشدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں تعمیر ہوئی۔

(2) حرم شریف۔ جنوب مشرقی کونہ جو حرم شریف کی چاردیواری میں سب سے اونچی جگہ ہے۔

(3) مروان مسجد اس مسجد کی چھت ہے۔

(4) مروان مسجد کی سیڑھیوں پر مشتمل راستہ۔

(5) مبارک چٹان والی گنبد (قبۃ الصخرہ) وہ گنبد والی مسجد جس کو اکثر لوگ مسجد اقصیٰ سمجھتے ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ یہ پورا حرم شریف ہے جس میں قبۃ الصخرہ والی مسجد سمیت کئی مساجد اور مقدسات شامل ہیں۔

(6) اموی محلات کے آثار۔ اسرائیلی حکومت نے اس کے نیچے مسجد اقصیٰ کی جانب سرنگ کھودی ہے۔ اسرائیلی خیال کے مطابق یہ ہیکل سلیمانی کے دروازے کا مقام ہے۔

(7) حنشی کونہ۔ یہ مسجد اقصیٰ سے انتہائی جنوب میں ہے، یہ اموی خلفاء اور شہزادوں کے محلات کی جانب سے مسجد میں جانے کا راستہ ہے۔

(8) دعوہ واصول الدین فیکلٹی۔ مسجد اقصیٰ کے جنوب میں واقع یہ عمارت ماضی میں اسکول اور پھر دعوہ اصول الدین کی فیکلٹی کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ انتظامیہ کی وجہ سے اسرائیلی حکومت نے اسے بند کر دیا۔

(9) اسلامی میوزیم۔ یہ بہت قدیم عمارت ہے، جس میں اسلامی میوزیم ہے۔ اس میں بیت المقدس پر گزرے ہوئے اسلامی ادوار کے مختلف آثار ہیں۔ اس میں نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے منبر کا وہ بچا کھچا حصہ ہے جو 1969ء میں مائیکل روہان یہودی کی مسجد اقصیٰ میں لگائی ہوئی آگ میں جل گیا تھا۔



پراسرار آگ

پہلی قوموں کے لئے مال غنیمت حاصل کرنا جائز نہ تھا۔ چنانچہ آگ نازل ہوتی اور اسے جلا کر راکھ کر دیتی۔ یہ آگ ہی جہاد کی قبولیت کی علامت تھی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے جب اس بستی کو فتح کر لیا تو مال غنیمت اکٹھا کیا۔ آگ نمودار ہوئی کہ اس مال غنیمت کو کھائے لیکن وہ اسے نہ جلا سکی۔ آپ علیہ السلام نے لشکر سے فرمایا تمہارے اندر کچھ کھوٹ ہے۔ ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرے۔ بہت سے آدمیوں نے بیعت کی، ایک آدمی کا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم میں خیانت ہے۔'' پس اس قبیلے کے تمام آدمی بیعت کریں پورے قبیلے نے بیعت کی۔ ان میں سے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو آپ علیہ السلام نے (ان کی نشاندہی کرتے ہوئے) فرمایا: تم لوگوں میں کھوٹ ہے۔ تم نے خیانت کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ تینوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کی خدمت میں گائے کے سر کے برابر سونا لائے۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سونے کو مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھ دو۔ جونہی یہ سونا مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھا گیا، آگ نمودار ہوئی اور مال غنیمت کو کھا گئی۔ (مسلم شریف)

ساٹھ ہزار نافرمانوں کی ہلاکت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی فرمائی ''میں تمہاری قوم میں چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار برے آدمیوں کو ہلاک کرنے لگا ہوں۔''

عرض کیا: اے رب تعالیٰ، یہ برے تو ٹھیک (قابل ہلاکت ہیں) مگر نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کرتے ہیں؟

فرمایا: وہ میرے غضب کی وجہ سے غضبناک نہیں ہوئے بلکہ برے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا رکھتے رہے۔

وصال

بیت المقدس کی فتح کے بعد جب بنی اسرائیل اس میں قیام پذیر ہوئے تو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق ان کی اصلاح فرمائی اور ایک طویل عرصہ ان کے ساتھ گزارا۔ بالآخر ایک سو چھبیس سال کی ظاہری عمر میں آپ علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ (ابن کثیر)

وہ جگہ جہاں حضرت یوشع علیہ السلام نے اموریت بادشاہ کو شکست دی



(Azekah) اسرائیل میں موجود وادی الاہ میں موجود ازیکا نامی جگہ۔ ازیکا حمرون سے بیس کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں حضرت یوشع علیہ السلام نے اموریت بادشاہ کو شکست دی تھی۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں شہر اریحا کی فتح

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی ہی میں ارض مقدس (فلسطین) کی فتح کے لئے حضرت یوشع علیہ السلام کو امیر لشکر نامزد کر دیا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو انہوں نے بنی اسرائیل کی معیت میں ارض مقدس کو مشرک قوموں سے پاک کیا۔ اس طرح شہر اریحا کی فتح تمام ارض مقدس کی فتح و نصرت کا ذریعہ بنی۔ قرآن حکیم نے یہ وضاحت نہیں کی کہ پہلے کس شہر کو فتح کیا، صرف قریہ (شہر) کہہ کر اس کا ذکر کیا ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غالباً یہ قریہ بیت المقدس تھا۔ پچھلی صدی کے اواخر میں جرمنی اور آسٹریا کے ماہرین آثار قدیمہ کی ایک ٹیم جریکو (Gericho) کے قدیم شہر کی کھدائی کے لئے گئی تھی اور 1936ء تک اس سلسلہ میں بہت سے اہم انکشافات منظر عام پر آچکے تھے۔ 1936ء میں برطانوی ماہرین کی ایک مہم نے قدیم اریحا کے برآمد شدہ کھنڈرات کا معائنہ کرنے کے بعد اس امر کی تصدیق کی تھی کہ فی الواقعی یہ دیواریں سخت دھماکہ کے ساتھ گری تھیں۔ اس مہم کا لیڈر جان گارسٹنگ کہتا ہے "ان دونوں دیواروں کا درمیانہ حصہ شکستہ ٹکڑوں اور ملبہ سے پُر ہے۔ ایک زبردست آتشزدگی کے (بھی) واضح نشانات موجود ہیں۔"



یہ دیوار 1930ء میں جریکو میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئی۔
کہا جاتا ہے کہ یہ دیوار حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانے سے ایک ہزار سال پرانی ہے۔



بائبل کے مطابق Arad وہ شہر ہے جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح کیا تھا۔ یہی وہ شہر ہے جس کے بادشاہ نے غرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا۔ Arad شہر اس وقت اسرائیل کے زیر تسلط ہے اور حبرون سے اکتیس کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔



حضرت یوشع علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک چار ممالک میں موجود ہے۔

1 عراق کے شہر بغداد میں 2 عمان میں 3 اردن میں 4 اسرائیل میں

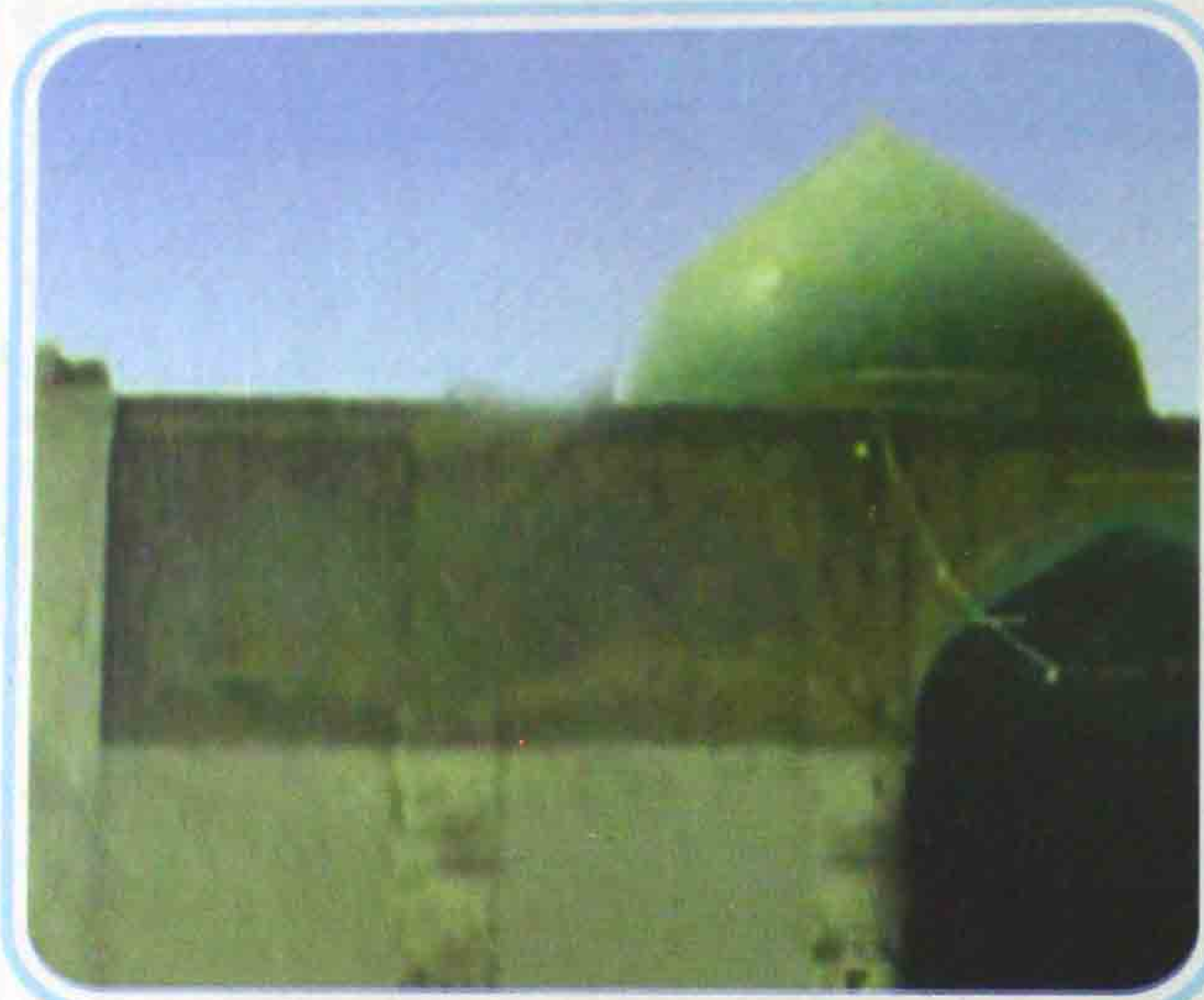
پہلا مزار: عراق کے شہر بغداد میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک

بغداد میں حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر کیسے بنی؟ اس کے بارے میں کسی مستند کتاب سے کوئی روایت نظر سے نہیں گزری، تاہم لوگوں میں حد تواتر تک یہی مشہور ہے کہ یہ قبر نبی اللہ یوشع بن نون علیہ السلام کی ہے۔ روضہ مبارکہ کی عمارت خستہ اور قدیم طرز کی ہے۔ اندرونی و بیرونی جانب کسی قسم کا کوئی نقش ونگار نہیں۔

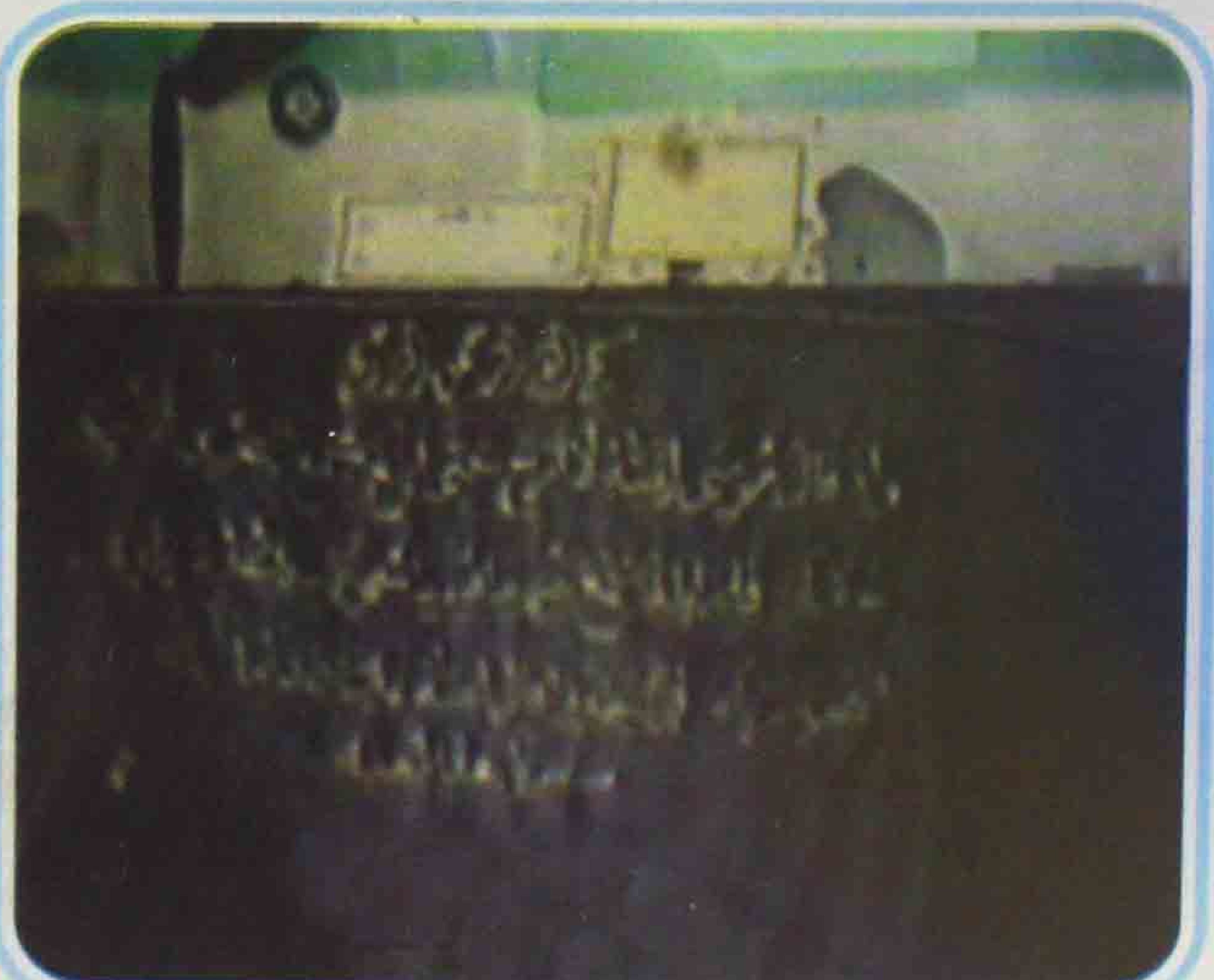
قبر مبارک تقریباً اڑھائی میٹر لمبی اور ڈیڑھ میٹر چوڑی ہے۔ جس پر سیاہی مائل گہرے سبز رنگ کی چادر چڑھی ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار پر عیسائی (نصاریٰ) بھی حاضری دیتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے روضۂ اقدس کے باہر قدموں کی طرف کچھ قبریں ہیں، جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ پادریوں کی ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نصاریٰ کی تحقیقات کے مطابق بھی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام یہیں آرام فرما ہیں۔ واللہ اعلم۔



حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک (عراق)



عراق میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مقبرہ



عراق میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک



حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک

دوسرا مزار: عمان میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار

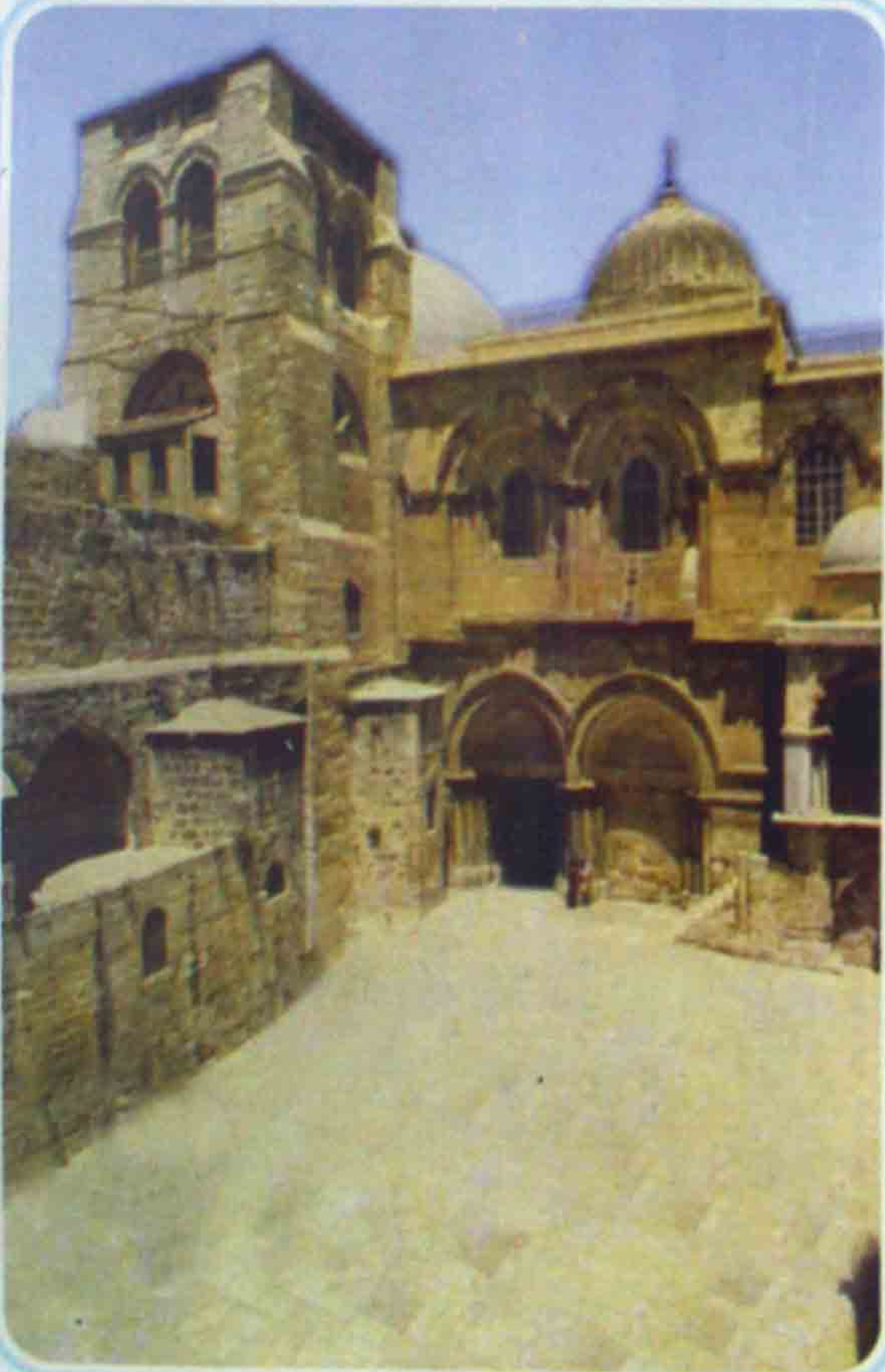
حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ عمان شہر سے نکلنے کے بعد ہم سب سے پہلے ایک انتہائی خوبصورت وادی سے ہوتے ہوئے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جو اس علاقے میں سب سے بلند چوٹی نظر آتی تھی اور وہاں سے دور تک پھیلی ہوئی سبز پوش وادیاں بڑی خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔ پہاڑ کے ایک کنارے پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی، ملک افضل صاحب نے بتایا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار اسی مسجد کے ایک کمرے میں واقع ہے۔ ہم مسجد میں داخل ہوئے تو اس کے ایک کمرے میں ایک نہایت طویل قبر بنی ہوئی تھی۔ اس کی لمبائی بارہ سے پندرہ گز کے درمیان ہوگی۔ اسی کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ آپ علیہ السلام کے مزار کے باہر پڑی تختی پر آپ علیہ السلام کا حسب و نسب بھی لکھا ہوا ہے۔

اب اس بات کی سو فیصد تحقیق تو تقریباً ناممکن ہے کہ یہ واقعتاً حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر ہے یا نہیں؟ البتہ یہ تمام علاقہ اسی ارض مقدس کا حصہ ہے جسے حضرت یوشع علیہ السلام نے فتح فرمایا تھا۔ اس لئے یہ بات جو یہاں کے لوگوں میں مشہور چلی آتی ہے، کچھ بعید بھی نہیں۔ قبر کی غیر معمولی لمبائی ہمارے لئے حیران کن تھی، لیکن بعد میں اردن اور شام کے اندر جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مزارات دیکھے، وہاں بھی یہی صورت نظر آئی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں کسی مقدس شخصیت کی تعظیم کے خیال سے اس کی قبر بہت لمبی بنائی جاتی تھی۔ واللہ اعلم۔

بہرصورت! ایک جلیل القدر پیغمبر کے مزار پر حاضری اور سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، احقر کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے بعد کسی پیغمبر کے مزار پر حاضری کا یہ پہلا اتفاق تھا۔



حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک (قدیم عمارت)
آپ علیہ السلام کا مزار مقدس ایک پرانی عمارت میں ہے۔ مزار شریف پر قبہ ہے۔ دروازہ کے اوپر عبرانی میں کتبے نصب ہیں۔



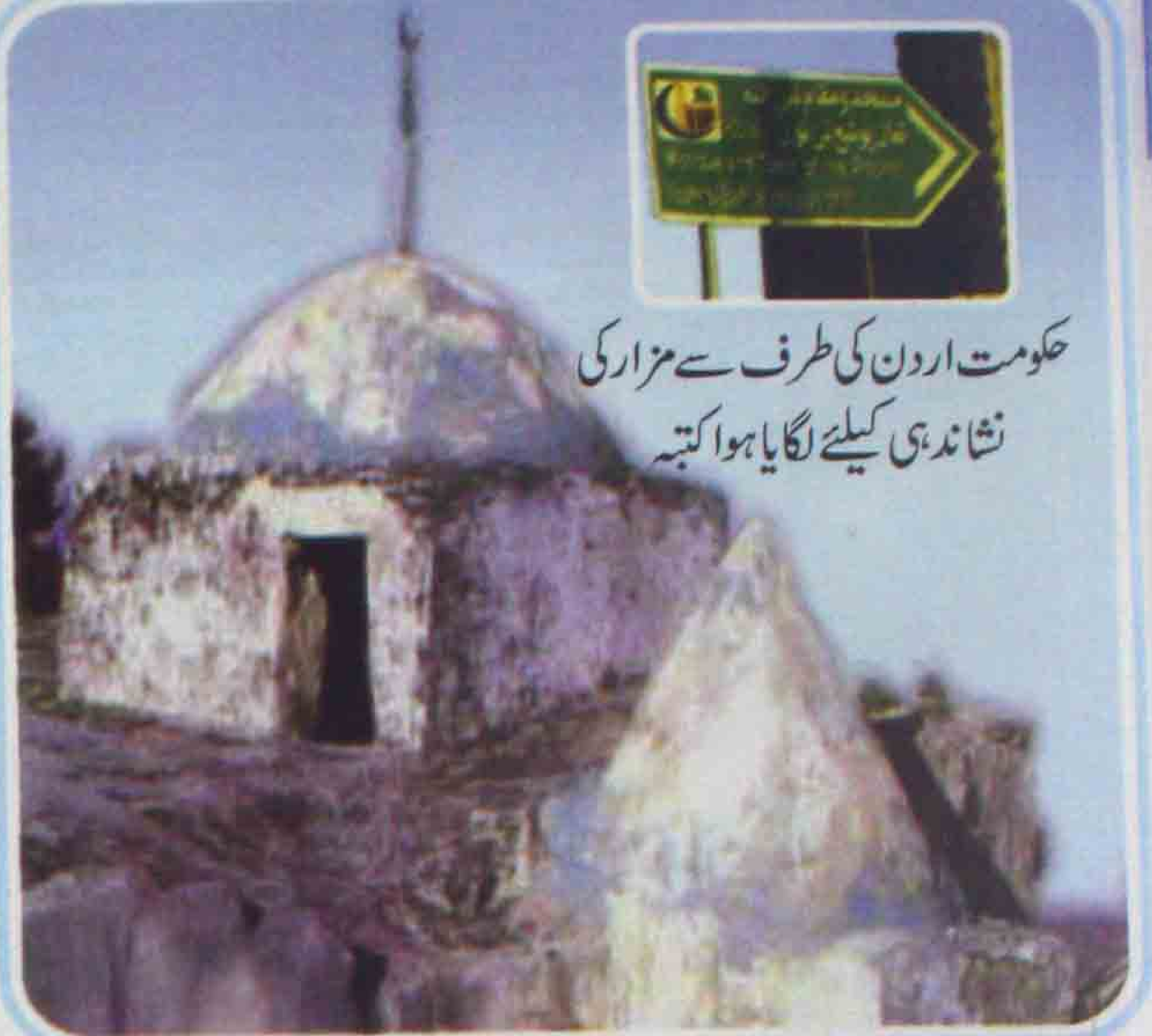
اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار مبارک کے اطراف بنی عمارات
یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریبی ساتھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد انہوں نے بنی اسرائیل کی قیادت کی تھی۔



اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مقبرہ (نئی عمارت)
زیر نظر تصویر حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار اردن میں السلت شہر کے نزدیک زے نامی قصبہ میں واقع ہے۔ مزار کی لمبائی دس میٹر ہے۔ مقامی لوگوں کے امام کے مطابق حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اپنی وفات کے وقت چار سے پانچ میٹر لمبے تھے۔ مزار کے قریب ہی ایک نئی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔




تیسرا مزار: اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار



حکومت اردن کی طرف سے مزار کی نشاندہی کیلئے لگایا ہوا کتبہ



اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار کی قدیم تصویر

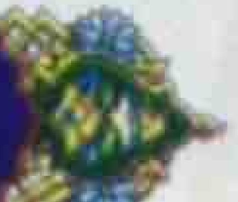
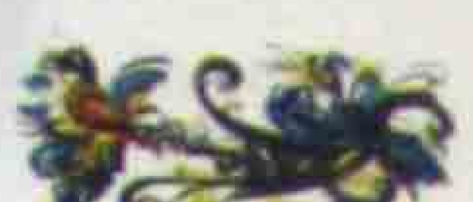




اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک (اردن)



اردن میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کی قبر مبارک

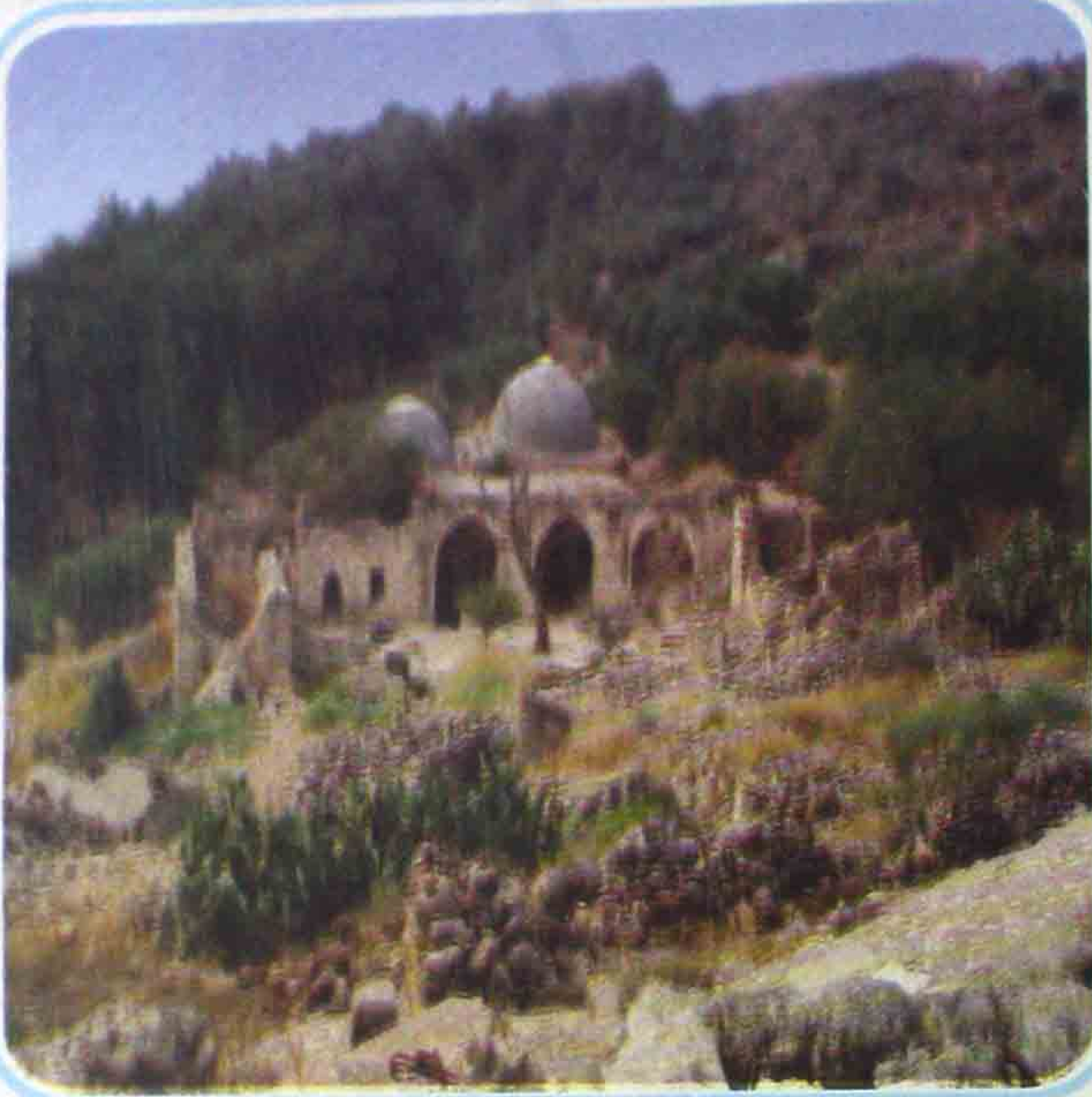
چوتھا مزار: اسرائیل میں موجود یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں:
بعض روایات کے مطابق حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر بیت المقدس کے قریب عورتا نامی گاؤں کی ایک غار میں واقع ہے۔ تورات کے مطابق ان کی قبر فلسطین کے موجودہ شہر نابلس کے کسی پہاڑی مقام پر ہے۔ نابلس کے علاقہ کا قدیم نام ہی غالباً سِکم ہے۔ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زمین تھی اور اسی علاقہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں بھائیوں نے پھینکا تھا۔

اسرائیل میں دو جگہ حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک موجود ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم نے دونوں مقامات کی تصاویر کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے۔



اسرائیل کے شہر نابلس میں موجود حضرت یوشع علیہ السلام کا مزار مبارک



اسرائیل کی قدیم بستی میں حضرت یوشع علیہ السلام سے منسوب دوسرا مزار





تذکرہ حضرت حزقیل علیہ السلام

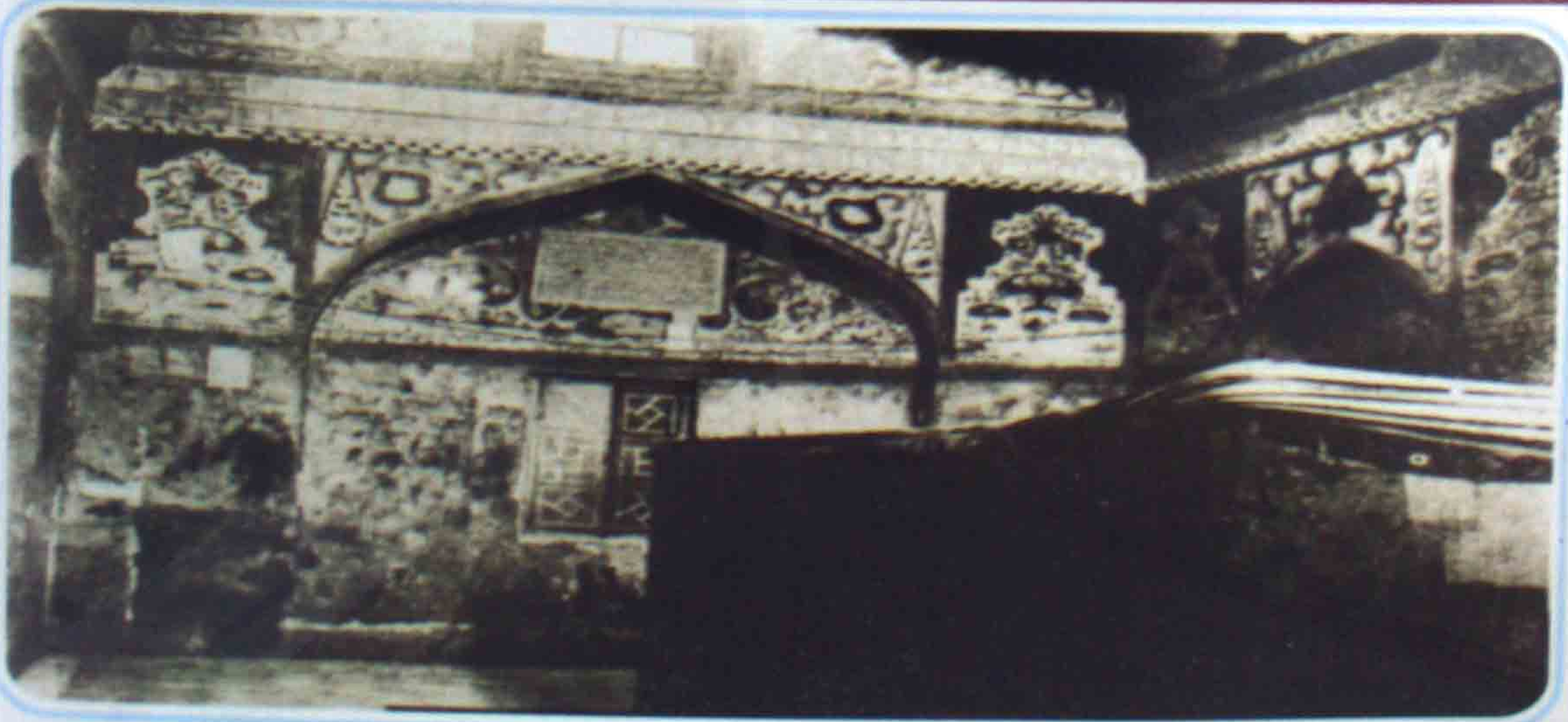
حضرت حزقیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے پیغمبروں میں سے ہیں۔ حزقیل عبرانی نام ہے۔ جس کے معنی قدرت اللہ کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ آپ علیہ السلام کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ اسی حالت میں حضرت حزقیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وجہ سے آپ علیہ السلام ابن العجوزہ (بڑھیا کے بیٹے) کے نام سے مشہور ہوئے

تاریخی روایات کے مطابق حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے۔ پہلے خلیفہ حضرت یوشع علیہ السلام تھے۔ دوسرے حضرت کالب بن یوحنا اور تیسرے حضرت حزقیل علیہ السلام۔ موجودہ بائبل کے عہد نامہ قدیم میں ایک صحیفہ آپ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ قرآن کریم میں آپ علیہ السلام کا اسم گرامی مذکور نہیں ہے، لیکن قرآن کریم نے سورۃ البقرہ میں ایک واقعہ بیان فرمایا ہے، جس کے بارے میں بعض تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام ہی سے متعلق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دوسرے لوگوں سے یہ روایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حزقیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو دشمن سے جہاد کرنے کا حکم کیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال سے جہاد میں جانا قبول نہ کیا۔ اس کی پاداش میں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ لوگ وبائی امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری میں کثیر تعداد میں لوگ مر گئے اور بہت سے لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل بھاگے۔ جب وہ لوگ ایک سو کوس پر گئے تو وہاں ایک ایسی مہلک آواز آئی کہ آواز سن کر سب کے سب مر گئے اور مردوں کی کثرت کی وجہ سے ان کو شہر میں لا کر دفن نہ کر سکے اور چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ جمع کر دیا اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے۔

جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ڈھیر میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام نے سات روز بعد اعتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر دیکھا کہ ان سب کی صرف ہڈیاں باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا ہے یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا۔ اللہ عزوجل کے دربار میں عرض کی اے پروردگار تو نے میری قوم کو ہلاک کیا تو پھر ان کو زندہ کر۔

ندا آئی: اے حزقیل یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لئے میں نے ان کو مار ڈالا اور پھر تمہاری دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے۔



حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک کا اندرونی منظر

حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار

اردن میں داریا کے اس چھوٹے سے قبرستان سے کچھ دور ایک مکان کے بیرونی چبوترے پر ایک الگ تھلگ قبر بنی ہوئی ہے جس کے بارے میں یہاں مشہور ہے کہ یہ مشہور اسرائیلی پیغمبر حضرت حزقیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ قبر بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام کی قبروں کی طرح معمول سے بہت لمبی ہے۔





عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کی چھت کا منظر





حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب سرنگ کا داخلی حصہ



حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب سرنگ کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

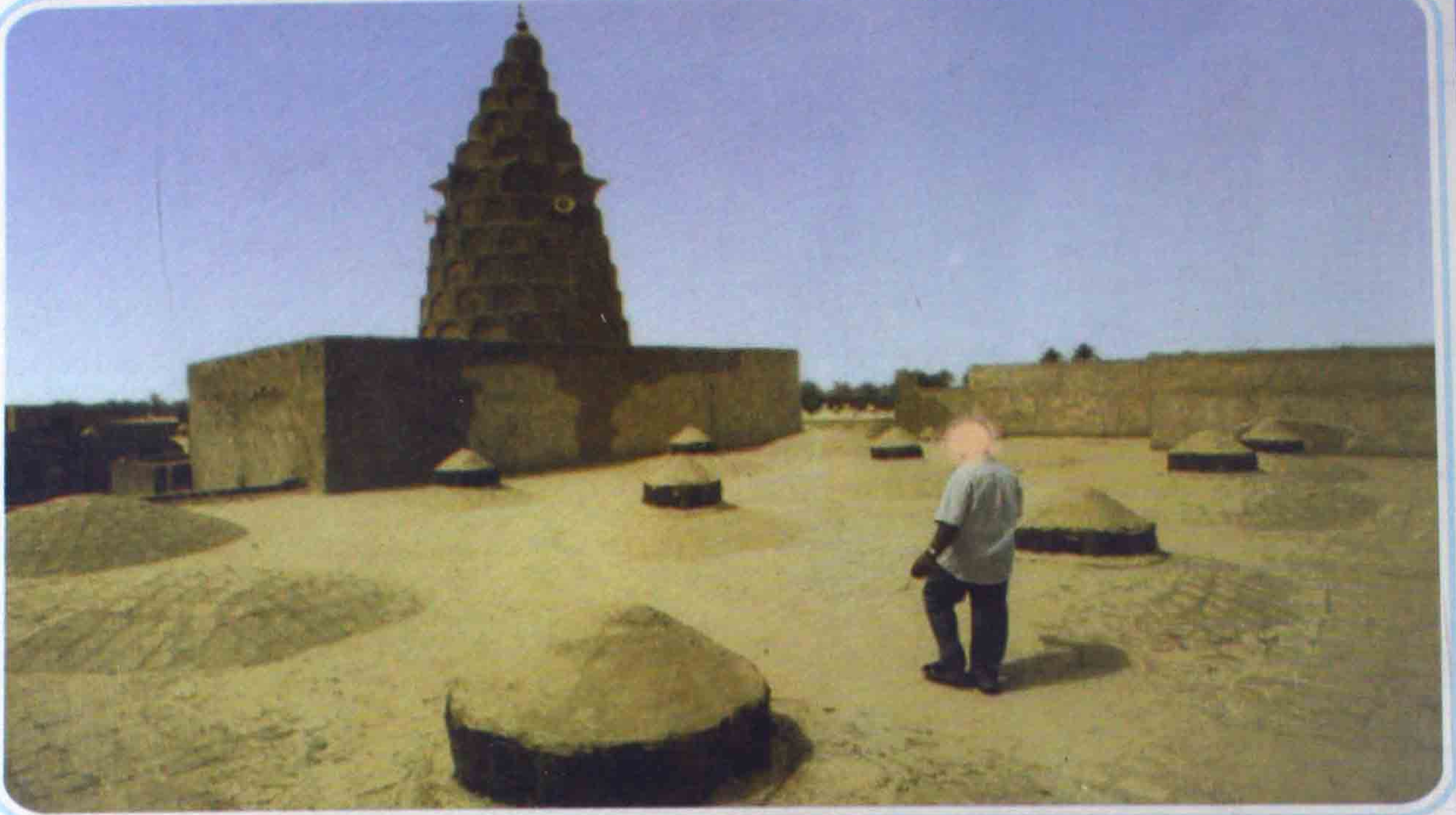


حضرت حزقیل علیہ السلام کی قبر مبارک



عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار

مزار حضرت حزقیل علیہ السلام



عراق کے شہر کفل میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کا اندرونی منظر

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کے اندرونی منظر کی مختلف تصاویر

حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کی اندرونی چھت



حضرت حزقیل علیہ السلام کے مزار کا منظر (عراق)







حضرت حزقیل علیہ السلام سے منسوب مزار مبارک جو اب بوسیدہ ہو چکا ہے

تذکرہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا تذکرہ بھی قرآن میں کیا گیا ہے۔

آپ علیہ السلام شام کے علاقہ میں چالیس سال تک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ علیہ السلام کی وفات ۷۵ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ علیہ السلام کا نام ذوالکفل اس طرح پڑا کہ آپ علیہ السلام محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اگر یہ بات درست ہے تو آپ علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

ذوالکفل بن ایوب بن موص بن زراح بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آپ علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی تھے لیکن محققین کی رائے کے مطابق آپ علیہ السلام نبی تھے۔ اس لئے کہ اسلوب قرآنی کے مطابق آپ علیہ السلام کو انبیاء کی فہرست میں شمار کیا جا رہا ہے۔ اصل یہی ہے کہ آپ علیہ السلام نبی تھے۔ قرآن کریم میں صرف دو مقامات پر آپ علیہ السلام کا نام مذکور ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مسند احمد میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا قصہ بیان کیا ہے جو پہلے سخت بدکار اور فاسق تھا۔ بعد ازاں تائب ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کی بشارت لوگوں کو سنادی۔ اس روایت میں اس شخص کا نام کفل ہے۔ لیکن جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ذوالکفل کے نام سے ہے، وہ اس شخص کے علاوہ دوسری ہستی ہیں۔ (فوائد خطابی)

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَاالْكِفْلِ

اور اسماعیل (بن ابراہیم) کو اور ادریس (یعنی اخنوخ) اور ذوالکفل کو۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کون تھے؟ پیغمبر تھے یا نہ تھے، اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ عطا کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے پاس وحی آئی کہ آپ علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے سامنے اپنی حکومت رکھئے اور جو شخص اس بات کی ذمہ داری لے کہ وہ رات میں نمازیں پڑھے گا، سستی نہیں کرے گا اور دن کو ہمیشہ روزے رکھے گا، کسل نہیں کرے گا اور لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے گا، اس کو غصہ نہیں آئے گا اس کو حکومت سپرد کر دیجئے۔ پیغمبر نے بنی اسرائیل کے سامنے معاملہ رکھا۔

مجلس میں سے ایک جوان اٹھا اور عرض کیا "میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ اس جوان نے ذمہ داری قبول بھی کر لی اور اس کو پورا بھی کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی قدر افزائی کی اور اس کو نبوت سے سرفراز فرما دیا۔ اسی جوان کا نام حضرت ذوالکفل علیہ السلام ہوا۔"

جب یہ خلیفہ اپنی خوابگاہ میں قیلولہ کرنے کے لئے پہنچا اور دن رات میں وہی وقت اس کے سونے کا تھا۔ فقط قیلولہ کے وقت ہی وہ ایک نیند لے لیتا تھا اچانک ایک کمزور بوڑھے کی شکل میں ابلیس آ پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

خلیفہ نے پوچھا: کون ہے؟

ابلیس نے جواب دیا: ایک بہت بوڑھا مظلوم۔

خلیفہ نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ بوڑھے نے کہا کہ میرے اور میری قوم کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ انہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور یہ حرکتیں کی ہیں۔ بوڑھے نے اپنی بات کو اتنا طول دیا کہ قیلولہ کا وقت جاتا رہا اور پچھلا دن آ گیا۔ خلیفہ نے کہا شام کو جب میں جاؤں گا تو تیرا حق دلوا دوں گا۔

ابلیس چلا گیا اور خلیفہ پچھلے دن میں جب اپنی مجلس میں پہنچا تو اس بوڑھے کو تلاش کرنے کے لئے ادھر اُدھر نظر دوڑانے لگا لیکن وہ کہیں نہیں دکھائی دیا۔ دوسرے دن صبح کو بھی جب خلیفہ نے لوگوں کے مقدمات طے کرنے کے لئے اجلاس کیا، تب بھی بوڑھے کو تلاش کیا، لیکن وہ نظر نہ آیا۔ اجلاس کے بعد قیلولہ کرنے کے لئے جب اپنی خواب گاہ میں پہنچا تو بوڑھے نے دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ نے دروازہ کھول دیا، بوڑھا آ گیا۔

خلیفہ نے کہا: میں نے تجھ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ جب اجلاس کروں، اس وقت آنا۔

بوڑھے نے کہا، وہ بہت برے لوگ ہیں۔ جب آپ اجلاس میں بیٹھے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ ہم تجھے تیرا حق دے دیں گے اور جب آپ اجلاس سے اٹھ گئے تو انہوں نے حق ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

خلیفہ نے کہا اب تو جا۔ پھر جس وقت میں پچھلے دن میں اجلاس کروں تو میرے پاس آنا۔ اس گفتگو میں دوپہر کا آرام بھی خلیفہ کا جاتا رہا اور پچھلے دن میں جب وہ مجلس میں لوٹے تو بوڑھے کو ادھر اُدھر دیکھنے لگے لیکن کسی کو نہ پایا۔ پھر اونگھ سے مغلوب ہو گئے تو (تیسری دوپہر کو) خلیفہ نے گھر والے (خادم) کو حکم دیا کہ کسی کو دروازے کے قریب آنے کی بھی اجازت نہ دینا تا کہ میں سو جاؤں۔ میرے اوپر نیند کا غلبہ ہو رہا ہے۔ غرض جب (سونے) کا وقت آیا تو وہ بوڑھا آ پہنچا۔ مگر خادم نے اجازت نہیں دی بوڑھا بے بس ہو گیا۔ اسی اثناء میں اس کو کمرے کا روشن دان نظر آیا فوراً کود کر اس کے اندر داخل ہو گیا اور اندر سے دروازہ کھٹکھٹانے لگا (تا کہ خلیفہ بیدار ہو جائے) خلیفہ بیدار ہو گیا اور خادم کو آواز دے کر کہا کہ "اے شخص کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ کوئی شخص دروازے پر نہ آئے۔"

خادم نے کہا: میری طرف سے تو کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ شخص کس طرف سے آیا ہے۔

خلیفہ نے اٹھ کر دروازہ کو دیکھا تو اس کو مقفل پایا۔ لیکن وہ شخص کمرے کے اندر موجود تھا۔ وہ کہنے لگا کیا آپ یہاں سوتے رہیں گے ایسی حالت میں کہ اہل معاملہ دروازہ پر موجود ہوں۔

اب خلیفہ نے اس کو پہچانا اور کہا: اے خدا کے دشمن تو ہے۔

ابلیس نے کہا: ہاں۔ آپ نے مجھے عاجز کر دیا اور میں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا وہ محض غصہ دلانے کے لئے تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ سے محفوظ رکھا۔

اسی خلیفہ کو ذوالکفل کہا گیا۔ کیونکہ انہوں نے ایک کام کا ذمہ لیا اور اس ذمہ کو پورا بھی کر دیا۔

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ابلیس ذوالکفل کے پاس آیا اور کہنے لگا: میرا ایک قرضدار ہے جو ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہے۔ آپ میرے ساتھ ذرا اٹھ کر چلئے اور میرا حق وصول کرا دیجئے۔ آپ اس کے ساتھ اٹھ کر چل دیئے۔ لیکن ابلیس بازار میں پہنچ کر ذوالکفل سے علیحدہ ہو گیا اور آپ کو تنہا چھوڑ کر چل دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ابلیس نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے معذرت کی اور کہا کہ میرا مدعا علیہ مجھ سے بھاگ گیا ہے۔

بعض اہل روایت نے کہا کہ ذوالکفل وہ شخص تھا جس نے مرتے دم تک ہر رات کو سو رکعت پڑھنے کا عہد کیا تھا اور اس عہد کو پورا کیا۔ بعض علماء نے کہا کہ ذوالکفل علیہ السلام نبی تھے۔ عبارت قرآنی کی رفتار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام کو ہی قرار دیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: ذوالکفل نبی نہیں تھے ایک نیک آدمی تھے۔ (تفسیر مظہری)



حضرت ذوالکفل علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟



حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی قبریں چار ممالک میں موجود ہیں۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1	عراق	2	دمشق	3	ترکی	4	اسرائیل

ان مقامات میں سے کون سے مقام پر حضرت ذوالکفل علیہ السلام مدفون ہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ 8 سال کی کوشش کے بعد ان چار مقامات کی تصاویر کو قارئین کے لئے اس کتاب میں جمع کیا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے ان مقامات کی حقیقت سامنے آجائے۔

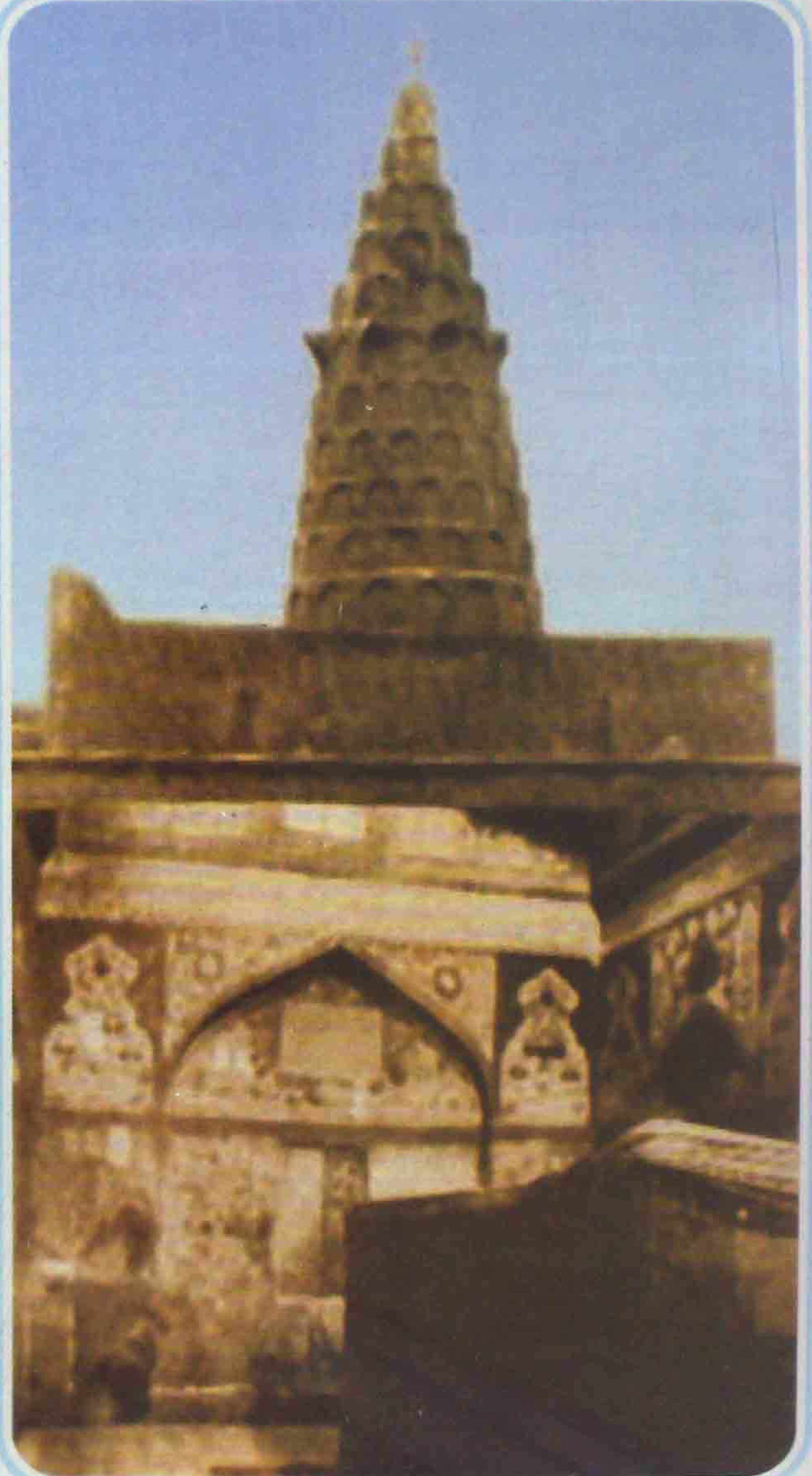
پہلا مزار: عراق میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق میں شہر بابل جاتے ہوئے راستے میں ایک گاؤں ذوالکفل آتا ہے۔ جہاں پر بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔

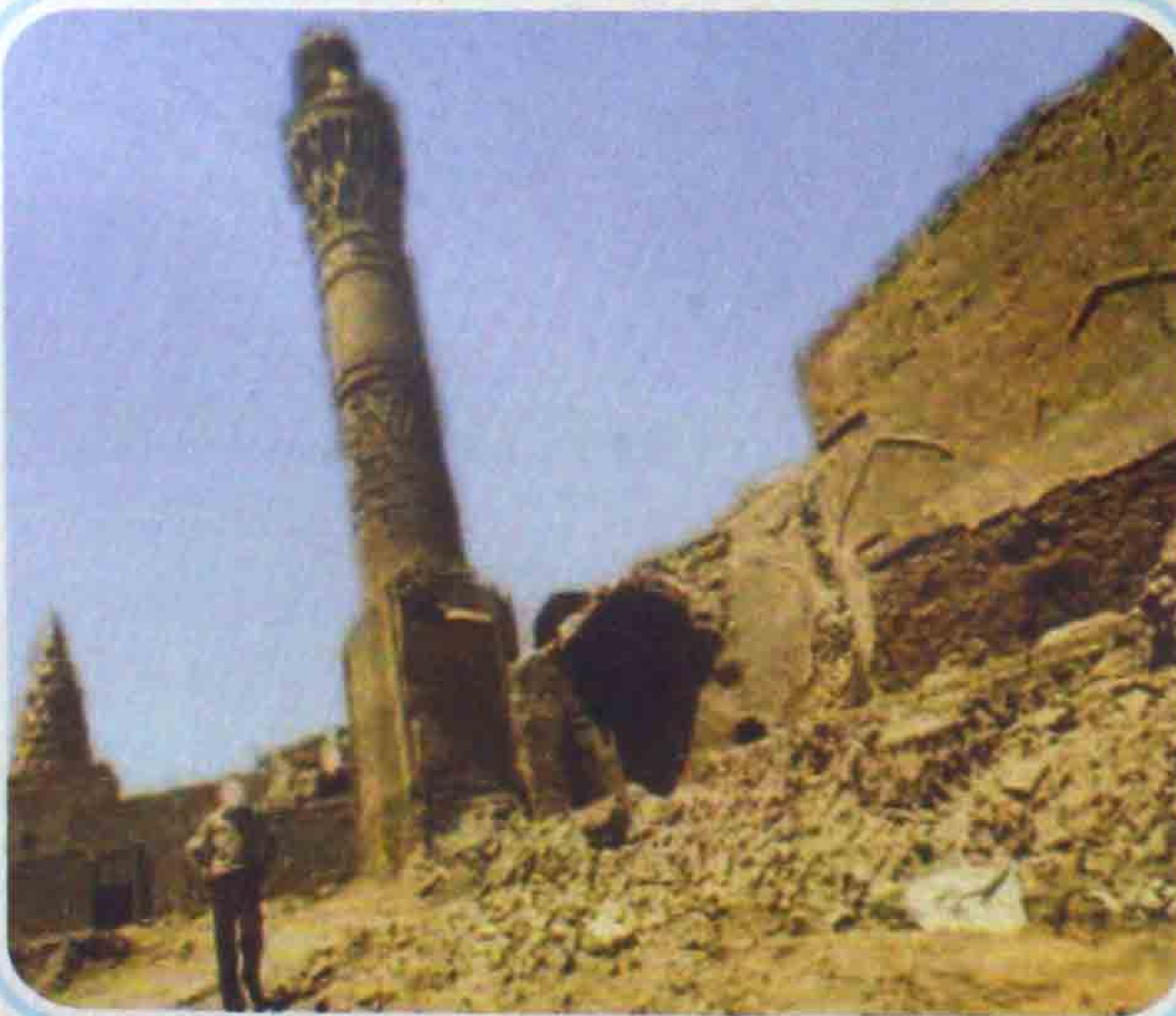
آپ علیہ السلام کے مزار مبارک کے ساتھ والے کمرے میں آپ علیہ السلام کے پانچ اصحاب کی بھی قبریں ہیں اور ایک مقام حضرت خضر علیہ السلام کا بھی بتایا جاتا ہے۔



حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مزار کے باہر لگا بورڈ



عراق میں موجود حضرت حزقیل علیہ السلام کا مزار



حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مزار کی مختلف تصاویر




عراق میں الکفل میں موجود نخیلا مسجد اور اس سے متصل حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

عراق کے شہر حلہ میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک

دوسرا مزار: دمشق میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک



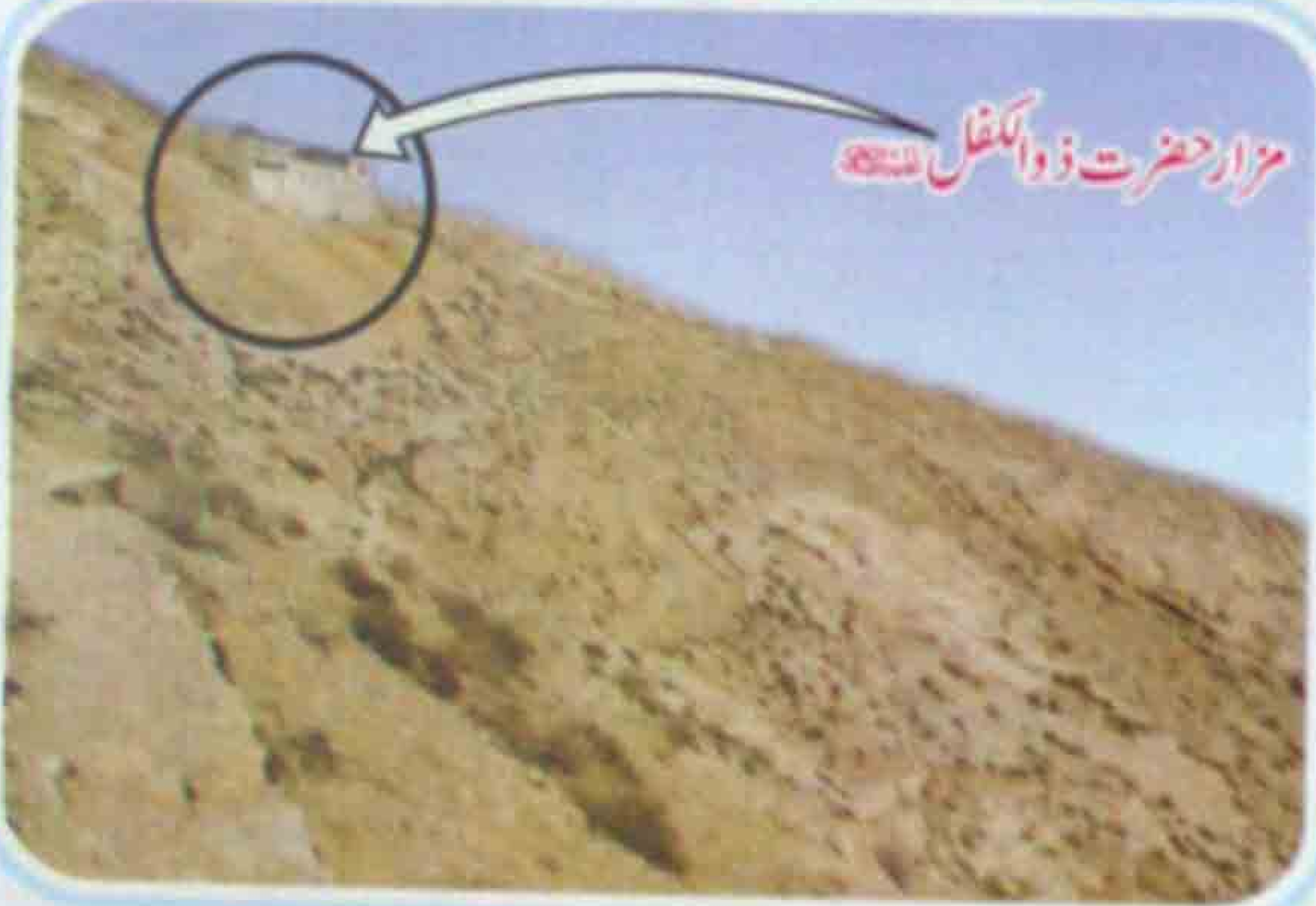
دمشق کے علاقہ جبل قادسیون پر بھی حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس مزار کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار

تیسرا مزار: سن لی عرفا میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک



حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار پہلے Egil میں تھا۔ بعد میں 1995ء میں پانی آنے کی وجہ سے ان کے جسم مبارک کو نبی ہارون پہاڑ پر منتقل کر دیا گیا۔



عرفا شہر میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک



ازبکستان کے شہر ترمذ میں واقع حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے منسوب مقبرہ





ترکی کے شہر عرفا میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی قبر مبارک



چوتھا مزار: اسرائیل میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار مبارک



اسرائیل میں موجود حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا مزار



تذکرہ حضرت شمویل علیہ السلام

نام ونسب اور بعثت

آپ علیہ السلام کا نسب نامہ یوں ہے "شمویل بن بالی بن علقمہ بن یرخام بن الیہوا بن تہو بن صوف بن علقمہ بن ماحث بن عموصا بن عزریا۔" حضرت شمویل علیہ السلام کو اشموئیل اور صمویل کے نام سے بھی لکھا جاتا ہے۔

حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کے ورثاء میں سے تھے۔ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب غزہ اور عسقلان کے عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب آ گئے تو انہوں نے بے شمار اسرائیلیوں کو قتل کیا اور ایک بہت بڑی تعداد کو غلام بنالیا۔ لاوی کے خاندان سے نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور اس کی اولاد میں صرف ایک حاملہ خاتون باقی رہ گئیں۔ اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ وہ اسے بیٹا عطا فرمائے۔ اللہ عزوجل نے اسے بیٹا عطا کیا تو اس بیٹے کا نام شمعون (شمویل) رکھا۔ عبرانی زبان میں اس کا معنی ہے: اسماعیل، یعنی اللہ عزوجل نے میری دعا سن لی۔

جب یہ بچہ کچھ بڑا ہوا تو اس نے بچے کو مسجد بھیجا اور اسے نیک بزرگ کے حوالے کردیا تا کہ وہ عبادت اور بھلائی کی باتیں سیکھے۔ بچہ جوان ہونے تک اسی بزرگ کے پاس رہا۔ ایک رات وہ سویا ہوا تھا کہ مسجد کے کونے سے ایک آواز آئی تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اسے ایسے لگا جیسے اس کے استاد محترم نے بلایا ہے۔ اس نے استاد محترم سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟

استاد نے شاگرد کو پریشان دیکھا تو کہا "ہاں، سوجاؤ۔" تو وہ سوگیا۔ پھر اسے دوبارہ، سہ بارہ آواز آئی تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اسے بلارہے ہیں۔ وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آپ کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب "اسرائیل" تھا جس سے یہ قوم "بنو اسرائیل" کے نام سے معروف ہوئی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں عروج پایا مگر ان کی رحلت کے بعد اپنی بداعمالیوں کے سبب معتوب ہوئی، پھر اللہ عزوجل نے ان کے حال پر رحم فرمایا اور چار سو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون مصر کے پنجہ استبداد سے نجات دلائی۔ مگر یہ بدخصلت قوم ان کی بھی نافرمانی پر اتر آئی جس کی سزا میں چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکتی رہی اور ان کی موجود نسل کے تمام بالغ افراد ہلاک ہوگئے۔ جن کی تعداد تین لاکھ سے زائد بتائی گئی۔

پھر اللہ عزوجل نے حضرت شمویل علیہ السلام کو (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی شمار ہوتے ہیں) مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے یہودیوں کو صنم پرستی سے چھٹکارا اور فلسطینیوں کی غلامی سے رہائی دلائی۔ بنی اسرائیل کی منشاء کے مطابق حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا۔ حضرت طالوت **1021** ق م میں بادشاہ بنے اور سارا عرصہ فلسطینیوں سے جہاد میں گزرا اسی معرکہ میں مشرکین کا سالار اعلیٰ جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوا۔ (پیغمبران اسلام)



اسرائیل کے شہر **Ramah** کا فضائی منظر اس شہر میں حضرت شمویل علیہ السلام کا گھر اور مزار دونوں موجود ہیں۔



حضرت شموئیل علیہ السلام کا طالوت کو بادشاہ بنانا



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شروع میں بنی اسرائیل کی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی یہ چھوٹے چھوٹے علاقوں میں اپنے مقامی سرداروں کے زیر اقتدار زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام، جو نبی اللہ بھی تھے، پہلے اسرائیلی بادشاہ تھے جنہوں نے کافی عرصہ بیت المقدس پر حکومت کی۔ جب حضرت شمویل بوڑھے ہوگئے تو بنی اسرائیل نے فرمائش کی کہ ان کے لئے جوان اور طاقتور بادشاہ نامزد کیا جائے تا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر جالوت سے جو بہت طاقتور کافر تھا جنگ کریں۔ قوم کی فرمائش اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے حضرت شمویل علیہ السلام نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔

روایت ہے کہ طالوت چرواہے تھے، بہت زیادہ طاقتور تھے۔ ایک دن حضرت طالوت اپنے باپ کے گمشدہ گدھے کو تلاش کرتے کرتے حضرت شمویل علیہ السلام کے علاقہ میں آگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت شمویل علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ یہی تمہارا جانشین ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر حضرت شمویل علیہ السلام نے طالوت کو اپنا جانشین اور اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا۔

حضرت طالوت کی نامزدگی کو بنی اسرائیل نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں پارہ دوم سورۃ البقرہ میں ہے۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے جب اپنی قوم بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ طالوت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے تو بنی اسرائیل نے ایک اور مطالبہ کردیا کہ اگر واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ نے طالوت کا انتخاب کیا ہے تو پھر اس کی کوئی دلیل پیش کیجئے تا کہ ہمیں یقین آجائے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندق جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے اور تمہاری تسکین کا سبب تھے جس پر عمالقہ نے قبضہ کرلیا تھا وہ فرشتے تمہیں لوٹادیں گے۔ چنانچہ جب فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر لے آئے تو بنی اسرائیل کو اطمینان ہوگیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کے ان تبرکات کے سبب اب یقیناً انہیں فتح حاصل ہوگی۔

اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک اور کپڑے مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا۔

قرآن حکیم میں مذکور ہے:

''اور کہا ان کے نبی نے کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق اس میں تسلی (کا سامان) ہوگا تمہارے رب کی طرف سے اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون، اٹھالائیں گے اس صندوق کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایماندار ہو۔'' (پ۲ البقرہ، آیت ۲۴۸)

حضرت طالوت کی حکومت 1004 قبل مسیح سے 1020 قبل مسیح تک رہی۔ جنہوں نے جالوت سے جنگ کر کے اسے مغلوب کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے وعدہ کے مطابق وہ صندوق (تابوت سکینہ) واپس لیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات تھے جو بنی اسرائیل کی غفلت سے ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔

حضرت طالوت کے فوت ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ بنایا۔ انہوں نے اپنا دارالخلافہ پہلے الخلیل یعنی حبرون میں اور بعد میں بیت المقدس میں منتقل کردیا۔ **حضرت داؤد علیہ السلام نے 965 قبل مسیح سے 1004 قبل مسیح تک 39 سال حکومت کی۔**

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے 926 قبل مسیح میں حکومت سنبھالی جو 965 قبل مسیح تک رہی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد اسرائیل کی متحدہ ریاست دو حصوں سامریہ اور یہودیہ میں تقسیم ہوگئی۔ دونوں ریاستوں نے آپس میں لڑنا اور ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنا شروع کردیا۔ جب بنی اسرائیل اس طرح آپس میں دست و گریبان تھے تو بابل کے بادشاہ بخت نصر نے 598 قبل مسیح میں حملہ کر کے یروشلم سمیت تمام علاقہ فتح کرلیا۔ شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی، ہیکل سلیمانی کو مسمار کر کے بادشاہ اور ہزاروں شہریوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔



وہ جگہ جہاں حضرت شمویل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آواز سنی تھی

حضرت شمویل علیہ السلام کی تابوت سکینہ کے ساتھ قوم عمالقہ سے جنگ

بنی اسرائیل نے فلسطین کی قوم عمالقہ سے حضرت شمویل علیہ السلام کی معیت میں جنگ کی اور شکست کھائی۔ ''تابوت سکینہ'' جسے میدان جنگ میں اس لیے لایا جاتا تھا کہ اس کی برکت سے دشمن پر فتح حاصل ہو، اس کو دشمنوں نے چھین لیا۔ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا اور طالوت کی نامزدگی اللہ کی طرف سے ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی کہ وہ صندوق جسے ''تابوت سکینہ'' (اطمینان قلب والا صندوق) کہتے تھے، تمہیں واپس مل جائے گا۔

اس صندوق میں ایسے کون سے تبرکات تھے جو ان کے لئے باعث سکینت تھے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔

☆ اک قول کے مطابق سونے کا ایک تھال تھا جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کے سینوں کو غسل دیا گیا تھا۔

☆ ایک قول کے مطابق یہ ایک قسم کی ہوا تھی۔

☆ ایک قول کے مطابق ایک بلی کی صورت تھی۔ جنگ کے دوران اس میں سے آنے والی آواز فتح کی بشارت سمجھی جاتی تھی۔ ''آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کا بقیہ ترکہ'' بھی اس صندوق میں تھا۔

☆ ایک قول کے مطابق اس میں ٹوٹی ہوئی آسمانی تختیوں کے ٹکڑے اور تھوڑا سامن تھا، جو میدان تیہ میں ان پر نازل ہوتا رہا تھا۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے تابوت سکینہ کے متعلق قوم سے فرمایا تھا:

تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ

فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔

یعنی تمہاری نظروں کے سامنے فرشتے اسے اٹھا لائیں گے تا کہ قدرت الٰہی کی ایک نشانی ہو اور یہ ثابت ہو جائے کہ بادشاہ کی یہ نامزدگی واقعی اللہ عزوجل کی طرف سے تھی۔ اس لئے فرمایا:

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

یقیناً یہ تمہارے لئے کھلی دلیل ہے اگر تم ایماندار ہو۔

جب عمالقہ اس صندوق کو تبرکات سمیت لے گئے اور اس پر قابض ہو گئے تو اپنے شہر میں لے جا کر اسے اپنے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ صبح کو دیکھا تو صندوق بت کے سر پر تھا انہوں نے پھر نیچے رکھ دیا۔ اگلے دن پھر وہ بت کے سر پر تھا۔ کئی بار ایسا ہونے پر انہیں یقین ہو گیا کہ یہ صورت حال اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ انہوں نے صندوق کو شہر سے نکال کر کسی گاؤں میں بھیج دیا، تو ان کی گردنوں میں بیماری لگ گئی۔ جب یہ بیماری طویل ہو گئی تو انہوں نے تابوت کو ایک بیل گاڑی میں رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ فرشتے انہیں ہانک کر بنی اسرائیل میں لے آئے۔ اس طرح نبی کی بتائی ہوئی بات لفظ بلفظ پوری ہو گئی۔ بائبل میں بھی واقعے کی تفصیل اسی طرح بیان کی گئی ہے اور بہت سے مفسرین نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ لیکن آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اسے خود اٹھا کر لائے تھے۔ (حوالہ قصص الانبیاء، ابن کثیر)





نہر اردن وہ نہر ہے جہاں حضرت شمویل علیہ السلام کے بنائے ہوئے بادشاہ طالوت کا لشکر جالوت سے جنگ کرنے کے لئے اس نہر سے گزرا تھا۔ قرآن میں بھی اس نہر کا ذکر ہے۔ حضرت طالوت نے لشکر والوں سے کہا جو ایمان والا ہو گا وہ اس نہر سے بہت کم پانی پیے گا۔ چنانچہ جو اہل ایمان تھے انہوں نے بقدر ضرورت پانی پیا اور انہی لوگوں نے جالوت سے جنگ کی اور جنہوں نے پیٹ بھر کر اس نہر سے پانی پیا وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔

حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار مبارک

علامہ نجار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر بیت المقدس سے رملہ جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ایک پہاڑی پر دیکھی ہے لفتہ اور ابی غوش کے آگے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ رامہ میں دفن ہوئے۔ ہوسکتا ہے کہ اسی پہاڑ کو رامہ کہتے ہوں۔

آج جس جگہ حضرت شمویل علیہ السلام مدفون ہیں 1157ء میں اس جگہ کے اوپر چرچ بنا دیا گیا تھا۔ پھر 1300ء میں مسلمانوں نے اسے مسجد میں تبدیل کر دیا۔ اس مزار کا مشرقی حصہ مسلمانوں کے لئے اور مغربی یہودیوں کے لئے مختص ہے۔



زیرنظر تصویر شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک کی ہے اور آپ علیہ السلام کا مزار یروشلم میں واقع ہے۔ بعض مورخین کے مطابق آپ علیہ السلام کا جسم مبارک پہلے رملہ میں تھا، پھر انہیں وہاں سے یروشلم منتقل کیا گیا



حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کی دور سے لی گئی تصویر



مزار حضرت شمویل علیہ السلام



زیر نظر تصویر حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مقبرہ مبارک یروشلم کے شمال میں ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے 908 میٹر بلند ہے۔ 18 ویں صدی میں یہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے، اس سے پہلے وہاں چرچ تھا۔ حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر مبارک زیر زمین چھوٹے سے کمرے میں واقع ہے۔



حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے باہر کا منظر



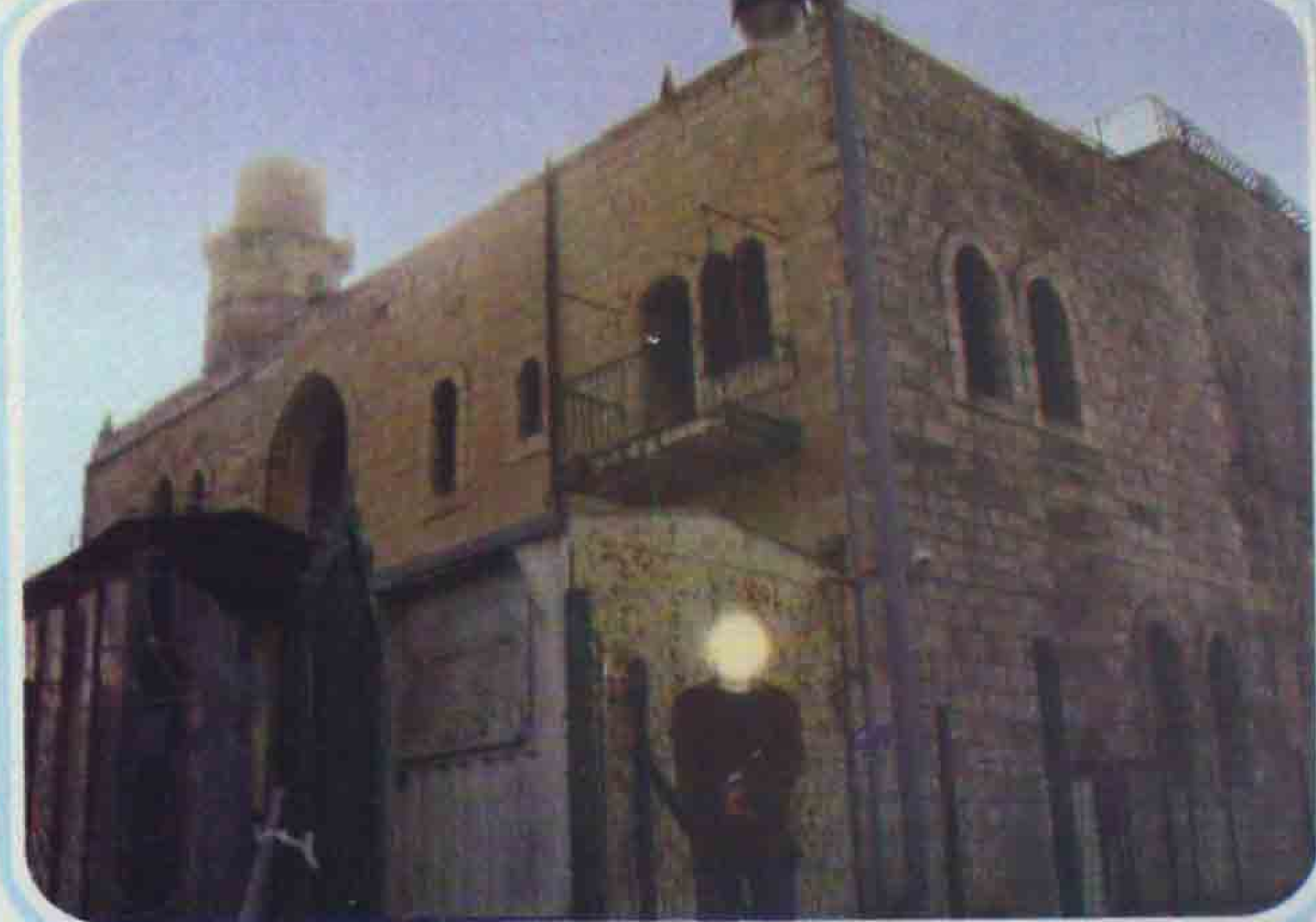
حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے مختلف مناظر



اسرائیل کے شہر Ramah میں موجود حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار، اس جگہ کے اوپر اب چرچ بنا دیا گیا ہے۔ اس جگہ حضرت شمویل علیہ السلام کا مزار اور گھر دونوں موجود ہیں



فلسطین کے ایک علاقے میں حضرت شمویل علیہ السلام کی بستی اور ان کے نام سے موسوم مسجد



حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے اوپر چھت کا منظر



حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار مبارک میں بنی چھوٹی سی مسجد کا اندرونی منظر



حضرت شمویل علیہ السلام کے مزار کے باہر کا منظر

حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک کی چھت کا منظر

وادی نبی شموئیل کا علاقہ شہر کے شمال کی طرف ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک مسجد ہے جس میں حضرت شموئیل علیہ السلام کا مزار واقع ہے۔ اگر موسم صاف ہو تو اس پہاڑی سے آپ علیہ السلام ایک طرف اردن کی پہاڑیاں اور دوسری طرف بحیرہ روم کو دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار کے باہر قبر شموئیل کا کتبہ

حضرت شموئیل علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک



اسرائیل کے علاقہ رماہ میں موجود حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک کے نیچے موجود حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک



یروشلم کے شمال مغرب میں واقع حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک



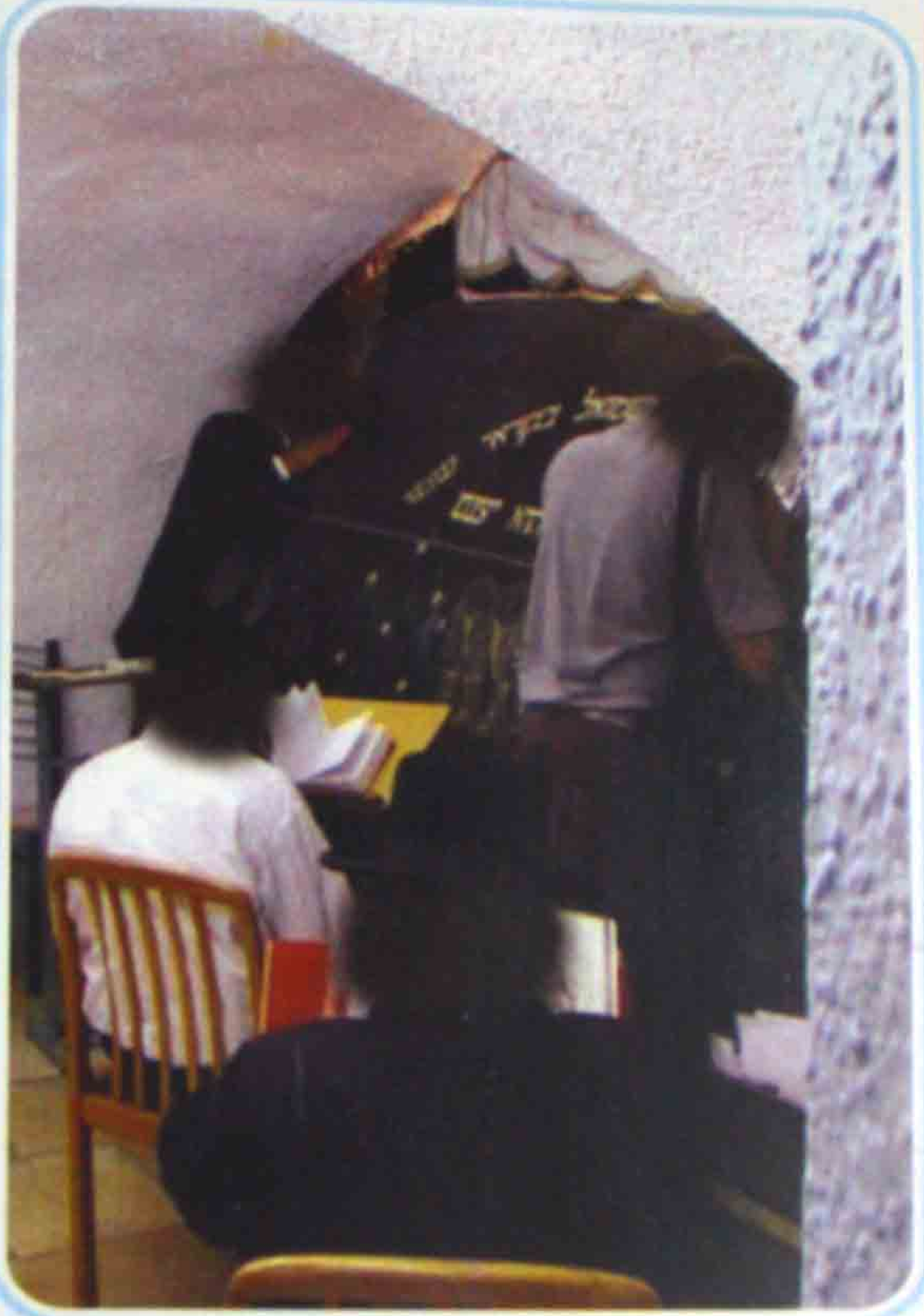
اسرائیل میں **Ramah** کے قصبہ میں واقع حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک



حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک والے کمرے میں زائرین فاتحہ پڑھ رہے ہیں



حضرت شموئیل علیہ السلام سے منسوب مزار



حضرت شموئیل علیہ السلام کی قبر مبارک پر یہودی عبادت کر رہے ہیں



حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار کا دروازہ



حضرت شموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک پر موجود چشمہ



شموئیل کے مزار مبارک سے متصل چشمہ والے کمرے کا بیرونی منظر

تذکرہ حضرت عزیر علیہ السلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا آپ علیہ السلام کا نام عزیر بن جروہ ہے اور آپ علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے:

''عزیز بن سوَریق بن عرنا بن ایوب بن درزنا بن عدی بن تقی بن اسبوع بن فنحاس بن العزار بن ہارون بن عمران۔''

ایک روایت کے مطابق آپ علیہ السلام کے والد کا نام ''سروخا'' تھا۔ آپ علیہ السلام کی قبر مبارک دمشق میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سو سال کے بعد دوبارہ زندہ کیا تھا، وہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی تھے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ نبوت

مشہور قول کے مطابق حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے اور آپ علیہ السلام کا زمانہ حضرت داوٗد علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ بنی اسرائیل میں کسی کو تورات یاد نہیں تھی۔ تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو الہام کے ذریعے سے تورات سکھا دی اور آپ علیہ السلام نے حرف بحرف لکھوا دی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا بیٹا کیوں قرار دیا؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام کا تورات زبانی لکھنے کا واقعہ بیان کیا اور فرمایا:

''بنی اسرائیل کہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ہمارے پاس بغیر لکھے کتاب (تورات) نہ لا سکا۔ حضرت عزیر علیہ السلام بغیر تحریر کے تورات لے آئے۔''

اسی لئے بعض لوگوں نے انہیں ''اللہ کا بیٹا'' کہہ دیا۔ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ تورات کا تواتر حضرت عزیر علیہ السلام کے زمانے میں منقطع ہو گیا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور بخت نصر ایک ہی دور میں تھے۔ صحیح بخاری میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ سب سے قریبی تعلق میرا ہے۔ انبیائے کرام ایک باپ کی اولاد ہیں۔ میرے اور ان (عیسیٰ) کے درمیان کوئی نبی نہیں۔''

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے۔''

بنی اسرائیل بیت المقدس میں آباد تھے جب وہ اپنے گناہوں، نافرمانی، فسق و فجور میں حد سے تجاوز کر گئے اور اپنے نبی کی اطاعت نہ کی تو بخت نصر نے بیت المقدس پر سخت حملہ کیا اور قبضہ کر لیا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً چھ سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اس کے ساتھ چھ لاکھ علمبردار (جھنڈے اٹھانے والے) تھے اور ہر جھنڈے کے نیچے بے شمار فوج تھی۔ اس نے بیت المقدس کو ویران کر ڈالا، تورات شریف کے تمام نسخے جلا دیئے۔ بنی اسرائیل کے تقریباً ایک تہائی لوگوں کو قتل کر دیا اور ایک تہائی لوگوں کو شام کے علاقہ میں بہت ذلت سے رکھا اور ایک تہائی کو قیدی بنا لیا۔ یعنی بنی اسرائیل کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ان قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے جو اس وقت بچپن کی عمر میں تھے۔ (از روح البیان)



زیر نظر تصویر بیت المقدس کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عزیر علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے اس کو بخت نصر کے حملہ کی وجہ سے ویران پایا۔ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایسی ویرانی اب آبادی میں شاید کبھی نہ بدلے گی تو اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ایک غار میں 100 سال تک سلا دیا۔ 100 سال بعد آپ علیہ السلام جاگے تو آپ علیہ السلام نے بیت المقدس کو آبادی سے بھرپور پایا۔

بیت المقدس کی فضیلت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

بیت المقدس کے بارے میں نبی آخر الزماں سیدنا محمد عربی ﷺ کی درج ذیل احادیث بیان کی جاتی ہیں:

نبی کریم ﷺ کی باندی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ) ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حشر اور نشر کی سرزمین ہے، یہاں آؤ اور اس سرزمین پر نماز پڑھو۔ یہاں پڑھی گئی ایک نماز کسی اور جگہ پڑھی گئی ہزار نمازوں کے برابر ہے۔"

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اگر میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہاں کے چراغ جلنے کے لئے تیل بھیج دیا کرو، جس نے ایسا کیا وہ گویا وہاں پہنچ گیا۔ (امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کیا)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ روئے زمین پر سب سے پہلی کونسی مسجد بنائی گئی؟

آپ ﷺ نے فرمایا "مسجد حرام"۔

میں نے کہا: پھر کونسی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ۔

میں نے پوچھا: دونوں کی درمیانی مدت کتنی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس سال۔" (متفق علیہ)



بیت المقدس میں وہ جگہ جہاں حضرت عزیر علیہ السلام رہتے تھے۔
جہاں ایک لاکھ لوگوں کو بخت نصر بادشاہ نے قتل کر کے اس شہر کو ویران بنایا اور حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کو قید کر لیا۔



سو برس تک مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے



اکثر مفسرین کے نزدیک یہ واقعہ حضرت عزیر بن سروخا علیہ السلام کا ہے جو بنی اسرائیل کے ایک نبی ہیں۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کی بداعمالیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں تو ان پر خدا کی طرف سے یہ عذاب آیا کہ بخت نصر بابلی ایک کافر بادشاہ نے بہت بڑی فوج کے ساتھ بیت المقدس پر حملہ کر دیا اور شہر کے ایک لاکھ باشندوں کو قتل کر دیا اور ایک لاکھ کو ملک شام میں اِدھر اُدھر بکھیر دیا اور ایک لاکھ کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام بھی انہی قیدیوں میں تھے۔ اس کے بعد اس کافر بادشاہ نے پورے شہر بیت المقدس کو توڑ پھوڑ کر مسمار کر دیا اور بالکل ویران بناڈالا۔

بخت نصر کون تھا؟

قوم عمالقہ کا ایک لڑکا ان کے بت ''نصر'' کے پاس لاوارث پڑا ہوا ملا تھا۔ چونکہ اس کے باپ کا نام کسی کو نہیں معلوم تھا، اس لئے لوگوں نے اس کا نام بخت نصر (نصر کا بیٹا) رکھ دیا۔ خدا کی شان کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کہراسف بادشاہ کی طرف سے سلطنت بابل پر گورنر مقرر ہو گیا۔ پھر یہ خود دنیا کا بہت بڑا بادشاہ ہو گیا۔ (جمل علی الجلالین، جلد ا صفحہ ۳۱۲)

کچھ دنوں کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام جب کسی طرح ''بخت نصر'' کی قید سے رہا ہوئے تو ایک گدھے پر سوار ہو کر اپنے شہر بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اپنی شہر کی ویرانی اور بربادی دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔ چاروں طرف چکر لگایا۔ مگر انہیں کسی انسان کی شکل نظر نہیں آئی۔ ہاں یہ دیکھا کہ وہاں کے درختوں پر خوب زیادہ پھل آئے ہیں جو پک کر تیار ہو چکے ہیں مگر کوئی ان پھلوں کو توڑنے والا نہیں ہے۔ یہ منظر دیکھ کر نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکل پڑا کہ:

اَنّٰی یُحۡیِیۡ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا

یعنی اس شہر کی ایسی بربادی اور ویرانی کے بعد بھلا کس طرح اللہ تعالیٰ پھر اس کو آباد کرے گا؟ پھر آپ علیہ السلام نے کچھ پھلوں کو توڑ کر تناول فرمایا اور انگوروں کو نچوڑ کر اس کا شیرہ نوش فرمایا۔ پھر بچے ہوئے پھلوں کو اپنے جھولے میں ڈال لیا اور بچے ہوئے انگور کے شیرہ کو اپنی مشک میں بھر لیا اور اپنے گدھے کو ایک مضبوط رسی سے باندھ دیا اور پھر آپ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے اور اسی نیند کی حالت میں آپ علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے درندوں، پرندوں، چرندوں اور جن و انسان سب کی آنکھوں سے آپ علیہ السلام کو اوجھل کر دیا کہ کوئی آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکا۔ یہاں تک کہ ستر برس کا زمانہ گزر گیا تو ملک فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے اس ویرانے میں داخل ہوا اور بہت سے لوگوں کو یہاں لا کر بسایا اور بچے کھچے بنی اسرائیل کو جو اطراف و جوانب میں بکھرے ہوئے تھے سب کو بلا کر اس شہر میں آباد کر دیا اور ان لوگوں نے نئی عمارتیں بنا کر اور باغات لگا کر اس شہر کو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور بارونق بنا دیا۔



قدیم بیت المقدس کی کھدائی سے برآمد ہونے والی اشیاء



بیت المقدس کے قدیم گھر، یہ وہ شہر ہے جہاں حضرت عزیر علیہ السلام سو برس تک ایک غار میں سوگئے تھے

100 سال کے بعد توریت زبانی یاد رہی

حضرت عزیر علیہ السلام کو پورے ایک سو برس وفات کی حالت میں ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو زندہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کا گدھا مر چکا ہے اور اس کی ہڈیاں گل سڑ کر اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہیں۔ مگر تھیلے میں رکھے ہوئے پھل اور مشک میں رکھا ہوا انگور کا شیرہ بالکل خراب نہیں ہوا، نہ پھلوں میں کوئی تغیر نہ شیرے میں کوئی بو باس یا بدمزگی پیدا ہوئی ہے اور آپ علیہ السلام نے یہ بھی دیکھا کہ اب بھی آپ علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال کالے ہیں اور آپ علیہ السلام کی عمر وہی چالیس برس ہے۔

آپ علیہ السلام حیران ہو کر سوچ و بچار میں پڑے ہوئے تھے کہ آپ علیہ السلام پر وحی اتری اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے عزیر! آپ علیہ السلام کتنے دنوں تک یہاں رہے؟

تو آپ علیہ السلام نے یہ خیال کر کے کہ میں صبح کے وقت سویا تھا اور اب عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ جواب دیا کہ میں دن بھر یا دن بھر سے کچھ کم سوتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں اے عزیر! تم پورے ایک سو برس یہاں ٹھہرے رہے۔ اب تم ہماری قدرت کا نظارہ کرنے کے لئے ذرا اپنے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں گل سڑ کر بکھر چکی ہیں اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر نظر ڈالو کہ اس میں کوئی خرابی اور بگاڑ نہیں پیدا ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اے عزیر! اب تم دیکھو کہ کس طرح ہم ان ہڈیوں کو اٹھا کر ان پر گوشت پوست چڑھا کر اس گدھے کو زندہ کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دیکھا کہ اچانک بکھری ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ایک دم تمام ہڈیاں جمع ہو کر اپنے اپنے جوڑ سے مل کر گدھے کا ڈھانچہ بن گیا اور لمحہ بھر میں اس ڈھانچے میں گوشت پوست بھی چڑھ گیا اور گدھا زندہ ہو کر اپنی بولی بولنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بلند آواز سے یہ کہا:

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O

''میں یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام شہر کا دورہ فرماتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک سو برس پہلے آپ کا مکان تھا۔ تو نہ کسی نے آپ علیہ السلام کو پہچانا اور نہ آپ علیہ السلام نے کسی کو پہچانا۔ ہاں البتہ یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی بوڑھی اور اپاہج عورت مکان کے پاس بیٹھی ہے جس نے اپنے بچپن میں حضرت عزیر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا یہی عزیر کا مکان ہے۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر بڑھیا سے پوچھا کہ عزیر کا کیا ذکر ہے؟ بڑھیا نے کہا: ان کو تو سو برس ہو گئے کہ وہ بالکل ہی لاپتہ ہو چکے ہیں۔ یہ کہہ کر بڑھیا رونے لگی۔

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے بڑھیا! میں ہی عزیر ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا: سبحان اللہ! آپ کیسے عزیر ہو سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے بڑھیا! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سو برس مردہ رکھا، پھر مجھ کو زندہ فرما دیا اور میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔

تو بڑھیا نے کہا: حضرت عزیر علیہ السلام تو ایسے باکمال تھے کہ ان کی ہر دعا مقبول ہوتی تھی۔ اگر آپ واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہیں تو میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میری آنکھوں میں روشنی آ جائے اور میرا فالج اچھا ہو جائے۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کر دی تو بڑھیا کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور اس کا فالج بھی اچھا ہو گیا۔ پھر اس نے غور سے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو پہچان لیا اور بول اٹھی کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ آپ علیہ السلام یقیناً حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ پھر وہ بڑھیا آپ علیہ السلام کو لے کر بنی اسرائیل کے محلہ میں گئی۔ اتفاق سے وہ سب لوگ ایک مجلس میں جمع تھے اور اسی مجلس میں آپ علیہ السلام کا لڑکا بھی موجود تھا جو **118** برس کا ہو چکا تھا اور آپ علیہ السلام کے چند پوتے بھی تھے جو سب بوڑھے ہو چکے تھے۔

بڑھیا نے مجلس میں شہادت دی اور اعلان کیا کہ اے لوگو! بلاشبہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں۔ مگر کسی نے بڑھیا کی بات کو صحیح نہیں مانا۔ اتنے میں ان کے لڑکے نے کہا کہ میرے باپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک کالے رنگ کا مسہ تھا جو چاند کی شکل کا تھا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے اپنا کرتہ اتار کر دکھایا تو وہ مسہ موجود تھا۔

پھر لوگوں نے کہا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو تورات زبانی یاد تھی۔ اگر آپ عزیر علیہ السلام ہیں تو زبانی تورات پڑھ کر سنایئے۔

آپ علیہ السلام نے بغیر کسی جھجک کے فوراً پوری تورات پڑھ کر سنا دی۔ بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو تباہ کرتے وقت چالیس ہزار تورات کے عالموں کو چن چن کر قتل کر دیا تھا اور تورات کی کوئی جلد بھی اس نے زمین پر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے تورات صحیح پڑھی ہے یا نہیں؟

تو ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ جس دن ہم لوگوں کو بخت نصر نے گرفتار کیا تھا اس دن ایک ویرانے میں ایک انگور کی بیل کی جڑ میں توریت کی ایک جلد دفن کر دی گئی تھی۔ اگر تم لوگ میرے دادا کے انگور کی جگہ کی نشاندہی کر دو تو میں تورات کی ایک جلد برآمد کر دوں گا۔ پھر یہ پتہ چل جائے گا کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے جو تورات پڑھی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

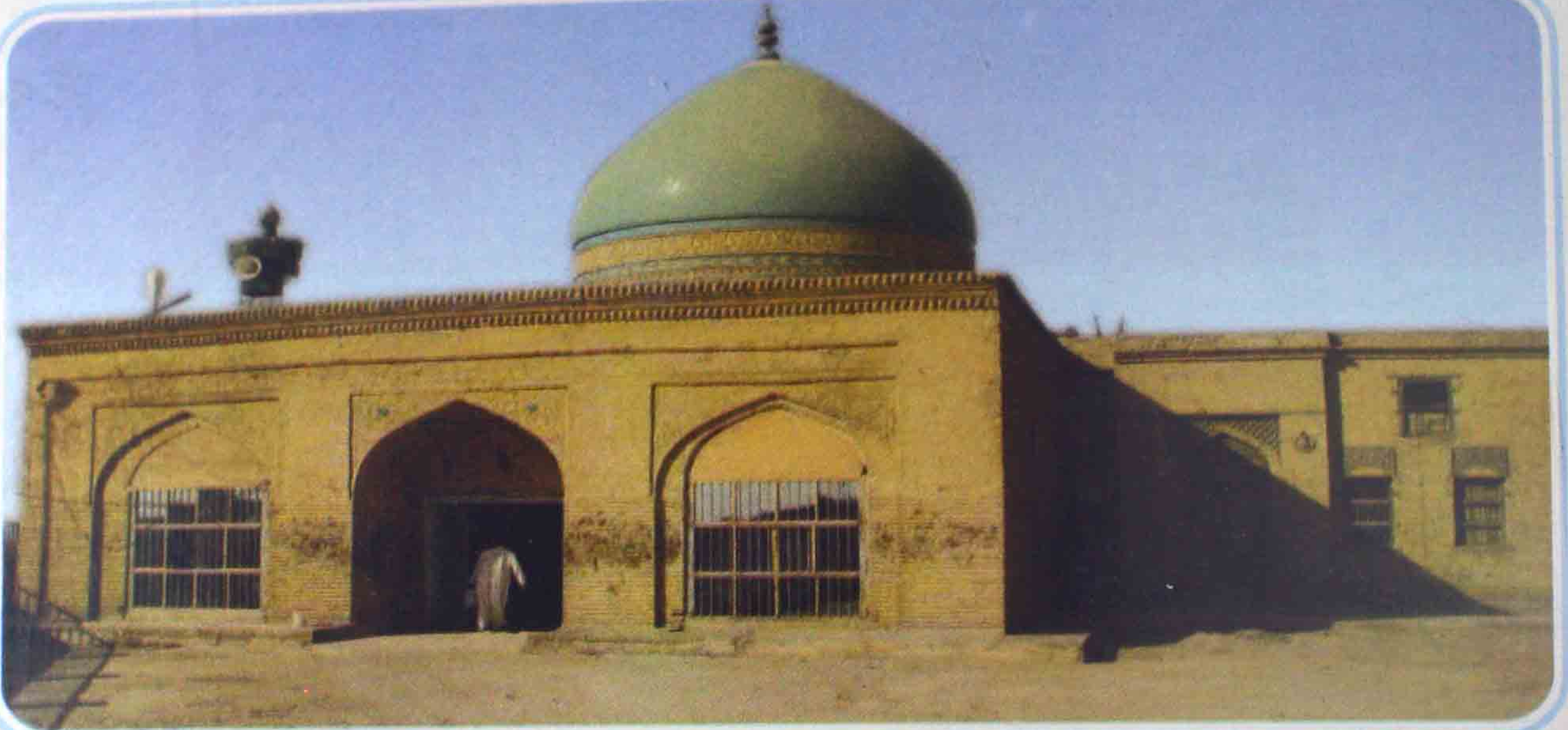
چنانچہ لوگوں نے تلاش کر کے اور زمین کھود کر تورات کی جلد نکال لی تو وہ حرف بہ حرف حضرت عزیر علیہ السلام کی زبانی یاد کی ہوئی تورات کے مطابق تھی۔ یہ عجیب و غریب ماجرا دیکھ کر سب لوگوں نے یک زبان ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ بے شک حضرت عزیر علیہ السلام یہی ہیں اور یقیناً یہ خدا کے بیٹے ہیں۔

چنانچہ اسی دن سے یہ غلط اور مشرکانہ عقیدہ یہودیوں میں پھیل گیا کہ معاذ اللہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ آج تک دنیا بھر کے یہودی اس باطل عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔ (تفسیر جمل علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۵)

حضرت عزیر علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک، عراق اور اسرائیل دونوں جگہوں پر موجود ہے۔ ان دونوں میں سے کس جگہ آپ علیہ السلام مدفون ہیں یہ اللہ ہی کو علم ہے۔ البتہ بعض مورخین کے نزدیک آپ علیہ السلام اسرائیل میں مدفون ہیں۔

پہلا مزار: عراق میں موجود حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک



عراق میں دریائے دجلہ کے کنارے واقع حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک جو فن تعمیر کے بے مثال تاریخی نمونوں میں سے ایک ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار بستی العزیر میں ہے جو کہ شہر عمارہ کے قریب ہے۔



عراق میں واقع حضرت عزیر علیہ السلام کی قبر مبارک

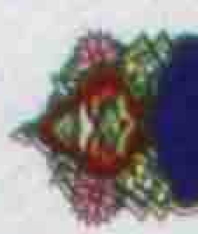


دوسرا مزار: حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک (اسرائیل)





حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار مبارک کا بیرونی منظر



حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار کے مختلف مناظر



حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار مبارک کا داخلی دروازہ



حضرت عزیر علیہ السلام کی قبر مبارک والے کمرے کا دروازہ

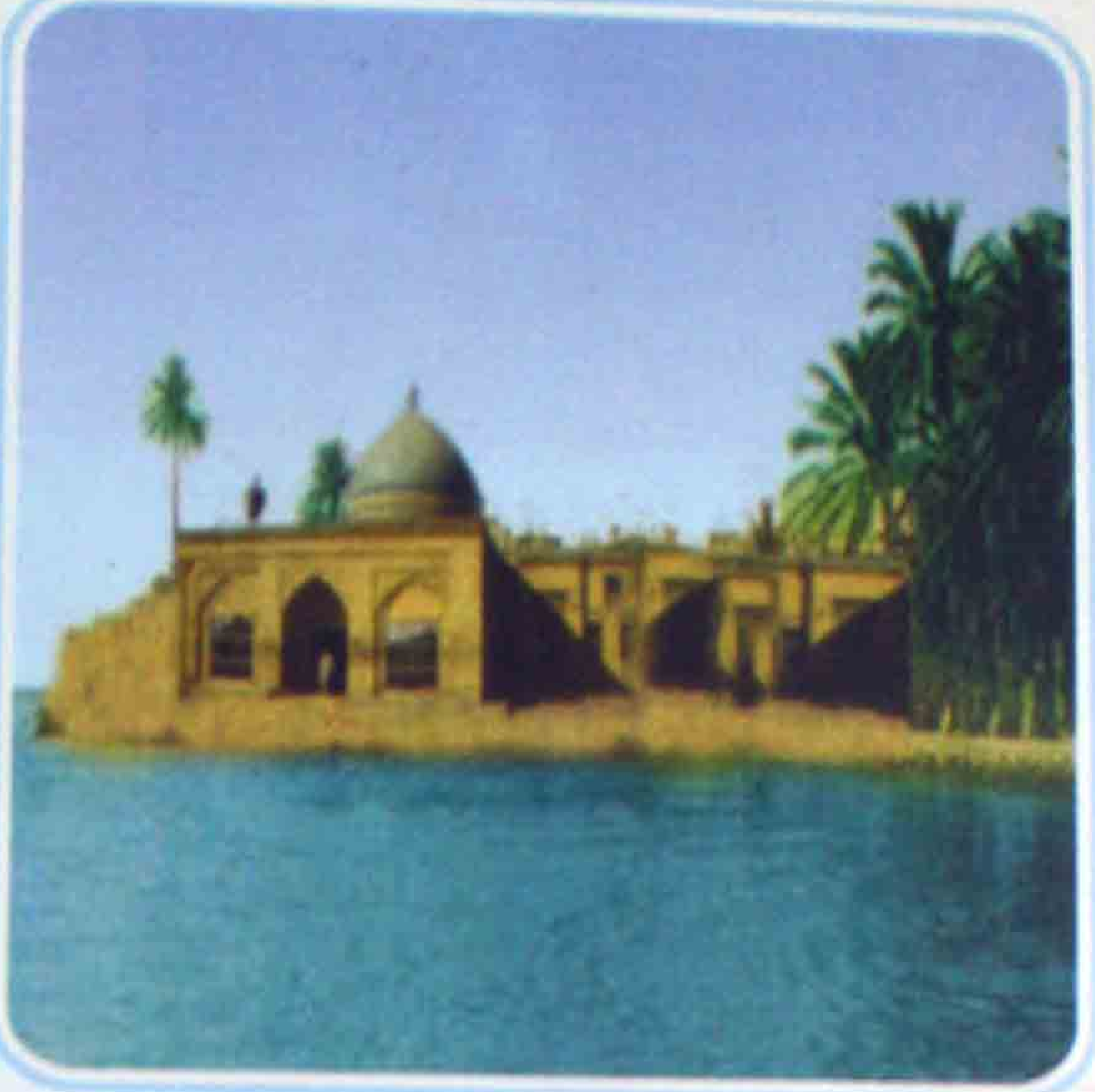


حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار میں ایک زائر عبادت کرتے ہوئے





حضرت عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار کی دور سے لی گئی تصویر



مزار مبارک حضرت عزیر علیہ السلام



عراق میں دجلہ نہر کے پاس واقع حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار مبارک میں موجود قبر والے کمرے کا منظر



حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار مبارک کا اندرونی منظر

تذکرہ حضرت دانیال علیہ السلام

حضرت دانیال علیہ السلام کے زمانہ کا ایک ظالم بادشاہ بخت نصر

بخت نصر 561 قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ یہ بابل کا بادشاہ تھا وہ اہل مصر کو تاخت و تاراج کرتا ہوا یروشلم (بیت المقدس) تک جا پہنچا اور اسے جلا کر خاکستر کر دیا اور یہودا کے باسیوں کو بابل کی جانب جلاوطن کر دیا۔ (المنجد)

بخت نصر کس دین کا پیروتھا؟

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ بخت نصر مسلمان ہو کر مرا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اہل کتاب سے اس بارے میں مختلف باتیں سنی ہیں۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے ایمان لے آیا تھا اور دوسرے لوگوں کا کہنا تھا کہ اس نے نبیوں کو قتل کیا، بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کو کھنڈر بنا دیا اور وہاں موجود مقدس کتابوں کو نذر آتش کر دیا۔ اس وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔

بخت نصر کا قتل اسی کے دربان کے ہاتھوں

اس سے متعلق ایک دوسرا قصہ یوں منقول ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے بخت نصر کو دوبارہ اصلی صورت میں لوٹا دیا اور اس کو اس کی بادشاہت بھی مل گئی تو اس وقت حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے ساتھی بخت نصر کے نزدیک سب سے زیادہ معزز تھے۔ یہود کو اس پر حسد ہوا اور انہوں نے بخت نصر کو حضرت دانیال علیہ السلام کے خلاف ورغلایا اور خوب برائی کی اور کہا کہ حضرت دانیال علیہ السلام جب پانی پی لیتے ہیں تو ان کو پیشاب پر قابو نہیں رہتا۔ چونکہ یہ بات ان کے یہاں بہت عار کی تھی لہذا بخت نصر نے اس بات کی حقیقت کا اندازہ کرنے کے لئے ایک تدبیر سوچی اس نے سب لوگوں کی دعوت کی اور دربان سے یہ کہہ دیا کہ دیکھتے رہو کھانے کے بعد جو سب سے پہلے پیشاب کرنے کے لئے باہر نکلے اس کو کلہاڑے سے قتل کر دینا اگر وہ یہ کہے کہ میں بخت نصر ہوں تب بھی نہ چھوڑنا، اس سے کہنا کہ بخت نصر نے تو مجھے تیرے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اتفاق کی بات کہ بخت نصر خود ہی پیشاب پر کنٹرول نہ کر سکا اور سب سے پہلے وہی پیشاب کرنے کے لئے نکلا۔ دربان نے دیکھتے ہی اندھیرے میں یہ سمجھ کر کہ حضرت دانیال علیہ السلام ہیں فوراً حملہ کر دیا۔ اس نے کہا ارے ٹھہرو ٹھہرو! **میں بخت نصر ہوں**۔ دربان نے کہا کہ تم جھوٹے ہو، بخت نصر نے تو مجھے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے۔ پھر کلہاڑے سے وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

بخت نصر ایک بادشاہ تھا۔ اس نے شام کی طرف سے بیت المقدس میں قدم رکھا اور آتے ہی بنی اسرائیل کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بیت المقدس کا شہر زبردستی چھین لیا اور بنی اسرائیل کے بچوں کو قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔

بخت نصر بادشاہ کو نجومیوں اور اہل علم نے یہ بتا دیا تھا کہ فلاں رات ایک لڑکا یعور نامی پیدا ہوگا جو تیری سلطنت میں فساد پیدا کرے گا۔ بخت نصر نے کہا کہ اس رات جو بچہ بھی پیدا ہوگا میں اسے قتل کروا دوں گا۔ اس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو پکڑ کر (جو معصوم قیدیوں میں سے تھے) شیر کی کچھار میں ڈال دیا کہ وہ اسے چیر پھاڑ ڈالے گا لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا کہ شیر اور شیرنی دونوں حضرت دانیال علیہ السلام کو پیار سے چاٹتے رہے، اسے ذرہ برابر نقصان نہ پہنچایا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کی والدہ آئیں دیکھا کہ شیر اور شیرنی اسے پیار کر رہے ہیں، تو انہوں نے اپنا بچہ اٹھا لیا، اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بچا لیا۔

ابن ابی دنیا نے حسن سند سے بیان کیا ہے کہ اس بستی کے واقفان حال نے کہا ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی کے نگینہ میں اپنی تصویر بنا رکھی تھی اور چاٹنے والے شیر اور شیرنی کا انداز محبت بھی اس میں نقش کر لیا تھا کہ بچپن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو انعام کیا تھا اسے بھول نہ جاؤں۔



بیت المقدس جسے بخت نصر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے 600 سال قبل بابل سے آ کر تباہ اور ویران کر دیا تھا

گناہوں سے بچنے کی وجہ سے شیر پیر چاٹنے لگا

حضرت موسیٰ ؑ
ایک روایت میں ہے
سے طویل مدت کے بعد بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے، جن کا نام حضرت دانیال ؑ تھا، ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی، بادشاہ نے ان کو گرفتار کر لیا اور ایک کنوئیں میں بھوکے شیر کے سامنے ان کو پھینک دیا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ان کے حسن توکل کی آزمائش کر لی اور پرکھ لیا کہ یہ میرے پاس جو ہے اسی پر صبر و قناعت کیے ہوئے ہیں تو شیروں کا منہ موڑ دیا اور حضرت دانیال ؑ ان کی کمر پہ سوار ہو گئے۔ اللہ ﷻ نے ارمیا نبی کو شام سے بھیجا۔ تاکہ حضرت دانیال ؑ کو اس مصیبت سے رہائی دلائیں، اور جو انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے یا اسے تباہ کر دیں۔

سیدنا عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہیں کہ بخت نصر نے دو شیر بھوکے رکھے، پھر انہیں ایک کنوئیں میں ڈالا، اور پھر حضرت دانیال ؑ کو لایا گیا انہیں ان کے پاس پھینک دیا، اللہ ﷻ کی قدرت وہ دونوں شیر ذرہ برابر ہیجان میں نہیں آئے حالانکہ بھوکا ہونے کی وجہ سے انہیں غیظ و غضب کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بوٹی بوٹی نوچ لینی چاہئے۔ مگر جتنی دیر اللہ ﷻ کی مرضی تھی حضرت دانیال ؑ وہاں ٹھہرے، پھر انسانوں کی طرح انہیں کھانے پینے کی اشتہاء ہوئی تو اللہ ﷻ نے ارمیاء نبی کو وحی کی۔ حالانکہ وہ وہاں سے بہت دور شام کے علاقہ میں تھے، کہ حضرت دانیال ؑ کے لئے کھانا تیار کرو۔ ارمیا عرض کناں ہوئے "میرے پروردگار! میں شام کی سرزمین مقدس میں ہوں، حضرت دانیال ؑ سرزمین بابل میں ہیں، جو کہ عراق میں ہے، وہاں رسائی کیسے ہو؟"

اللہ ﷻ نے فرمایا "ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے اسے تیار کرو، سواری کا بندوبست ہم خود کریں گے، جو تمہیں اور تیار کھانے کو اٹھا لے جائے گی۔ تو اللہ ﷻ نے ان کی سواری کا انتظام کر دیا۔ اب وہ کنوئیں کے کنارے کہ جہاں اللہ ﷻ کے نبی قید تھے پہنچتے ہیں۔ کنارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں اور مندرجہ ذیل مکالمہ ہوتا ہے۔

حضرت دانیال ؑ: کون ہو؟

ارمیا: میں ارمیا نبی ہوں۔

حضرت دانیال ؑ: کس لئے تشریف لائے؟

ارمیا: مجھے رب کائنات نے آپ ؑ کے لئے بھیجا ہے۔

حضرت دانیال ؑ: کیا رب ذوالجلال نے میرا ذکر کیا ہے؟

ارمیا: ہاں۔

(یہ سن کر) حضرت دانیال ؑ اس طرح اللہ ﷻ کی تعریفات کے نغمات بلند کرنے لگے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَایَنْسٰی مَنْ ذَکَرَهٗ

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اسے نہیں بھولتا جو اس کو یاد کرتا ہے۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَایُخَیِّبُ مَنْ رَجَاهُ

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اس کے ساتھ امیدیں وابستہ کرتا ہے وہ اسے نامراد نہیں کرتا۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْهِ کَفَاهُ

"تمام تعریفات اس ذات کریم کے لئے جو اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کفایت کرتا ہے۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ وَثِقَ بِهٖ لَمْ یَکِلْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو اس پر اعتماد کرتا ہے تو وہ اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے غیر کی جانب نہیں سوچتا۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَبِالسَّیِّئَاتِ غُفْرَانًا

"تمام تعریفیں اس اللہ کریم کے لئے جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے، اور برائی کے عوض مغفرت کا عطیہ دیتا ہے۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِالصَّبْرِ نَجَاةً

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو صبر کے عوض نجات دیتا ہے۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ یَکْشِفُ ضُرَّنَا بَعْدَ کَرْبِنَا

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو ہماری پریشانی کے بعد ہماری تکلیف دور کرتا ہے۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ ثِقَتُنَا حِیْنَ تَسُوْءُ ظُنُوْنُنَا بِاَعْمَالِنَا

"تمام تعریفات اس اللہ کریم کے لئے جو ہمارا اس وقت سہارا ہے کہ جب ہمارے بداعمال کے ساتھ ہماری بدگمانیاں بڑھ جاتی ہیں۔"

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ رَجَاؤُنَا حِیْنَ تَنْقَطِعُ الْحِیَلُ مِنَّا

"اور تمام تعریفات اس اللہ کے لئے جو ہماری آرزوؤں کا مرکز ہے۔ اس وقت کہ جب ہماری حیلہ سازیوں کے تمام اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔"

حوالہ حیات الحیوان علامہ دمیری


سمرقند میں موجود حضرت دانیال ؑ کی قبر مبارک

300 سال پرانی لاش

محمد اسحاق نے اپنے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابو العالیہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں تستر فتح کیا تو ہرمزان کے مال خانہ میں ایک تخت دیکھا۔ اس پر ایک مردہ لٹایا گیا تھا، جس کے سرہانے ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے اس کتاب کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھجوادیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب الاحبار کو بلوا کر اس کا ترجمہ کرایا۔ اس کتاب میں حوادث و واقعات آئندہ تحریر تھے۔

ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں تحریر فرمایا ہے کہ اس مردہ کے سرہانے مال رکھا ہوا تھا اور ایک کاغذ پر تحریر تھا کہ جس شخص کا جی چاہے اس میں سے مال بطور قرض مدت مقررہ کے لئے لے جا سکتا ہے۔ اگر ٹھیک وقت پر واپس کر گیا تو ٹھیک ہے ورنہ مبروص ہو جائے گا یا بیمار ہو جائے گا۔ یہ فتح تیونس کا قصہ ہے، جس کے سردار حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاش سے چمٹ گئے اور فرمانے لگے قسم ہے رب کعبہ کی، یہ لاش حضرت دانیال علیہ السلام کی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لکھ بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت کی کہ لاش کو حنوط لگا کر دفن کر دیا جائے اور نماز جنازہ کے ساتھ تدفین ہو، جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام دفن ہوتے ہیں اور اس مال کو بیت المال میں رکھ دیا جائے اور قبر کو پوشیدہ کر دیا جائے تاکہ کوئی جان نہ سکے۔ حسب حکم خلیفۂ وقت وہی کیا گیا۔

ابو العالیہ سے راوی نے پوچھا پھر اس لاش کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کی زیارت کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام کو دوبارہ دفن کر کے زمین برابر کر دی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ قحط کے زمانے میں لاش کھول دیتے تھے تاکہ بارش ہو جائے۔

ابو العالیہ نے سوال کرنے پر بتایا کہ وہ لاش غالباً حضرت دانیال علیہ السلام کی تھی جو تین سو سال سے موجود تھی اور اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے سر کے پچھلے حصہ کے چند بال جھڑ گئے تھے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسدِ اطہر کو نہ تو زمین کھا سکتی ہے اور نہ درندے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ فتح عراق کے موقع پر مصر کے ایک قلعہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کوٹھڑی دیکھی جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ اس میں حضرت دانیال علیہ السلام کی نعش ہے۔ جب لوگ قحط کی مصیبت میں مبتلا ہوتے تھے تو اہل بابل سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ نعش ہم کو دے دے تاکہ اس کی برکت سے ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے بارش طلب کریں۔

بخت نصر بادشاہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید کر کے بابل میں رکھ دیا تھا۔ یہیں ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہر میں جو خشک ہوگئی تھی اس میں حضرت دانیال علیہ السلام کو دفن کر دیا پھر بارش میں اس نہر میں پانی بھر گیا۔

(اغاثۃ اللہفان۔ لابن قیم صفحہ ۲۰۳، کتاب الاموال صفحہ ۳۴۲، فتوح البلدان بلاذری، صفحہ ۳۷۱، ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰)

تیرہ سو سال کی عمر کا بادشاہ

حضرت دانیال علیہ السلام ایک دن جنگل میں چلے جاتے تھے۔ آپ علیہ السلام کو ایک گنبد نظر آیا۔ آواز آئی کہ اے دانیال! ادھر آ۔

حضرت دانیال علیہ السلام اس گنبد کے پاس گئے۔ معلوم ہوا کہ کسی مقبرہ کا گنبد ہے۔ جب آپ علیہ السلام مقبرہ کے اندر تشریف لے گئے تو دیکھا بڑی عمدہ عمارت ہے اور عمارت کے بیچ ایک عالیشان تخت بچھا ہوا ہے۔ اس پر ایک بڑی لاش پڑی ہے، پھر آواز آئی کہ دانیال تخت کے اوپر آؤ۔ آپ علیہ السلام اوپر تشریف لے گئے تو ایک لمبی چوڑی تلوار مردہ کے پہلو میں رکھی ہوئی نظر آئی۔ اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی کہ میں قوم عاد کا ایک بادشاہ ہوں۔ خدا نے تیرہ سو سال کی مجھے عمر عطا فرمائی، بارہ ہزار میں نے شادیاں کیں، آٹھ ہزار بیٹے ہوئے، لاتعداد خزانے میرے پاس تھے، اس قدر نعمتیں لے کر بھی میرے نفس نے خدا کا شکر نہ کیا بلکہ الٹا کفر کرنا شروع کیا اور خدائی دعویٰ کرنے لگا، خدا نے میری ہدایت کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا، ہر چند انہوں نے مجھے سمجھایا مگر میں نے کچھ نہ سنا۔ انجام کار وہ پیغمبر مجھے بددعا دے کر چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے ملک پر قحط مسلط کر دیا، جب میرے ملک میں کچھ پیدا نہ ہوا تب میں نے دوسرے ملکوں میں حکم بھیجا کہ ہر ایک قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں بھیجا جائے۔ بموجب میرے حکم کے ہر قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں آنے لگا جس وقت وہ غلہ یا میوہ میرے شہر کی سرحد میں داخل ہوتا تو مٹی بن جاتا اور وہ ساری محنت بے کار جاتی اور کوئی دانہ مجھے نصیب نہ ہوتا اسی طرح سات دن گزر گئے۔ میرے قلعہ میں سارے اہالی موالی، بیویاں، بچے سب بھاگ گئے میں تنہا قلعہ میں رہ گیا سوائے فاقہ کے میری کوئی غذا نہ تھی۔ ایک دن میں نہایت مجبور ہو کر فاقہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازہ پر آیا۔ وہاں مجھے ایک شخص نظر آیا جس کے ہاتھ میں کچھ غلہ کے دانے تھے۔ جس کو وہ کھاتا جاتا تھا۔ میں نے اس جانے والے سے کہا کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا مجھ سے لے لے اور یہ اناج کے دانے مجھے دے دے۔ مگر اس نے نہ سنا اور جلدی سے ان دانوں کو کھا کر میرے سامنے سے چلا گیا۔ انجام یہ ہوا کہ اس فاقہ کی تکلیف سے میں مر گیا۔ یہ میری سرگزشت ہے۔ جو شخص میرا حال سنے وہ کبھی دنیا کے قریب نہ آئے۔ (سیرۃ الصالحین، صفحہ ۷۹)

نوٹ: انبیاء کے 1000 مثالی اثر انگیز واقعات پڑھنے کے لئے احقر کی چار رنگہ تصاویر سے مزین کتاب ''انمول قصص الانبیاء'' کا مطالعہ کرنا نہ بھولیں۔ یاد رہے اس کتب میں ہزاروں عربی اور اردو کتابوں سے انبیاء کے وہ واقعات گلدستہ کی شکل میں جمع کیے گئے ہیں جن کو پڑھ کر انشاء اللہ آپ ضرور حیران ہوں گے۔

حضرت دانیال ؑ کے جسم مبارک کی زیارت

ابواشعث احمری ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ دَانِیَالَ دَعَا رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَدْفِنَہٗ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

''حضرت دانیال ؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حضور ﷺ کی امت دفن کرے۔''

نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت دانیال ؑ کے بارے میں خبر دے، اسے جنت کی بشارت دے دینا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جب ''تستر'' کو فتح کیا تو وہاں حرقوص نامی ایک شخص نے حضرت دانیال ؑ کے بارے میں اطلاع دی۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے حضرت عمر ؓ کو اس بارے میں لکھ بھیجا

تو آپ ؓ نے فرمایا کہ ''حضرت دانیال ؑ کو دفن کیا جائے اور اس شخص کو حسب فرمان نبوی ﷺ جنت کی بشارت دے دیجئے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جب حضرت دانیال ؑ کی زیارت کی...... اِلْتَزَمَہٗ وَعَانَقَہٗ وَقَبَّلَہٗ...... تو آپ ؓ ان کے جسم اطہر کے ساتھ چمٹ گئے۔ سینہ سے لگایا اور بوسہ دیا...... آپ ؓ نے دیکھا کہ حضرت دانیال ؑ کے جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔ پھر اعزاز و اکرام سے ان کی تدفین کی۔

300 سال بعد بھی جسم میں تبدیلی نہ آئی

حضرت ابوالعالیہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم نے تستر کا شہر فتح کیا تو ہمیں ہرمزان کے خزانے میں ایک پلنگ ملا اس پر ایک میت تھی، اس کے سرہانے کی طرف ایک تحریر پڑی تھی۔ ہم نے وہ تحریر اٹھائی اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ؓ نے حضرت کعب ؓ کو بلایا۔ انہوں نے اس کا عربی ترجمہ لکھ دیا۔ سب سے پہلے میں نے وہ تحریر پڑھی تھی، وہ مجھے اب بھی اچھی طرح یاد ہے جس طرح قرآن یاد ہے۔

خالد بن دینار ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ ؓ سے عرض کیا کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا؟

انہوں نے فرمایا کہ ''تم مسلمانوں کے اخلاق، تمہارے معاملات، تمہارے بات چیت کے ڈھنگ اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات۔''

میں نے کہا کہ ''پھر تم نے اس میت کا کیا کیا؟''

فرمایا کہ ''ہم نے دن کے وقت مختلف مقامات پر تیرہ قبریں کھودیں۔ رات کو کسی ایک قبر میں دفن کر کے سب کو برابر کر دیا تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو اور وہ قبر کھول کر ان کی میت نہ نکال لیں۔''

میں نے کہا کہ ''وہ اس میت سے کیا امید رکھتے تھے؟''

فرمایا کہ ''جب بارش نہ ہوتی تھی وہ آپ ؑ کی چارپائی کھلے میدان میں رکھ دیتے تھے، تب بارش ہو جاتی تھی۔''

میں نے کہا کہ ''آپ کے خیال میں یہ کون صاحب تھے؟''

فرمایا کہ ''ان صاحب کا نام دانیال تھا۔''

میں نے کہا کہ ''انہیں فوت ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا تھا؟''

فرمایا: ''300 سال۔''

میں نے کہا کہ ''ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی؟''

فرمایا: ''نہیں، بس گدی کے چند بال جھڑ گئے تھے۔ نبیوں کے جسم مٹی میں بوسیدہ نہیں ہوتے نہ انہیں درندے کھاتے ہیں۔'' (البدایہ والنہایہ ۲/۳۷)

اس روایت کی سند ابوالعالیہ تک صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ صاحب واقعی تین سو سال پہلے فوت ہوئے تھے تب وہ نبی نہیں ہو سکتے، کوئی اور نیک آدمی ہوں گے۔ کیونکہ بخاری شریف کی صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ ان دونوں انبیائے کرام ؑ کی درمیانی مدت چھ سو سال ہے۔ اگر وہ میت واقعی حضرت دانیال ؑ کی تھی تو ان کی وفات تین سو سال پہلے نہیں بلکہ آٹھ سو سال پہلے ہوئی ہوگی ورنہ وہ کوئی ولی ہوگا۔ ویسے اس کا حضرت دانیال ؑ کی میت ہونا ہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت دانیال ؑ کو اہل فارس کے بادشاہ نے گرفتار کر لیا تھا اور انہوں نے اس کے پاس ہی قید کے ایام گزارے۔ مشہور محقق امام ابوعبید ثقفی نے اپنی مستند کتاب ''کتاب الاموال'' میں یہ واقعہ لکھا ہے۔



مصر، اسکندریہ: جس پر بڑا سفید گلدان ہے وہ حضرت دانیال ؑ کا اور دوسرا حضرت لقمان ؑ کا مزار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کو قبر کے کیڑے نہیں کھاتے

مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک نہر سویز میں دیکھی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کام بھی انجام دیا۔ آپ علیہ السلام کے جسد اطہر کو نکال کر پھر سے کفنایا۔ نماز جنازہ پڑھ کر نہر سویز ہی میں دفن کر کے آپ علیہ السلام کی قبر مبارک پر پانی بہادیا۔ (المجالسۃ للدینوی، البدایہ والنہایہ)

دلیل: حضرت دانیال علیہ السلام حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً **700** سال پہلے گزرے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت حضرت دانیال علیہ السلام سے **1400** برس بعد کا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت دانیال علیہ السلام کے بدن مبارک کو خداوند قدوس نے **1400** سال تک سالم رکھا تا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ نبی کی موت فناء کامل نہیں ہوتی بلکہ اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ایک دوسرا واقعہ بھی ہے کہ نجران کے ایک آدمی نے ایک کھنڈر کھودا تو دیوار کے نیچے ایک مردہ نوجوان بیٹھا ہوا پایا۔ جس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا تھا اور ایک انگلی میں انگشتری بھی تھی جس پر "**اللہ ربی**" لکھا ہوا تھا۔ نجران کے لوگوں نے اس واقعہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کو اسی حالت میں رکھا جائے۔ اس نوجوان کا نام عبداللہ التامر تھا اور یہ ان نوجوانوں میں تھا جو اصحاب الاخدود کا شکار ہوئے تھے اور جن کا ذکر قرآن حکیم میں سورۃ البروج میں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب میدان احد میں زیر زمین نہر کھودی گئی تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش بالکل سلامت اس طرح نکلی کہ زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور جب ہاتھ ہٹایا تو خون بہہ نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ وہیں جا کر چپک گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر کھودنے کا ارادہ کیا تو لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے شہداء کو ہٹالیں۔ تو جن لوگوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کی قبروں کو کھود کر وہاں سے نکالا تو وہ سارے کے سارے ایسے تھے جیسا کہ ابھی غسل دیا گیا ہو۔ ان کے بدن سے پانی نچڑ رہا تھا۔ ایک شہید کے پاؤں پر غلطی سے کدال لگ گئی تو تازہ خون بہہ نکلا۔ (مصنف جزم ص ۵۳۷ وفات الوقایہ جلد ۲ صفحہ ۵۳۷ وفات الوقایہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

مشہور محدث و مفسر علامہ ابن الجوزی نے اپنی مقبول کتاب "المنتظم" میں کئی نادر واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے دو واقعات یہ ہیں:

(۱) محمد بن یحییٰ ایک شخص فوت ہو گیا اس کو دفن کر دیا گیا۔ رات کو کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ اچانک بیٹھ گیا اور دوڑتا ہوا گھر آ پہنچا۔ کافی زمانہ تک زندہ رہا اسے اسی وجہ سے بعد میں "سحامل کفنہ" کہا جاتا تھا۔ (یعنی وہ آدمی جو اپنا کفن اٹھا کر لے آیا)۔

(۲) اسی طرح ایک آدمی کے دفن کے بعد جب کفن چوروں نے اس کی قبر کھودی تو وہ زندہ ہو کر بھاگ آیا پھر کافی دن زندہ رہا۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک بیٹا بھی دیا جس کا نام مالک تھا۔ (جلد ۶ صفحہ ۱۱۴)

گجرات کے ایک ولی اللہ صالح خانجیو صدیقی کو گجرات کے ظالم حاکم نے پھانسی کا حکم دیا۔ جونہی آپ کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا گیا تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ کا بدن زمین سے اٹھایا گیا اور روح پرواز کر گئی۔ مگر جب پھندا نرم ہونے کے بعد زمین پر بدن آلگا تو آپ کے بدن میں روح کا اعادہ ہوا اور آپ نے کلمہ شہادت کا باقی حصہ بھی پڑھ لیا۔ (نزہۃ الخواطر، صفحہ ۱۰۲)

نوٹ: اللہ تبارک وتعالیٰ کے عاشقوں کے قبر میں جسم کے صحیح سالم ہونے کے **300** واقعات پڑھنے کے لئے احقر کی کتاب "**اللہ والوں کی مثالی قبریں**" نامی کتاب کا مطالعہ کریں۔



حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت دانیال علیہ السلام کہاں مدفون ہیں؟

حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک 3 ملکوں میں موجود ہے۔

1	2	3
مصر	عراق	سمرقند

اب یہ حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے کہ ان تین مزارات میں سے کون سے مزار میں حضرت دانیال علیہ السلام مدفون ہیں۔

پہلا مزار: مصر میں حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

جناب محب اللہ صاحب اپنے سفرنامہ مصر میں لکھتے ہیں کہ سیدی عبدالرزاق کی مسجد کے خطیب صاحب سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار مقدس کا پتا پوچھا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ خادم کو رہنمائی کے لئے بھیجا۔ مسجد سے متصل ہی ایک قدیم حجرہ ہے، جس میں کنوئیں کی طرح نیچے گہرائی میں دو مزارات نظر آئے۔ بتایا گیا کہ ایک حضرت دانیال علیہ السلام کا جبکہ دوسرا حضرت لقمان حکیم کا مزار ہے۔

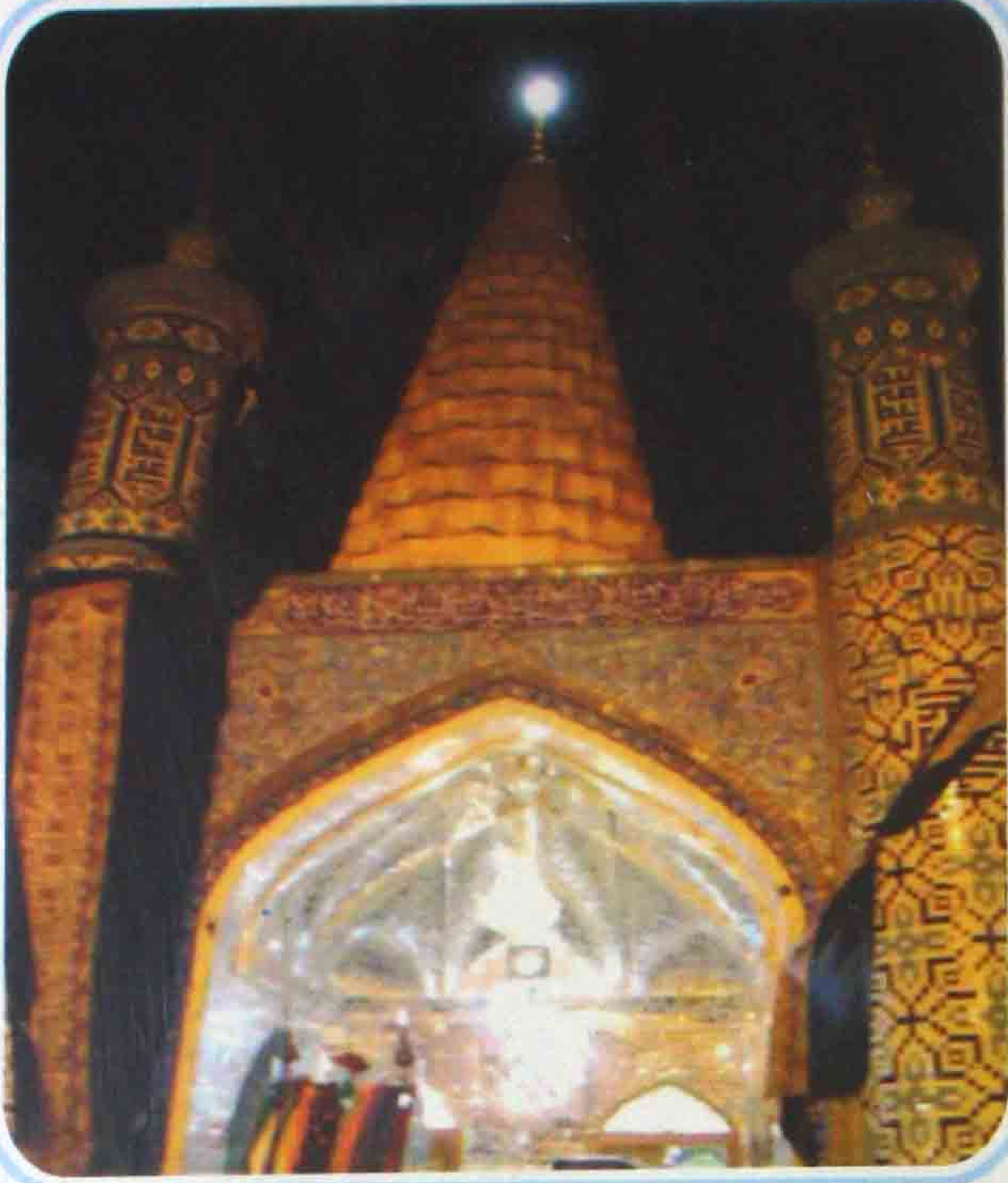
اوپر سے کھڑے ہوکر فاتحہ خوانی کی، پھر لکڑی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترے، مزار کی عمارت نہایت قدیم ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اوپر سے گنبد کو گرا کر دوسری منزل (جو باہر کی زمین کے لحاظ سے پہلی ہی منزل ہے) پر حجرہ بنا کر اس کے اوپر گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ وقت کے ساتھ اب ان مزارات کا مقام گہرا تہہ خانہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اندر ایک اور دروازہ ہے جو غالباً کسی سرنگ کا دہانہ ہے۔





مصر کے شہر اسکندریہ میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کی مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر



حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک (عراق)



مصر میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک



حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک (عراق)



حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار مبارک کا بیرونی منظر



مزار حضرت دانیال علیہ السلام سے متصل مسجد

مصر میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار سے متصل مسجد کا بیرونی منظر





اسکندریہ میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام سے منسوب مسجد، اس مسجد سے متصل آپ علیہ السلام کا مزار بھی ہے۔

دوسرا مزار: عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

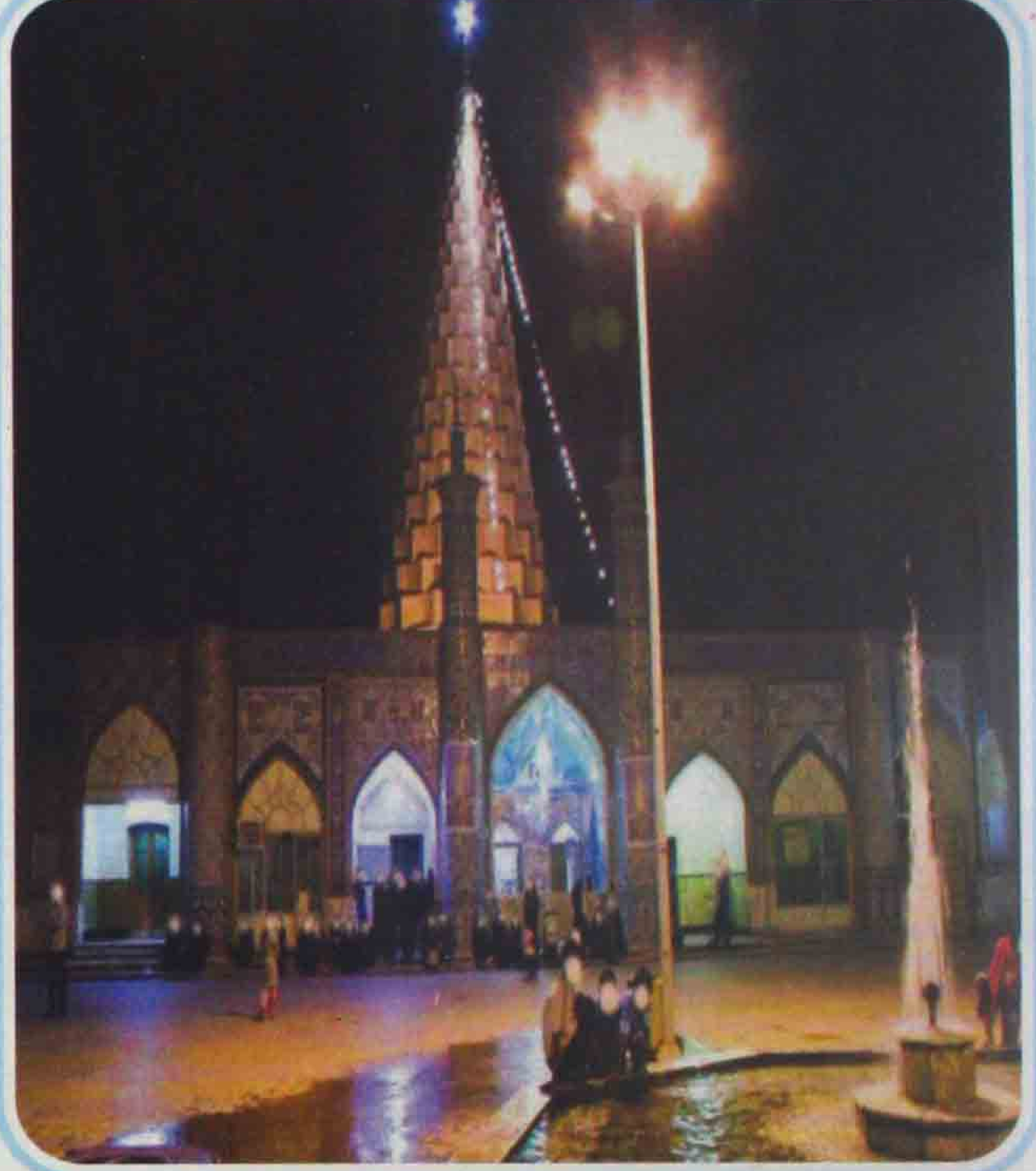
عراق کے شہر موصل میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بے شمار مزارات ہیں۔

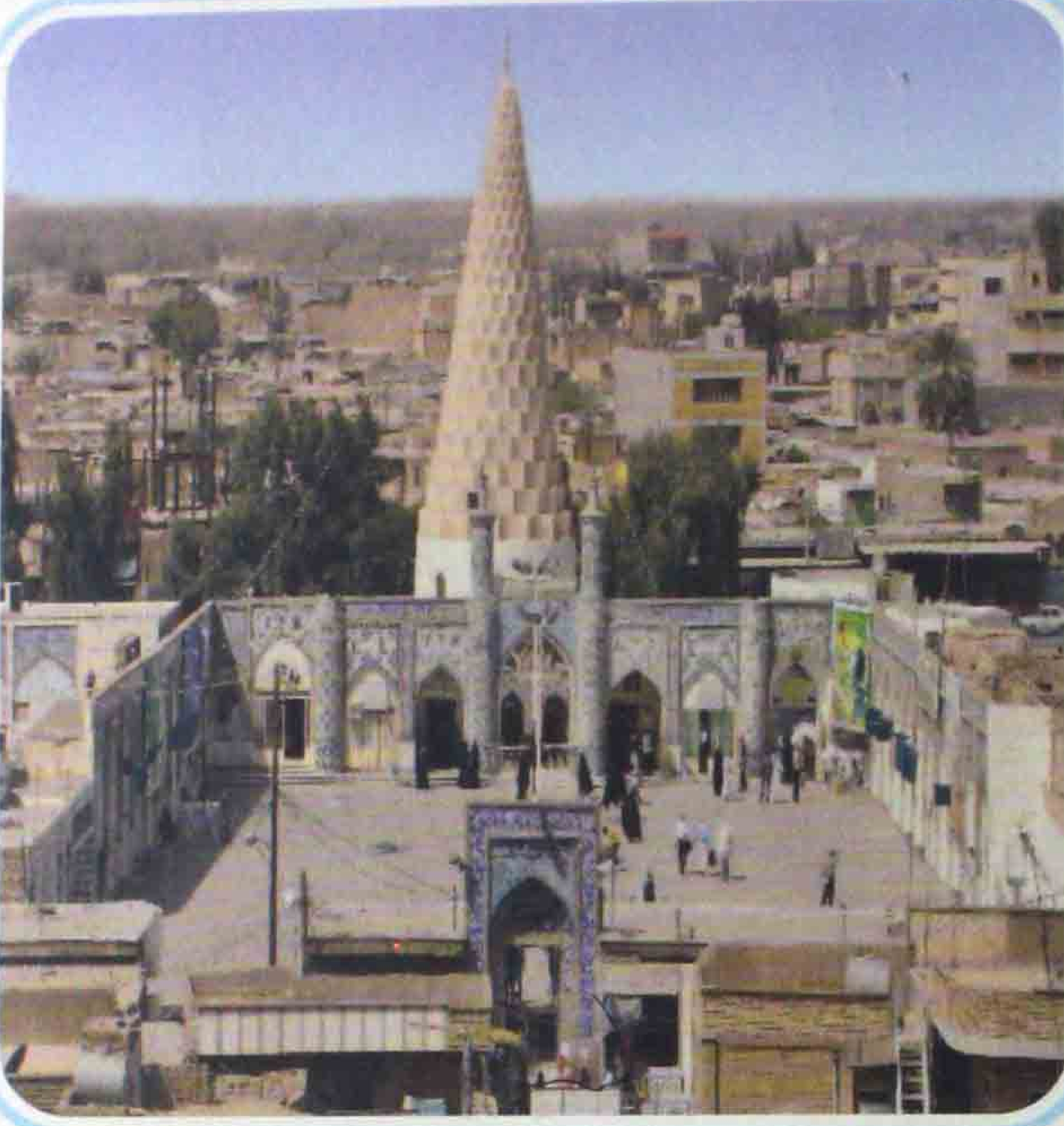
(۱) سیدنا جرجیین علیہ السلام کے مزار کے ساتھ بہترین مسجد ہے۔

(۲) سیدنا دانیال علیہ السلام کا مزار گنجان آبادی میں ہے۔ مزار مبارک اندر گہرائی میں ہے۔

(۳) سیدنا یونس علیہ السلام کا مزار۔

عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک





پہاڑی سے حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کی لی گئی تصویر



عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک



حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کا منظر (عراق)







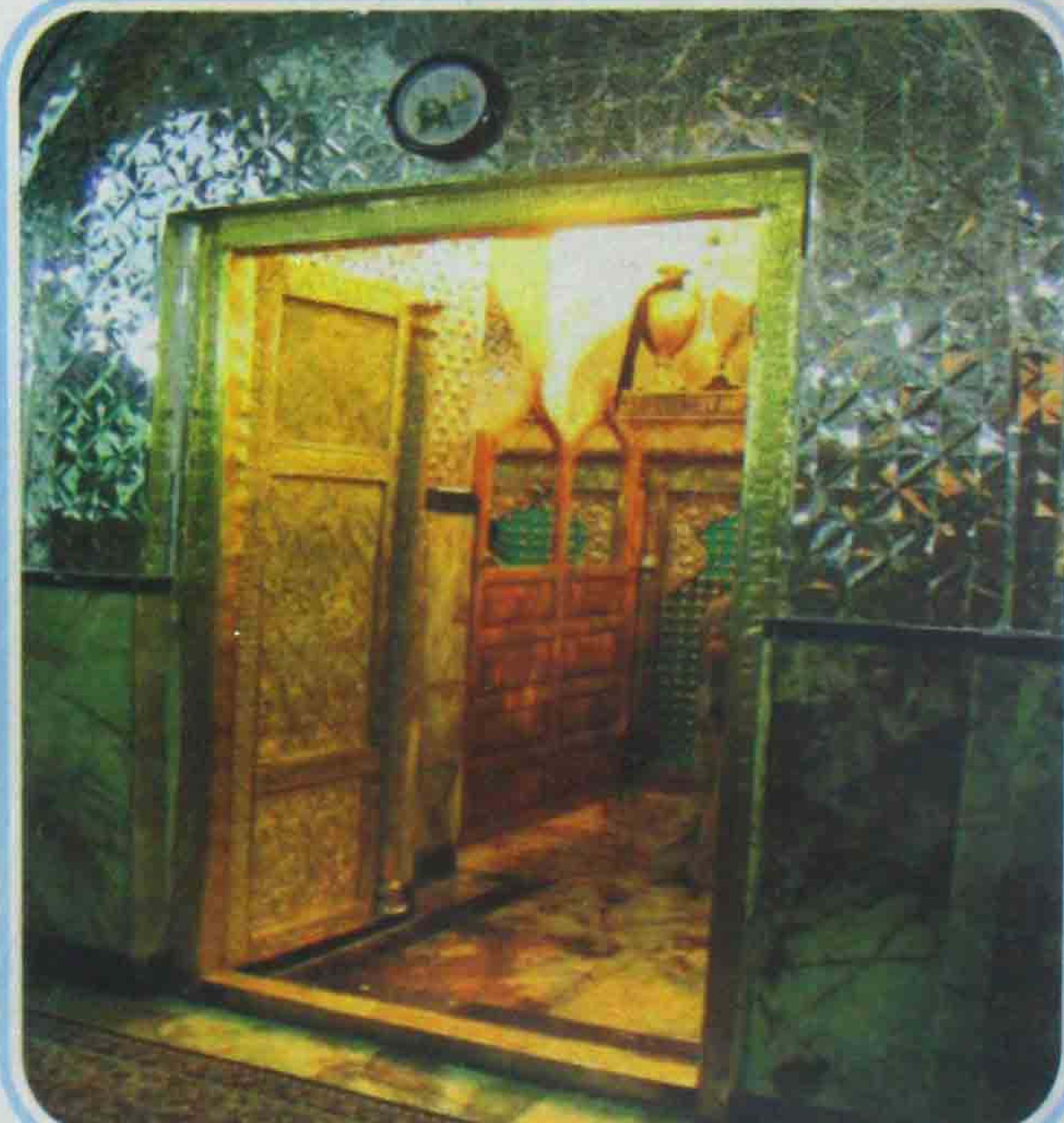
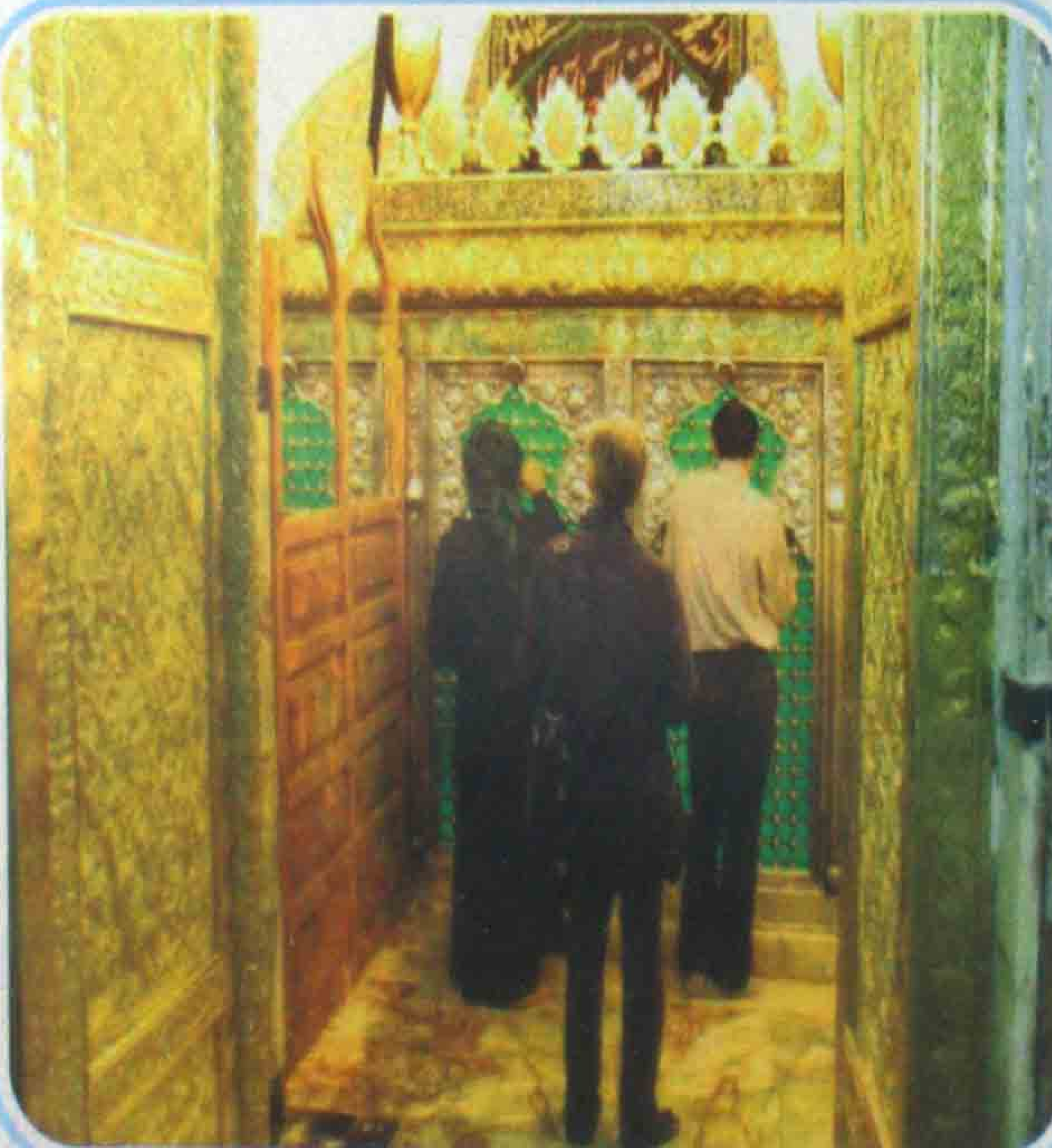





عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کے اندرونی مناظر





عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر والے کمرے کا اندرونی منظر



حضرت دانیال ؑ کے مزار کے دو خوبصورت مناظر

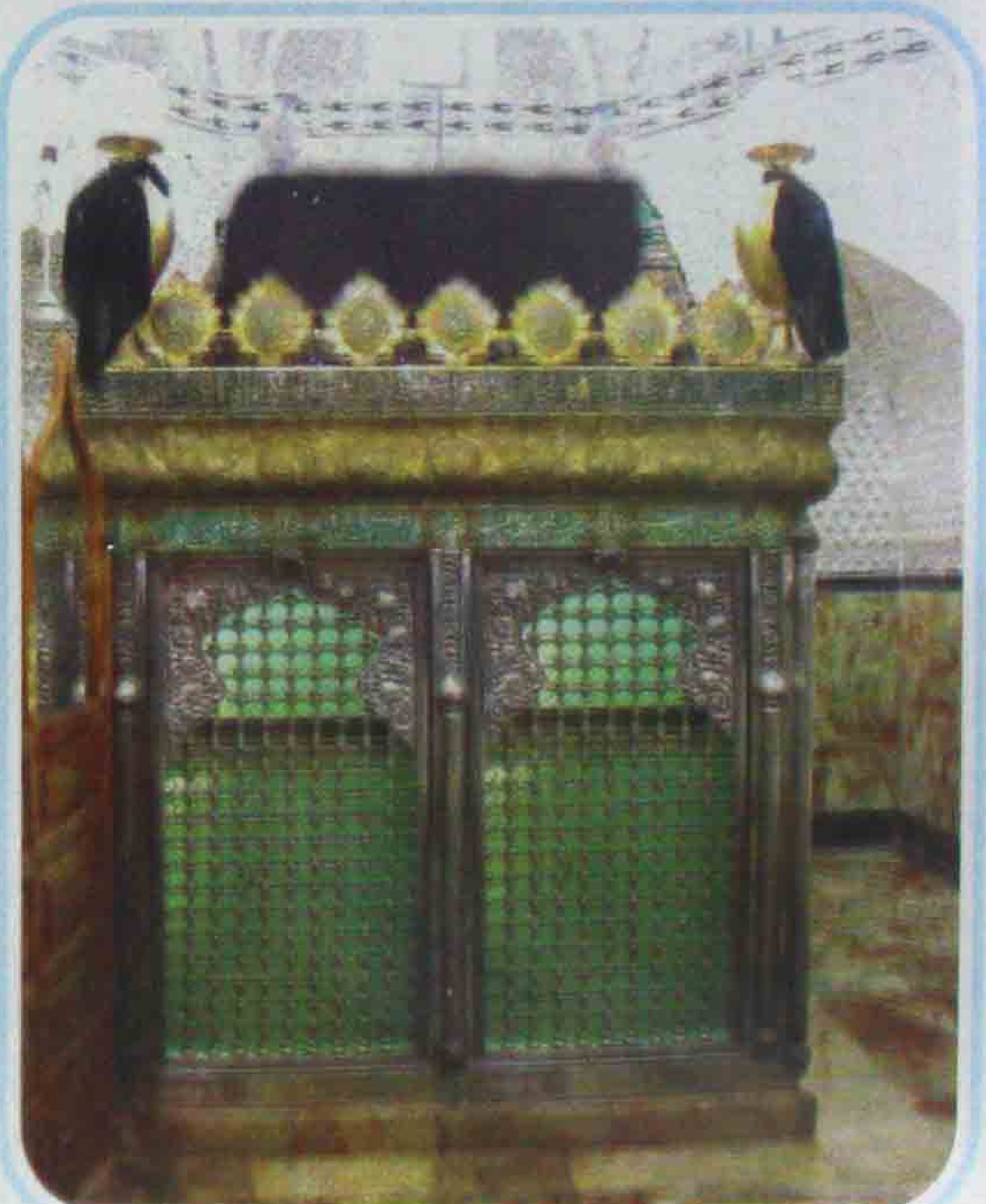


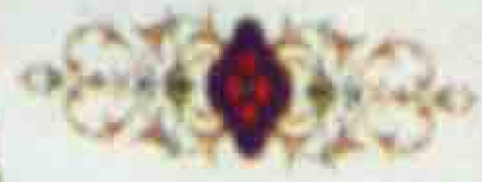


حضرت دانیال علیہ السلام سے منسوب قبر مبارک

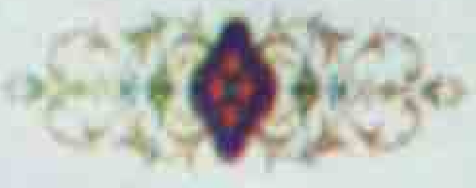








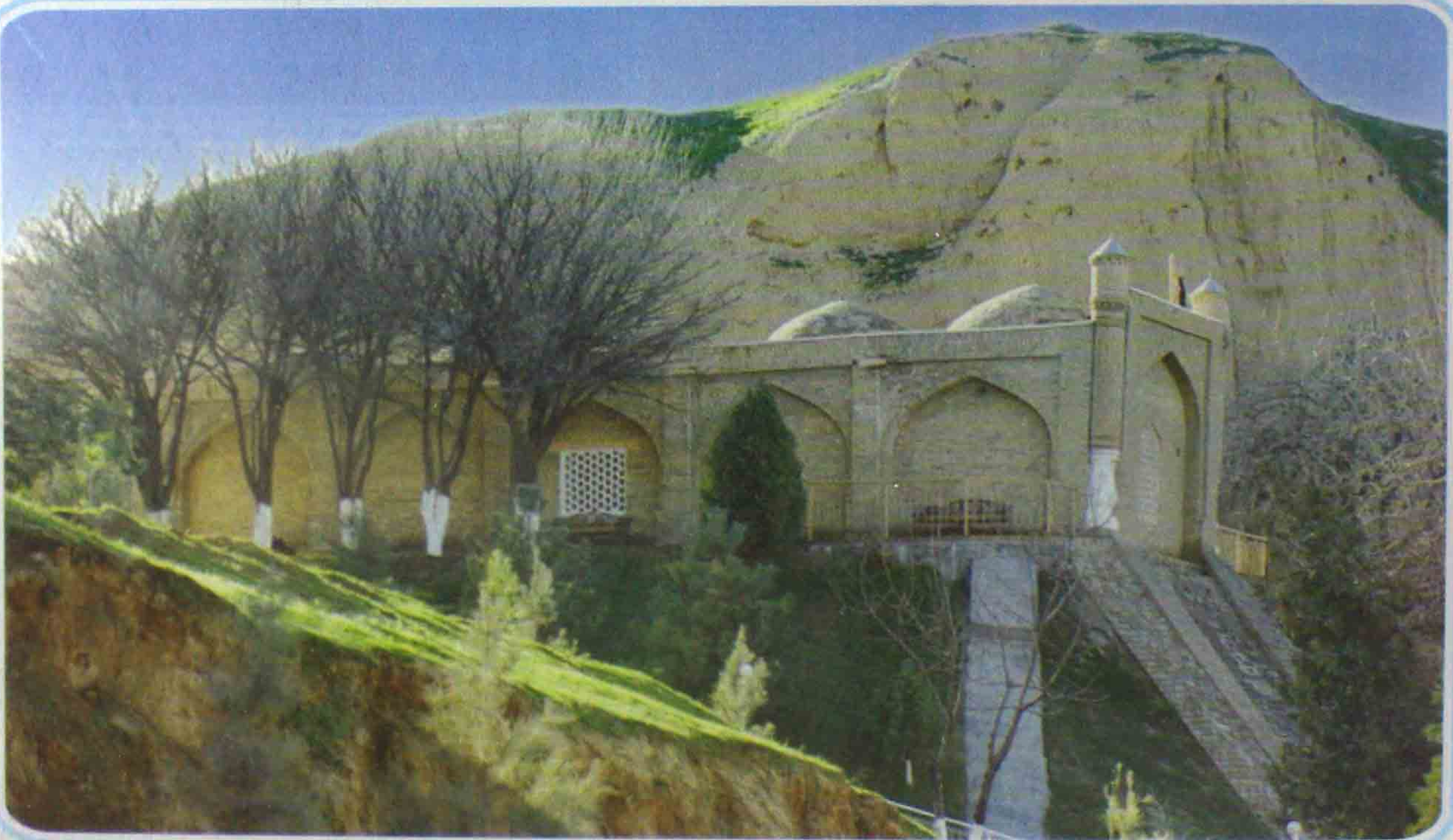
عراق میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا روضہ مبارک



تیسرا مزار: سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار مبارک

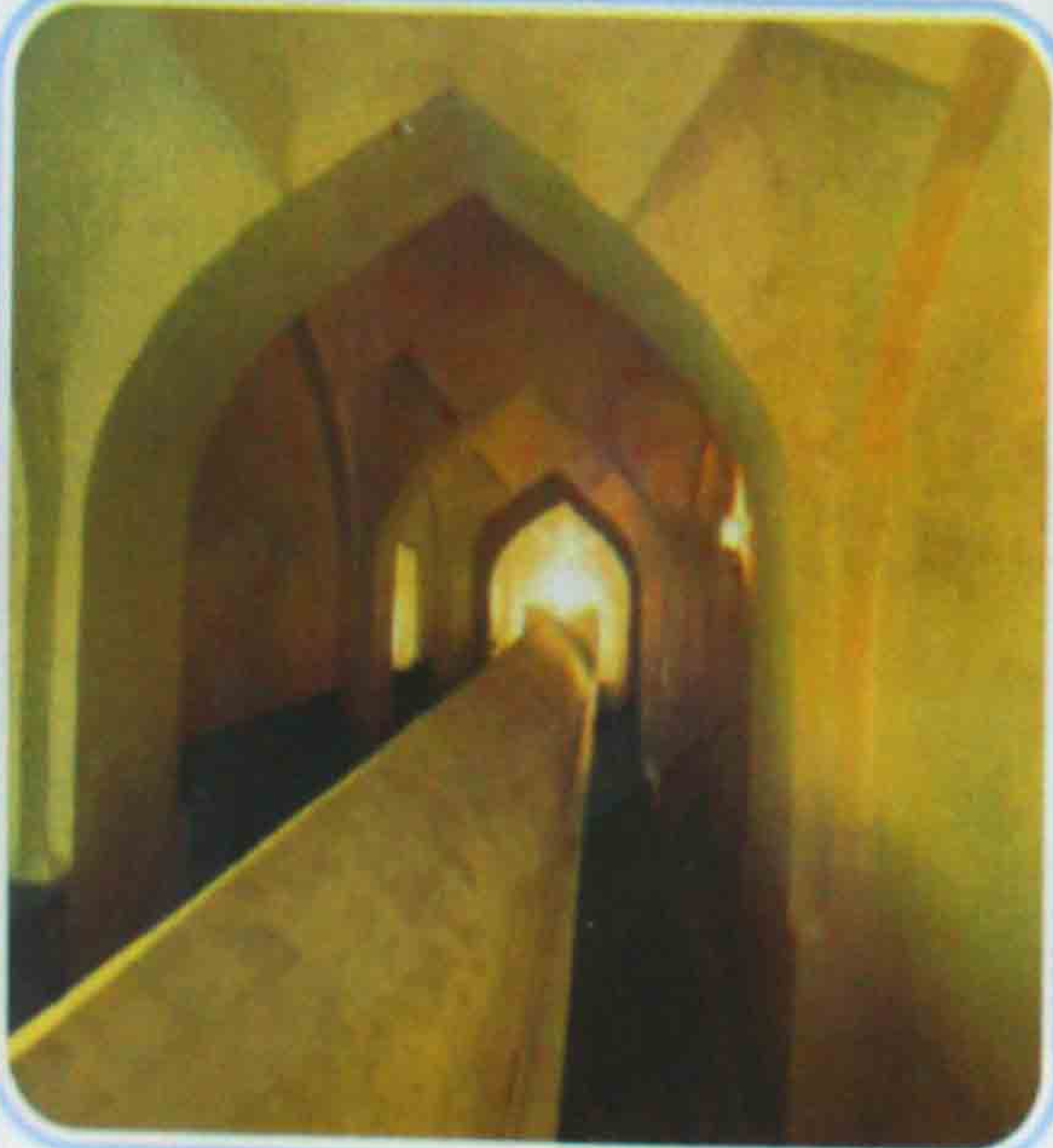


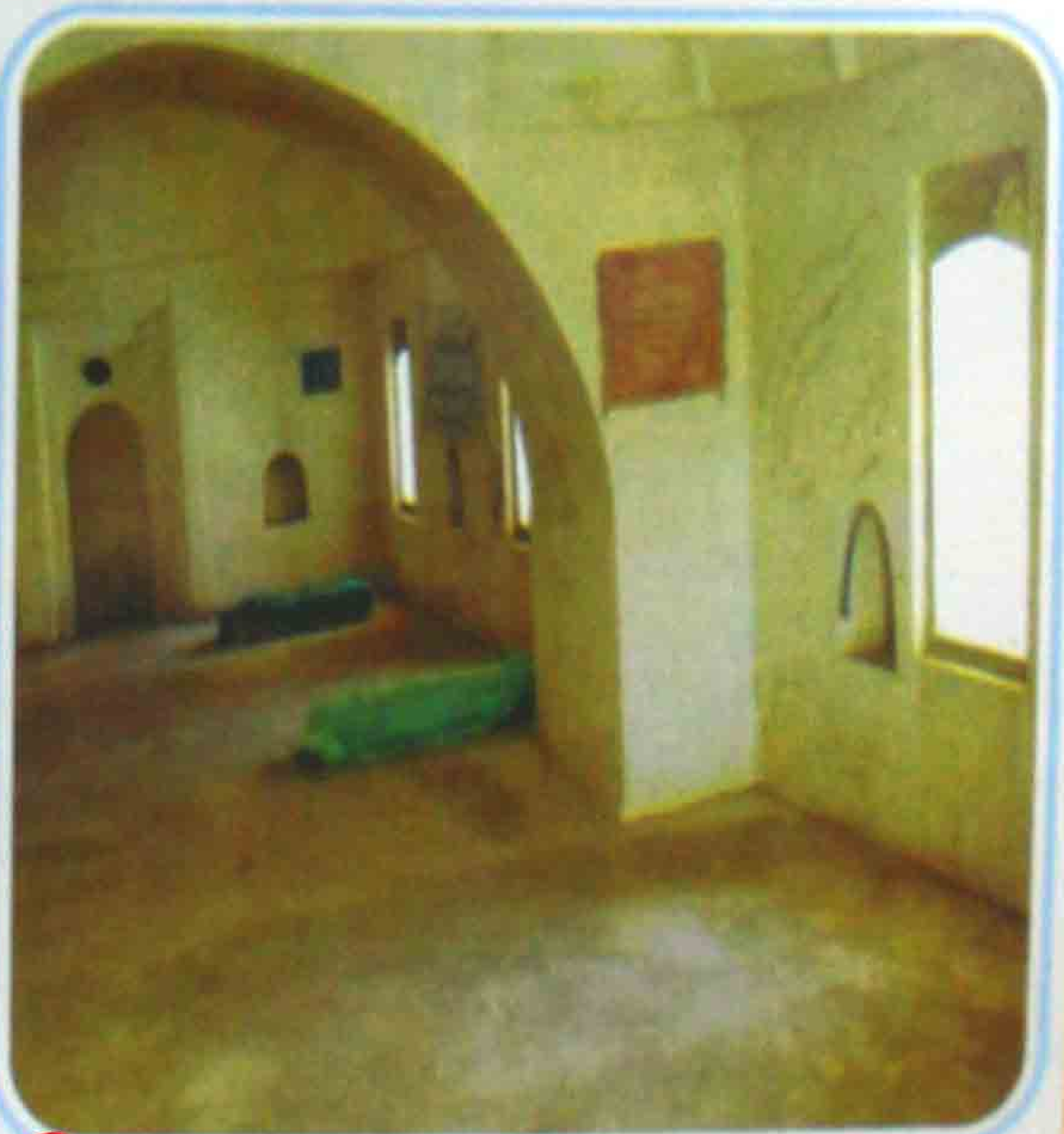
سمرقند میں واقع حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار کا بیرونی منظر



زیر نظر تصویر ازبکستان کے شہر سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے۔ یہ مقبرہ ہزاروں سال پرانا ہے۔ اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ یہ ٹوٹتا رہا اور اس کی تعمیر جدید ہوتی رہی۔

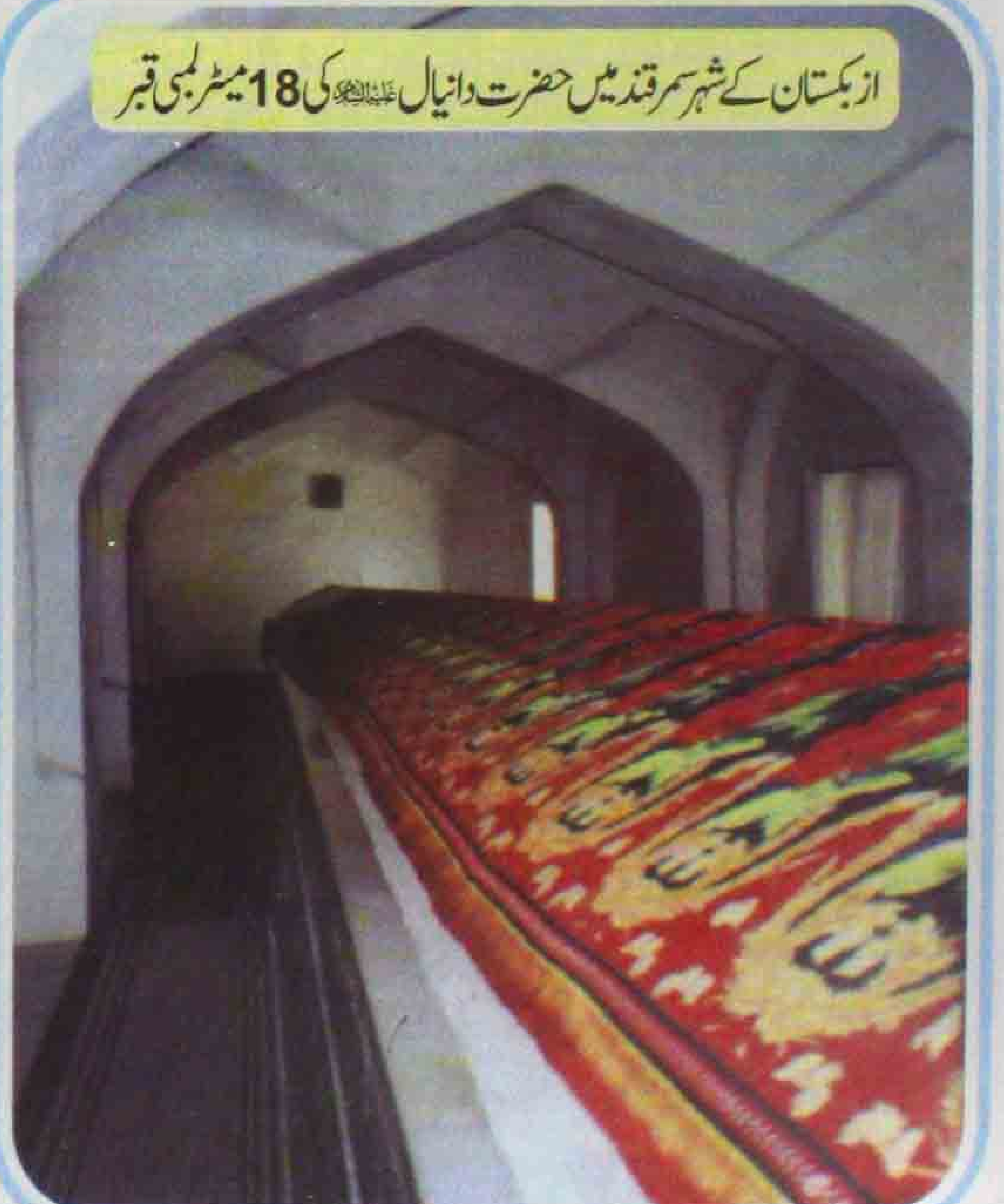
سمرقند میں موجود حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک





سمرقند میں واقع حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار





ازبکستان کے شہر سمرقند میں حضرت دانیال علیہ السلام کی 18 میٹر لمبی قبر

تذکرہ حضرت یحییٰ علیہ السلام

جن سورتوں میں حضرت زکریا ؑ کا ذکر آیا ہے انھی سورتوں میں حضرت یحییٰ ؑ کا بھی ذکر ہے۔ذیل میں ان سورتوں کے نام ہیں جن میں حضرت یحییٰ ؑ کا نام آیا ہے۔

1 سورہ آل عمران	2 سورہ انعام	3 سورہ مریم	4 سورہ انبیاء

حضرت یحییٰ ؑ کا نام اللہ عزوجل نے خود رکھا

چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۝

(پ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۷)

اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں کہ ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی پیدا نہ کیا۔

ہر بچے کا نام اس کے والدین رکھتے ہیں اور وہ بھی پیدائش کے بعد۔ حضرت یحییٰ ؑ کی پیدائش سے پہلے آپ ؑ کا نام اللہ عزوجل نے رکھا اور وہ بھی ایسا نام کہ آپ ؑ سے پہلے یہ نام کسی شخص کا بھی نہیں تھا۔

دیگر آسمانی کتابوں میں آپ ؑ کا نام یوحنا المعمد ان بتایا گیا ہے۔ آپ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ سے قبل مبعوث کیے گئے۔جنگل میں زاہدانہ زندگی گزارتے تھے۔جب آپ ؑ کی عمر تیس سال کی ہوگئی تو دریائے اردن پر اللہ عزوجل سے دعائے استقاء کرنے کے لئے تشریف لائے اور اسی جگہ آپ ؑ نے حضرت عیسیٰ ؑ کی آمد کی اطلاع دی۔ اسی لئے آپ ؑ کا نام "السابق" بھی پڑ گیا۔آپ ؑ بادشاہ ہیرودوس (جس کے وجود کا سینتیس سال قبل مسیح پتہ چلتا ہے) کے زمانہ میں تھے۔اسی بادشاہ نے آپ ؑ کو رقاصہ سلومہ کے اشارے پر قتل کر دیا تھا۔یہ اس زمانہ کی مشہور ترین رقاصاؤں میں سے تھی۔بادشاہ خاص طور پر اس کے رقص کا مشاہدہ کرتا تھا۔(المنجد 12)

حضرت یحییٰ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ کے آنے کی بشارت دینے والے

حضرت یحییٰ ؑ، حضرت عیسیٰ ؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں حضرات کا زمانہ ایک ہے۔مگر حضرت یحییٰ ؑ نے حضرت عیسیٰ ؑ سے قبل تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور آپ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ کے لئے لوگوں کو ہموار کیا کرتے تھے، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝

(پ ۳، آل عمران آیت 39)

اس پر فرشتوں نے زکریا ؑ کو جبکہ وہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آواز دے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ؑ کو یحییٰ ؑ کی بشارت دیتا ہے۔وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ ؑ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور سردار ہوگا اور خواہشات پر پورا قابو یافتہ ہوگا اور وہ نیکوکاروں میں سے ایک نبی ہوگا۔

حضرت یحییٰ ؑ کی 8 صفات

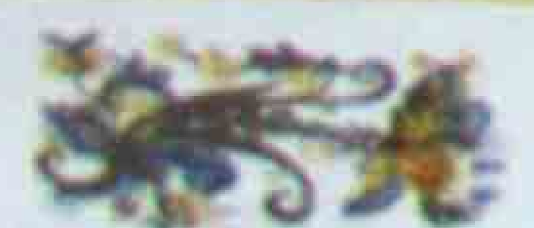
بہت سے علماء کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ ؑ کو بچپن میں ہی منصب نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ ؑ کے بارے میں آٹھ اوصاف کا تذکرہ کیا ہے۔

1	سعید	2	حصور
3	نبی	4	بچپن میں علم وحکمت سے آگہی
5	رقت قلبی	6	پاکیزگی
7	تقویٰ وپرہیزگاری	8	والدین کے ساتھ حسن سلوک





فلسطین کے ایک گاؤں میں موجود حضرت یحییٰ ؑ سے منسوب غار





بڑھاپے میں بیٹے کی پیدائش



حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ستتر (77) یا نوے (90) سال کی ہو چکی تھی، ان کی زوجہ بانجھ تھیں۔ گویا میاں بیوی دونوں اولاد کے قابل نہ تھے۔

یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ؕ (پ۳، ال عمران آیت 37)

یہ پھل کہاں سے آئے؟

حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ خیال ہوا کہ ہم میاں بیوی اگرچہ اُس عمر سے نکل چکے ہیں جو اولاد پیدا کرنے کی ہوتی ہے۔ پھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہر چیز پر قادر ہیں، ایسی مایوسی اور ناامیدی کی حالت میں آپ علیہ السلام نے رب کریم کے حضور دعا کی:

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ (پ۳، ال عمران آیت 38)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور قبولیت کی خوشخبری کے ساتھ نام بھی تجویز کر دیا۔

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣاسۡمُهٗ یَحۡیٰی ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ۝ (پ16، سورہ مریم، آیت 7)

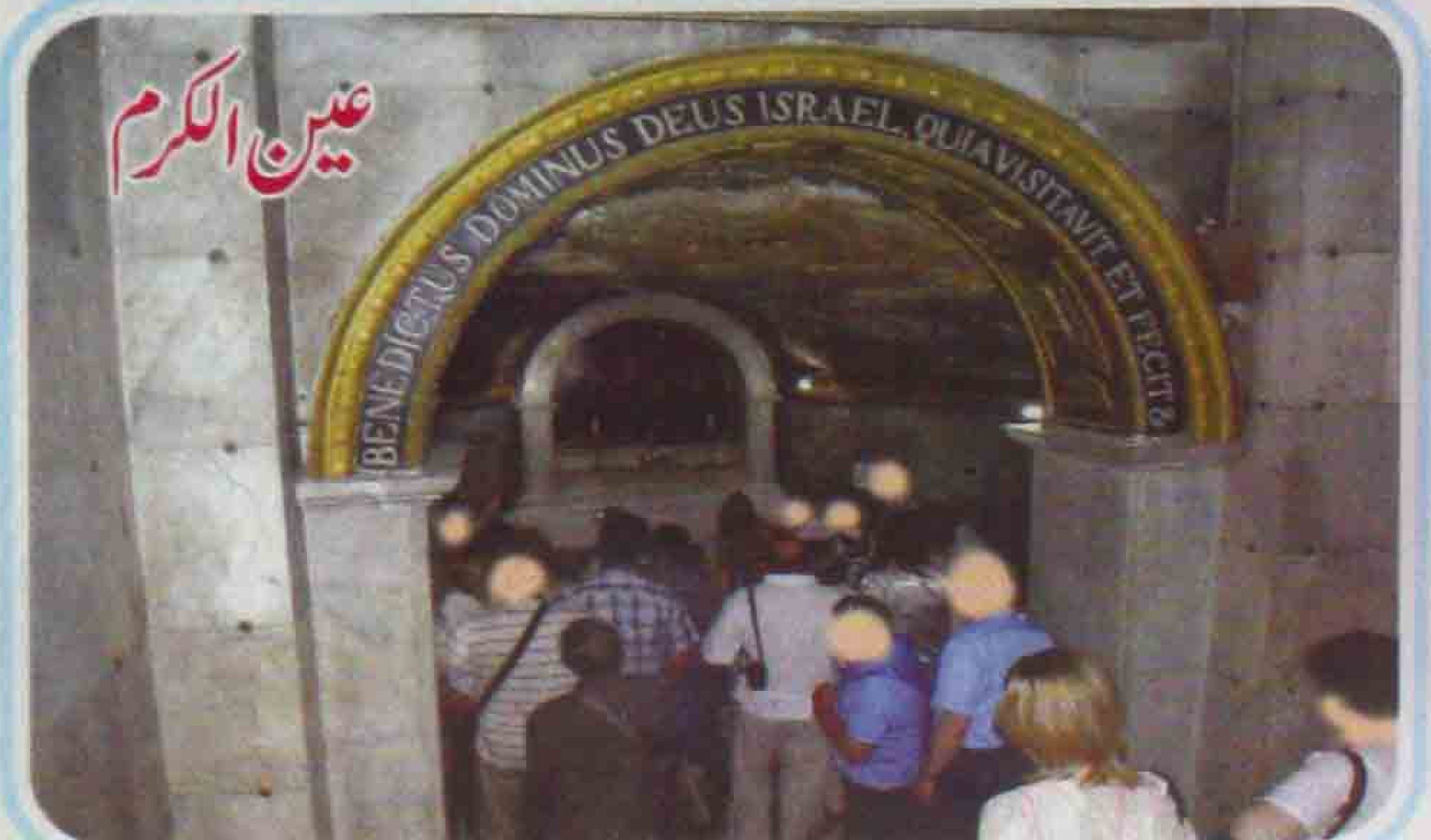
اے زکریا! ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام پیدا نہیں کیا۔

یعنی نام بھی یکتا اور بعض صفات میں دوسرے انبیاء سے ممتاز، جیسا کہ آپ علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش



زیر نظر تصویر اسرائیل کے علاقہ عین الکرم کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے



مقام پیدائش حضرت یحییٰ علیہ السلام عین الکرم کا اندرونی منظر



حکومت اسرائیل کی طرف سے عین الکرم کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

مسجد اقصیٰ میں قوم کو دعوت توحید

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ پانچ باتوں پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی ان پر عمل کو کہیں۔"

آپ علیہ السلام سے کچھ دیر ہوگئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ علیہ السلام سے فرمایا:

"آپ علیہ السلام کو پانچ احکامات دیئے گئے تھے کہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیں، یا تو آپ علیہ السلام انہیں یہ احکامات پہنچادیں ورنہ میں پہنچادوں گا۔"

انہوں نے فرمایا:

"بھائی جان! مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر آپ علیہ السلام نے مجھ سے پہلے یہ احکام انہیں سنائے تو اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا یا زمین میں دھنسا دے گا۔"

چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مسجد اقصیٰ میں جمع کیا، حتیٰ کہ مسجد بھر گئی۔ پھر آپ علیہ السلام اونچی جگہ پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ تم لوگوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔ (جامع ترمذی)



مسجد اقصیٰ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام وعظ فرمایا کرتے تھے۔

اسرائیل میں عین الکرم نامی جگہ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام رہتے تھے۔

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گھر کا بیرونی منظر

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰؑ سے منسوب چشمہ

یروشلم میں موجود حضرت یحییٰؑ کے گھر کا اندرونی منظر

مقام نبی یحییٰ علیہ السلام



بیت المقدس: وہ جگہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا

شام
حلب ③
دمشق ④
اردن
القدس ①
اسرائیل
سکندریہ
انطاکیہ
معرۃ نعمان
حماہ
حمص
طرابلس
بیروت
بعلبک
تدمر
رصافہ
فرات
حران
صیدا
صور
حیفا
بحیرہ طبریہ
دریائے اردن
اذرعات
بصری شام
ناصرہ
اریحا
عمان
قصر ازرق
یافا
غزہ
خلیل
بیت لحم
الکرک
شوبک
معان
قبرص

مقامات حضرت یحییٰ علیہ السلام

(1) القدس: جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام وعظ فرماتے تھے۔ یہیں کے جنگلات اور غاروں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا۔

(2) مسجد اقصیٰ: حضرت یحییٰ علیہ السلام جوانی میں مسجد اقصیٰ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(3) حلب: جہاں کی مسجد اموی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر دفن ہے۔

(4) دمشق: جہاں کے جبل قادسیون پہاڑ پر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کئی سال گزارے۔

(از تاریخ ابن عساکر)

حضرت یحییٰ ؑ کا زہد و تقویٰ

علماء نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ ؑ بہت زیادہ تنہائی پسند تھے، آپ ؑ جنگلوں میں چلے جاتے، درختوں کے پتے کھاتے اور چشموں کا پانی پیتے۔ پھر فرماتے: "یحییٰ! تجھ سے زیادہ نعمتیں کسے حاصل ہیں؟"

وہب بن الورد سے روایت ہے کہ حضرت یحییٰ ؑ تین دن تک حضرت زکریا ؑ سے گم رہے۔ آپ ؑ ان کی تلاش میں جنگل کی طرف گئے تو دیکھا کہ آپ ؑ نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور اس میں کھڑے ہو کر آہ و بکا میں مصروف ہیں۔

حضرت زکریا ؑ نے فرمایا: بیٹا! میں تین دن سے تیری تلاش میں ہوں اور تو یہاں قبر کھود کر اس میں کھڑا رو رہا ہے؟

حضرت یحییٰ ؑ نے فرمایا: ابا جان! آپ ہی نے مجھے بتایا تھا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک طویل فاصلہ ہے جو صرف آنسوؤں کی مدد سے طے ہو سکتا ہے۔

آپ ؑ نے فرمایا: ہاں بیٹا! رو لو! اب دونوں روتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت یحییٰ ؑ بکثرت روتے تھے اور مسلسل رونے کی وجہ سے ان کے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔ (حوالہ البدایہ 2/49)

کثرت سے رونے پر حضرت یحییٰ ؑ کے گالوں میں گڑھے پڑ گئے

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ ؑ ابن زکریا ؑ آٹھ برس کے تھے جب وہ بیت المقدس میں گئے۔ وہاں انہوں نے عابدین کو دیکھا کہ وہ بال اور اون کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، ان میں بھی جو اعلیٰ درجے کے عابد ہیں انہوں نے اپنے گلے کی ہڈیاں چیر کر ان میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں اور ان زنجیروں کے ذریعے اپنے جسموں کو بیت المقدس کے ستونوں سے باندھ رکھا ہے۔ حضرت یحییٰ ؑ عبادت اور مجاہدے کے یہ مناظر دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھے، جب وہ اپنے والدین کے پاس لوٹنے لگے تو راستے میں انہیں بہت سے بچے مختلف کھیلوں میں مشغول نظر آئے، ان بچوں نے انہیں بھی اپنے ساتھ کھیلنے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوا ہوں، اس کے بعد اپنے والدین کے پاس پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں بالوں کا لباس بنا کر دیں، ماں باپ نے ان کی مرضی کے مطابق لباس تیار کروا دیا، یہ لباس پہن کر آپ ؑ بیت المقدس تشریف لے آئے، دن کو اس کی خدمت کرتے اور رات بھی وہاں بسر کرتے، اسی حالت میں آپ ؑ نے 15 برس گذار دیئے۔ اس کے بعد آپ ؑ وہاں سے نکلے اور پہاڑوں اور گھاٹیوں میں رہنے لگے، ان کے والدین انہیں ڈھونڈنے نکلے۔ کافی جستجو کے بعد وہ بحرِ اردن کے کنارے اس حال میں ملے کہ اپنے دو پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے اور پیاس کی شدت سے پریشان تھے، لیکن پی نہیں رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے تیری عزت اور عظمت کی، میں اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہیں ہو گا کہ تیرے نزدیک میرا مقام کیا ہے۔

آپ ؑ کے والدین کے پاس جو کی ایک روٹی تھی، انہوں نے زور دیا کہ وہ روٹی کھائیں اور پانی پئیں۔ انہوں نے اپنے والدین کی خواہش کا احترام کیا، ان کی دی ہوئی روٹی کھائی اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بعد میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اللہ نے ان کے اس وصف کو بھی سراہا کہ وہ اپنے والدین کے مطیع تھے۔ فرمایا:

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (پ 16، آیت 14)

اور اپنے والدین کے اطاعت گذار تھے۔

ابن عمر نے فرمایا کہ اس واقعے کے بعد حضرت یحییٰ ؑ کے والدین انہیں بیت المقدس سے لے آئے۔ آپ ؑ نے گھر پر عبادت شروع کر دی، جب آپ ؑ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ شجر و حجر بھی رونے لگتے۔ حضرت زکریا ؑ بھی ان کے رونے سے اس قدر روتے کہ بے ہوش ہو جاتے۔ آپ ؑ اس قدر رویا کرتے تھے کہ آنسوؤں کی حرارت سے آپ ؑ کے دونوں رخساروں کا گوشت جل گیا تھا اور منہ کے اندر کی ڈاڑھیں نظر آنے لگی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے کہا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں کوئی ایسی چیز بنا دوں جس سے تمہارا گوشت چھپ جائے اور ڈاڑھیں نظر نہ آئیں۔ چنانچہ انہوں نے گدے کے دو ٹکڑے لے کر ان کے رخساروں پر چپکا دیئے۔ اس کے بعد آپ ؑ جب بھی نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور آنسو بہاتے تو وہ دونوں ٹکڑے گیلے ہو جاتے اور ان کی والدہ وہ ٹکڑے نچوڑ کر پھر ان کے رخساروں پر چپکا دیتیں۔ ایسے موقع پر اپنے آنسو دیکھ کر آپ ؑ فرماتے: اے اللہ! یہ میرے آنسو ہیں اور یہ میری والدہ ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔

ایک دن حضرت زکریا ؑ نے ان سے فرمایا: اے بیٹے! میں نے تو اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ تجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے جبکہ تو روتا ہی رہتا ہے۔

انہوں نے عرض کیا: ابا جان! مجھے حضرت جبرائیل ؑ نے یہ خبر دی ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جسے وہ شخص عبور کر سکتا ہے جو بہت زیادہ رونے والا ہو۔

یہ سن کر حضرت زکریا ؑ نے فرمایا: اے بیٹے! اب تمہیں ضرور رونا چاہئے۔

(حوالہ البدایہ والنہایہ و تاریخ ابن عساکر)

شیطان کی حضرت یحییٰ ؑ سے ملاقات

وہب بن الورد نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابلیس صورت بدل کر حضرت یحییٰ ؑ بن زکریا ؑ کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ؑ نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بتاؤ کہ بنی آدم کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ ابلیس نے جواب دیا کہ ہمارے یہاں بنی آدم تین قسموں میں ہے (یعنی ہم نے بنی آدم کو تین درجوں میں تقسیم کر رکھا ہے) پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے بہت سخت ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور کافی محنت کرنے کے بعد اس کو بہلا پھسلا کر اپنے قابو میں کر لیتے ہیں اور ان کو دین کے راستے سے روک دیتے ہیں۔ مگر یہ (قسم) فوراً گھبرا کر توبہ و استغفار کر لیتے ہیں اور ان کی اس توبہ و استغفار سے ہماری ساری محنت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دوبارہ جا کر ان کو بہکانے اور اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر پھر وہ توبہ و استغفار کی پناہ لے لیتے ہیں۔ غرضیکہ ایسا شخص ہمارے جال میں نہیں آتا۔ اس لئے ہم اس سے اپنی کوئی حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ تا آنکہ اس قسم سے ہم بہت مشقت میں پڑ جاتے ہیں اور بنی آدم کی دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں جو آسانی سے ہمارے قابو میں آ جاتے ہیں اور وہ ہمارے ہاتھوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے بچوں کے ہاتھوں میں گیند کہ جس طرف کو چاہا لڑھکا دیا۔ اس قسم کے ذریعے ہماری محنت ٹھکانے لگ جاتی ہے اور تیسری قسم میں آپ جیسے معصوم لوگ ہیں، جن پر ہمارا کوئی قابو نہیں چلتا۔ (حوالہ حیاۃ الحیوان از علامہ دمیری)

حضرت یحییٰ ؑ کا مسکن: جبل قادسیون

حافظ ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ قادسیون پہاڑ میں جس جگہ خون (کا نشان) ہے وہ بہت عظیم مقام ہے۔ حضرت یحییٰ ؑ اور ان کی والدہ اس مقام پر چند سال رہائش پذیر رہے ہیں اور اس میں حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کے حواریین نے نماز پڑھی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۵۰، ص ۳۳۰)



جبل قادسیون جہاں حضرت یحییٰ ؑ نے کچھ سال قیام فرمایا

پہلا قول: Herod بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کیوں قتل کروایا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کی شریعت چلا کرتی تھی۔ چنانچہ توریت کے مطابق بھتیجی سے نکاح جائز تھا۔ مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت اتری تو اس میں بھتیجی سے نکاح حرام تھا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے۔

چنانچہ جب بنی اسرائیل کا ہیرودو نامی بادشاہ اپنی ایک بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ مگر شرعاً اس کے لئے یہ نکاح جائز نہ تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے منع کیا تو عورت ناراض ہوگئی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ بادشاہ اس پر فریفتہ ہو چکا ہے تو اس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی فرمائش کردی۔ بادشاہ نے ایک آدمی بھیجا جو آپ علیہ السلام کو شہید کر کے آپ علیہ السلام کا سر اور آپ علیہ السلام کا خون ایک تھال میں ڈال کر لے آیا اور ملکہ کے سامنے پیش کر دیا، ملکہ فوراً ہلاک ہوگئی۔ (حوالہ قصص الانبیاء، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

دوسرا قول: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق کے بادشاہ ھداد نے ذبح کروایا

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "المستقصی فی فضائل الأقصیٰ" میں ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دمشق کے بادشاہ "ھداد بن حدار" نے اپنے بیٹے کی شادی اس کی چچازاد "اریل" سے کردی جو "صیدا" کی ملکہ تھی۔ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ پھر رجوع کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ پوچھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ حلال نہیں۔

عورت ناراض ہوگئی اور اپنی ماں کے مشورے سے بادشاہ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر لانے کا مطالبہ کر دیا۔ بادشاہ نے ایک شخص کو آپ علیہ السلام کا سر کاٹ کر لانے کا حکم دیا تو وہ آپ علیہ السلام کا سر ایک تھال میں رکھ کر لے آیا۔

جب آپ علیہ السلام کا سر اس کے سامنے آیا تو اس میں سے یہی آواز آ رہی تھی:

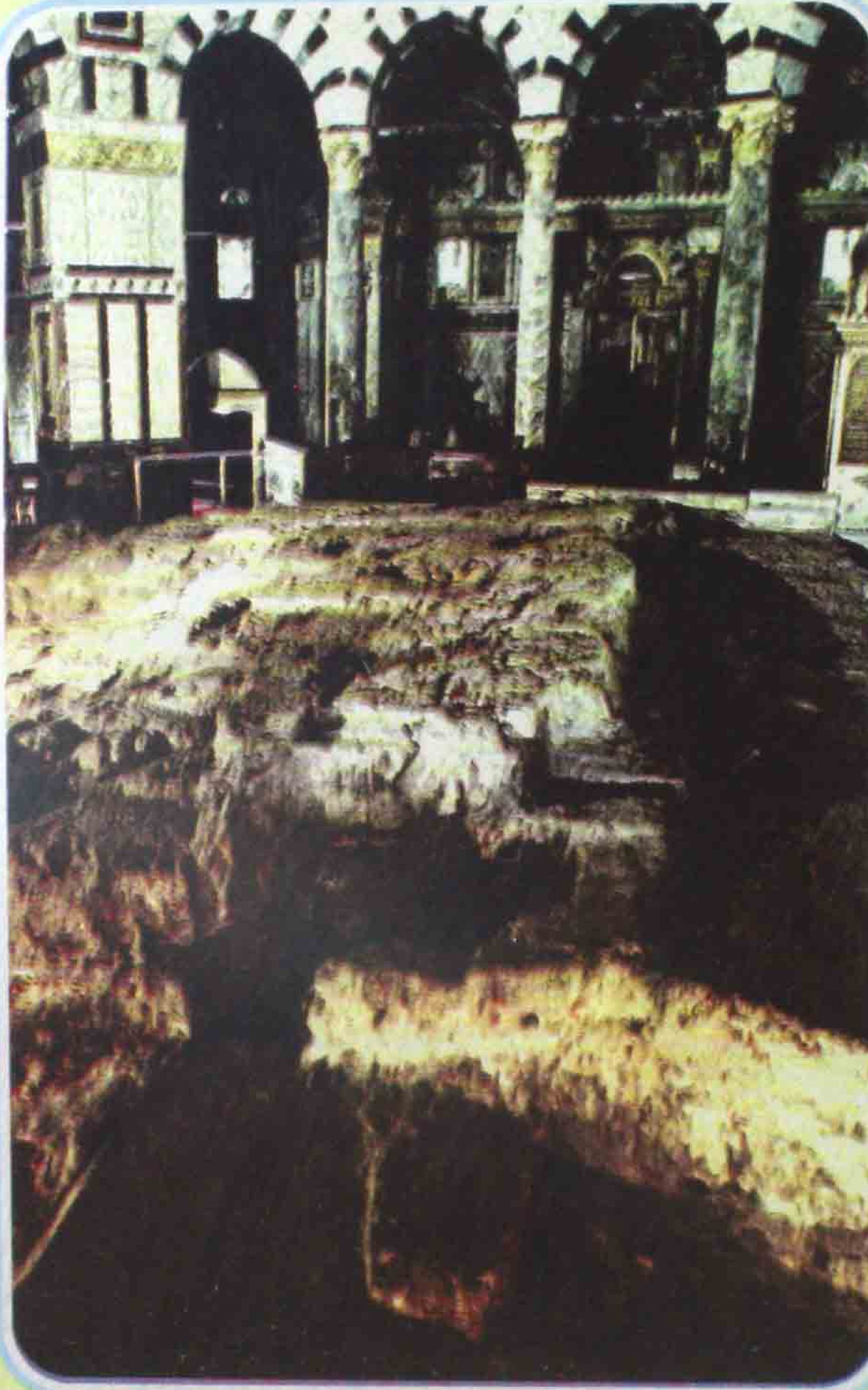
"اے بادشاہ! تجھ پر یہ عورت حلال نہیں...... حلال نہیں......"

آخر وہ عورت زمین میں دھنسا دی گئی۔ (حوالہ البدایہ والنہایہ 2/55)

مصنف قصص الانبیاء نے واقعہ کے بعد یہ افسانہ لکھا کہ بادشاہ اور دیگر لوگ یہ دیکھ کر دہشت زدہ رہ گئے۔ ادھر حضرت زکریا علیہ السلام کو جب اپنے بیٹے کے قتل کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے قاتلین کے لئے بددعا کی جس سے وہ فوراً مردار ہو گئے۔ لوگوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام سے انتقام لینے کے لئے انہیں محراب میں شہید کر دیا۔ اس واقعہ کا وقوع پذیر ہونا تھا کہ بنی اسرائیل پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر بخت نصر کو مسلط کر دیا جس نے انہیں تباہ و برباد کر کے شہر اور ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ ظالم لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اسی طرح ہلاک فرماتے ہیں۔

سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ بخت نصر جب دمشق میں آیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون ابل رہا تھا۔ اس نے واقعہ معلوم کیا۔ پتہ چلنے پر بخت نصر نے اس خون پر ستر ہزار افراد قتل کرائے، تب جا کر خون بند ہوا تھا۔ اس روایت کی سند حضرت سعید بن المسیب تک صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو دمشق میں قتل کیا گیا اور یہ کہ بخت نصر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

وہ چٹان جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس چٹان پر ذبح کیا گیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت محمد ﷺ نے معراج کا سفر کیا۔



قبۃ الصخرہ نامی جگہ۔ جہاں ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کہاں ذبح کیا گیا؟

علماء کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مقامِ قتل کے بارے میں اختلاف ہے۔

تفاسیر میں اس بارے میں دو اقوال ملتے ہیں:

(1) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قبۃ الصخرہ کی چٹان پر ذبح کیا گیا۔

(2) ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق میں ذبح کیا گیا۔

پہلا قول: قبۃ الصخرہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس میں ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شمر بن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ ستر (70) انبیاء شہید کیے گئے۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد 2 صفحہ 55)

قبۃ الصخرہ کے متعلق یہود کی روایت ہے کہ یہاں ان کے ستر نبی قتل کیے گئے۔ ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ یہود کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی بھی اسی صخرہ پر کی تھی۔ ان کے نزدیک یہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت اسحاق علیہ السلام ہی کو ذبیح مانتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ 2/55)

بہرحال یہ سب کو معلوم ہے کہ یہودیوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو آپ علیہ السلام نے علی الاعلان اپنی دعوت حق کا وعظ شروع کر دیا اور بالآخر یہودیوں نے آپ علیہ السلام کے قتل کا بھی منصوبہ بنا لیا۔ بلکہ قتل کے لئے آپ علیہ السلام کے مکان میں ایک یہودی داخل بھی ہو گیا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بدلی بھیج کر آسمان پر اٹھا لیا۔

دوسرا قول: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دمشق میں قتل کیا گیا

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کس نے قتل کیا؟ اس بارے میں ابن عساکر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ دمشق ہداد بن حدار نے آپ علیہ السلام کے قتل کا حکم جاری کیا تھا اور بعض مورخین نے ان کا نام ہیرو داس لکھا ہے۔ آپ علیہ السلام کو کس جگہ قتل کیا گیا اس بارے میں قاسم بن سلام نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ وہ دمشق میں شہید کیے گئے۔ جامع اموی دمشق (شام) میں ایک قبر کے بارے میں عام شہرت ہے کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ہے۔ واللہ اعلم

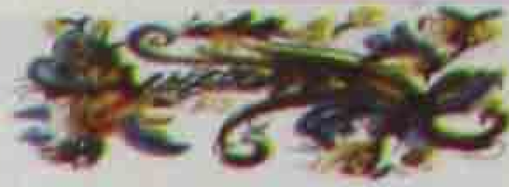
حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ولید بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سند سے نقل کیا ہے کہ زید بن واقد کہتے ہیں کہ دمشق میں عمود سکاسکہ کے نیچے ایک مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جا رہا تھا تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ مشرقی جانب محراب کے قریب ایک ستون کی کھدائی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر برآمد ہوا۔ چہرہ مبارک اور بالوں تک میں کوئی تغیر نہیں آیا تھا اور خون آلود ایسا تھا کہ گویا ابھی ابھی قتل کیا گیا ہو۔ (تاریخ ابن کثیر، جلد 2 صفحہ 55)



زیرِ نظر تصویر دمشق شہر کی ہے۔ ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہاں ذبح کیا گیا اور آپ علیہ السلام کا سر مبارک بھی یہیں مسجد اموی میں مدفون ہے



سنہرا گنبد: قبۃ الصخرۃ



قبۃ الصخرہ یہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں مسجد کے ہال سے 500 میٹر کے فاصلے پر ایک اونچے چبوترے پر قائم ہے۔ اس کو ''قبۃ الصخرۃ'' کہتے ہیں۔ قبہ کے معنی گنبد اور صخرہ کے معنی چٹان کے ہیں۔ یہ قبہ صحن حرم میں قدرے اونچی جگہ موجود ایک قدرتی چٹان پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس لئے اسے ''قبۃ الصخرۃ'' کہتے ہیں۔ یہ عمارت مثمانیہ الاضلاع (آٹھ پہلوؤں والی) ہے۔ اس کا ہر پہلو 66 فٹ طویل ہے۔ اندرونی قطر 192 فٹ اور قبے کے قاعدے کا قطر 66 فٹ ہے۔ یہ 99 فٹ بلند اور لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ جس پر باہر کی طرف سونے کا رنگ چڑھا ہوا پیتل اور سیسہ لگایا گیا ہے اور اندر کی طرف کانچ کا استر کیا گیا ہے۔ جس میں خوبصورت سنہری کام اور پرتکلف آرائش وزیبائش کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز 66 ہجری بمطابق 685ء میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کیا۔ اس کی تکمیل اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں 72ھ بمطابق 691ء میں ہوئی۔ اسے دو ماہرفن معماروں رجاء بن حیوٰۃ اور یزید بن سلام کی نگرانی میں تعمیر کیا گیا۔ اول الذکر فلسطین کے ایک مقام بیسان اور موخرالذکر القدس کے رہنے والے تھے۔

مشہور ہے کہ خلیفۂ بنی امیہ نے اس کی تعمیر پر مصر کے خراج سے حاصل ہونے والی سات سال کی آمدنی خرچ کی۔ موجودہ عمارت ترک سلاطین عبدالحمید (1853ء) اور سلطان عبدالعزیز (1874ء) کے عہد کی مرمت کردہ ہے۔ چنانچہ دیواروں کی بیرونی میناکاری، خوبصورت رنگین شیشوں کی 38 کھڑکیوں اور انداز تزئین سب کا سب مخصوص ترکی طرز کا ہے۔ عمارت کے باہر چاروں طرف خوبصورت پتھروں پر سورہ بنی اسرائیل اور سورہ یٰسین کی آیات خوبصورت اور دلفریب انداز میں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ آیات سلطان عبدالحمید ثانی نے تحریر کروائی تھیں۔ کھڑکیوں کی بناوٹ میں اعلیٰ درجے کی حسن ترتیب اور بہترین جالی دار کام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہ قبہ ایک اونچے چبوترے پر ہے جس تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ ان سیڑھیوں کے اختتام پر محرابی دروازے ہیں۔ اس کے آگے وسیع چبوترہ ہے جس کے بیچوں بیچ قبہ قائم ہے۔ قبے میں اندر کی طرف ستون کی دو قطاریں ہیں، پہلی قطار چٹان کے اردگرد ہے، اس میں چار نہایت ضخیم اور چوڑے اور بارہ گول چھوٹے ستون ہیں۔ دوسری قطار ذرا فاصلے پر ہے۔ اس میں آٹھ بڑے اور سولہ چھوٹے ستون ہیں۔ اس طرح اندرونی حصہ تین حصوں میں منقسم ہوگیا ہے۔ پہلے میں چٹان رکھی ہے جبکہ درمیان کا حصہ ستونوں سے گھرا ہے اور تیسرا حصہ دروازے سے متصل ہے۔ آج کل دروازے کے ساتھ متصل حصے میں سبز اور درمیان والے حصے میں سرخ قالین بچھی ہوئی ہے۔ مسلمان یہاں بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں اور (قبلہ کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھتے ہیں۔ اس اعتبار سے بعض کتب تاریخ میں اس کو ''مسجد قبۃ الصخرۃ'' بھی کہا گیا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ باقاعدہ مسجد نہیں، ایک طرح کی جائے نماز ہے۔ جسے مسلمان یہاں آنے کے بعد لہو ولعب میں مشغول ہونے کے بجائے نماز وتلاوت سے آباد رکھتے ہیں۔

چٹان اور غار

یہ قبہ جس قدرتی چٹان پر قائم ہے وہ انسان کے سینے کے برابر اونچی، 56 فٹ لمبی، 42 فٹ چوڑی اور تقریباً نیم دائرے کی غیر منظم شکل میں ہے۔ اس کا مشرقی پہلو منحنی اور ڈھلوان اور مغربی پہلو اونچا اور بلند تر ہے۔ یہ چٹان دراصل یروشلم میں پائی جانے والی سرمئی رنگ کی چٹانوں کے سلسلے کا حصہ ہے اور غیر تراشیدہ شکل میں سالہا سال سے یہاں رکھی ہوئی ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں جب بدقسمتی اور نااتفاقی کی وجہ سے القدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تو شکم پرست عیسائی پادریوں کے کردار کی ایک مذموم جھلک دیکھنے میں آئی۔ یہاں متعین بڑے پادریوں نے انجیل کو بیچ کھانے کی طرح یہ کاروبار شروع کردیا کہ یہاں آنے والے عیسائی زائرین کو چٹان کے ٹکڑے ہم وزن سونے کے عوض فروخت کرنا شروع کردیئے۔ صلیبی حکمرانوں کو اس کی اطلاع ملی تو انہیں اس بدعنوانی کو روکنے کا سوائے اس کا کوئی اور راستہ نظر نہ آیا کہ اس چٹان کو سنگ مرمر سے ڈھک دیں کیونکہ متعصب اور دنیا پرست پادریوں کی حرام خوری کو روکنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ 80 سال کے وقفے کے بعد جب سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس فتح کیا تو قبے کے گنبد سے صلیب اتارنے اور عیسائیت کے دیگر نشانات مٹانے کے ساتھ ان سنگ مرمر کی سلوں کو بھی ہٹا دیا۔

اصل مسجد اقصیٰ کونسی ہے؟

کویت کے میگزین **المجتمع** (یکم اگست 1995ء) میں سعودیہ کے ایک صحافی سعود محمد الزعبی نے لکھا ہے کہ 80 فیصد مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قبۃ الصخرۃ ہی اصل مسجد اقصیٰ ہے۔ (حالانکہ قبۃ الصخرہ مسجد اقصیٰ ہی کے صحن میں تعمیر کردہ چٹان پر بنی عمارت کا نام ہے) میں سمجھتا ہوں کہ اصل تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔ غالباً 89 فیصد لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ غلط فہمی بہت پہلے سے چلی آرہی ہے۔

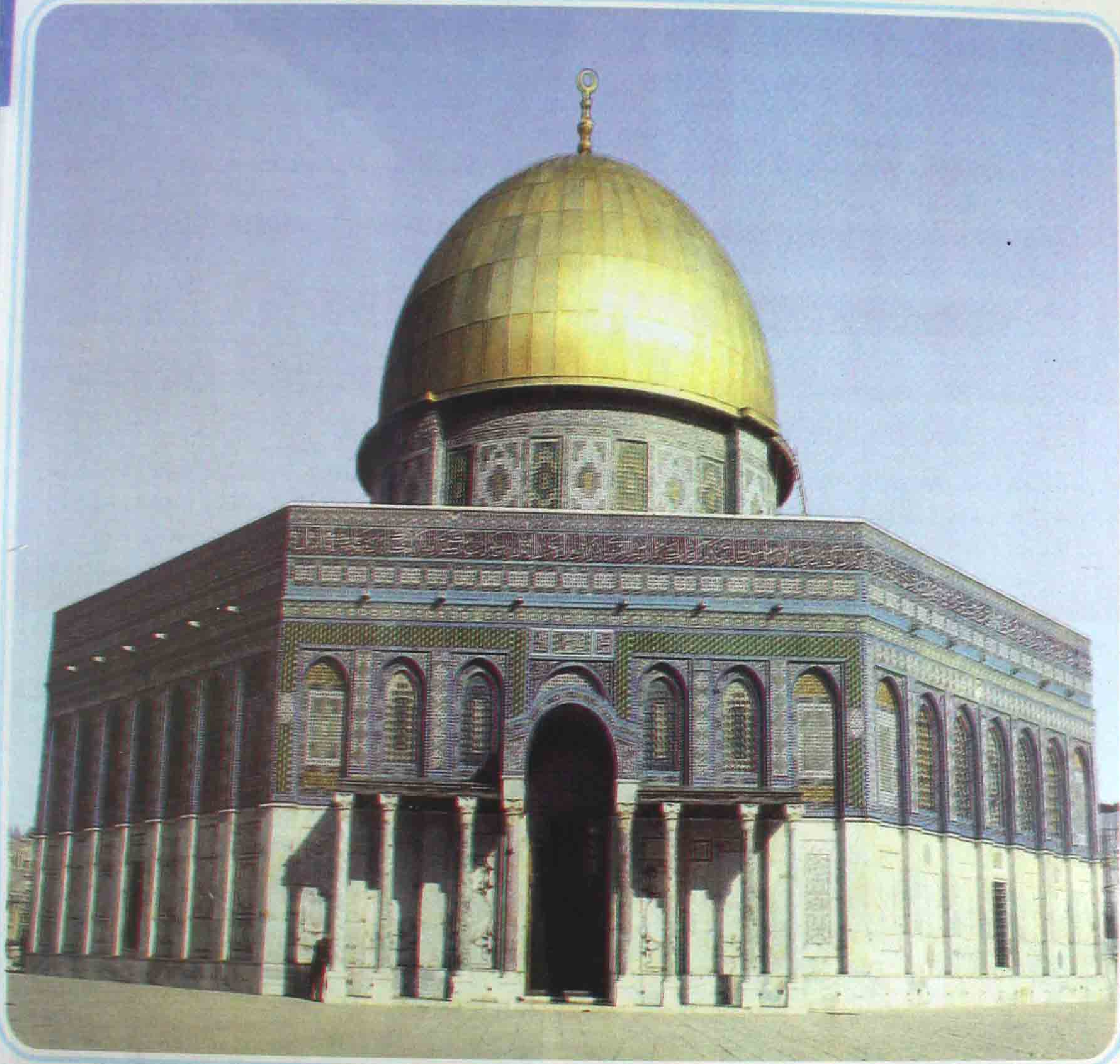
ابن ہشام نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اور وہ بیت المقدس ہے۔

ثم أسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ وهو بیت المقدس. (سیرۃ ابن ہشام 2/2)





قبۃ الصخرۃ: جہاں ایک قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا

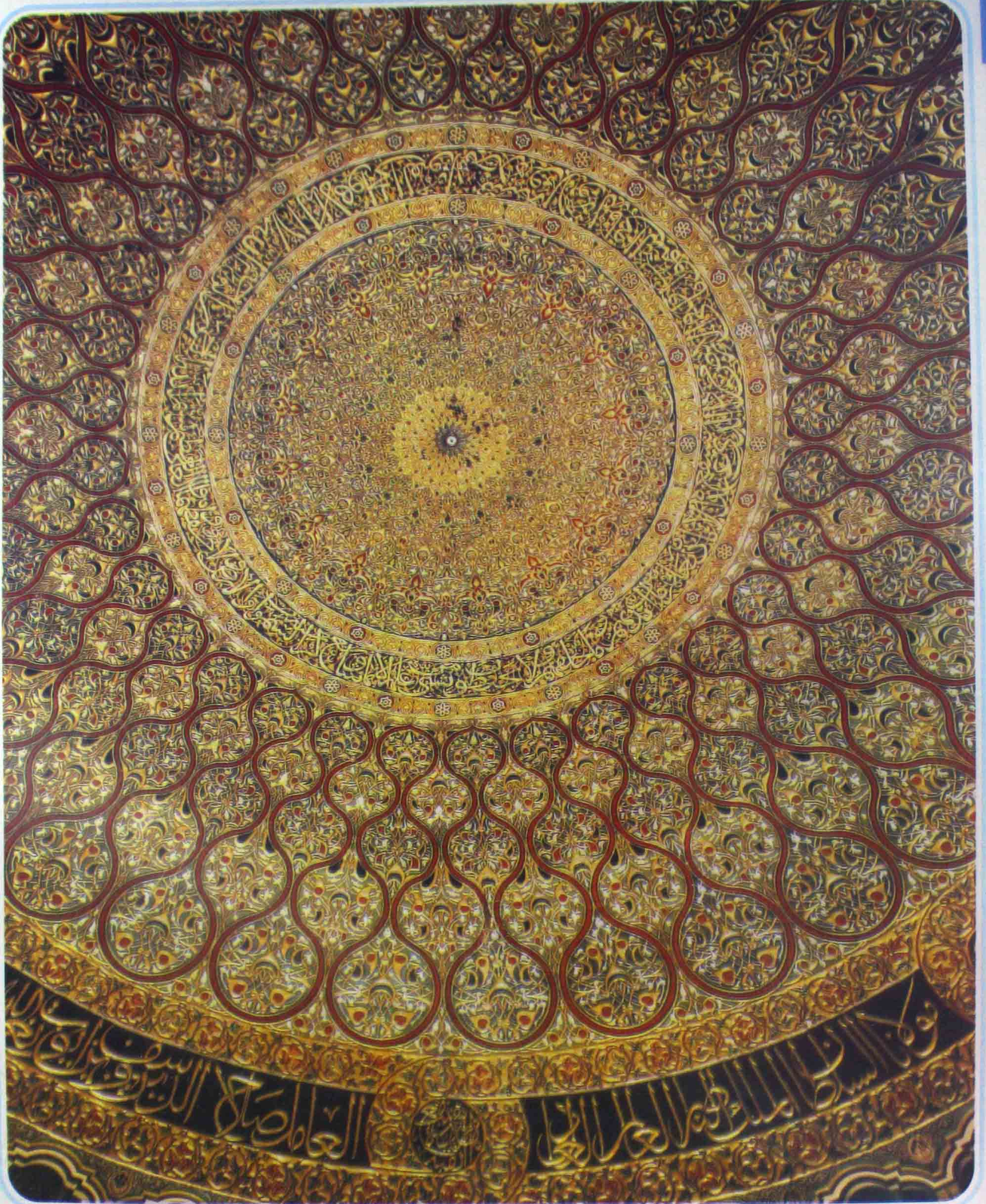


اموی خلیفہ عبدالملک (685 تا 691ء) نے قبۃ الصخرہ کی تعمیر مکمل کی اور مامون الرشید اور معتصم کے زمانے میں اس کی تجدید ہوئی۔ مشہور مسلمان جغرافیہ نگار مقدسی یروشلم میں 735ء میں پیدا ہوا تھا، وہ قبۃ الصخرہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"یہ ایک ہشت پہلو عمارت ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں۔ جن تک سیڑھیوں کے ذریعے پہنچا جاتا ہے۔ اندرونی حصہ تین ہم مرکز دالانوں میں منقسم ہے۔ جن کے ستون سنگ مرمر کے ہیں۔ اس کے وسط میں صخرہ ہے اور اس کے نیچے غار ہے جس میں 70 آدمی سما سکتے ہیں۔ صخرہ کے گرد ستونوں کا حلقہ اسے باقی حصوں سے جدا کرتا ہے۔ گنبد کی چھت تک بلندی 100 باع (سوا سو گز) ہے۔ گنبد لکڑی کے تین چوکھٹوں کا بنا ہوا ہے۔ نیچے والی پر سنہری تانبا چڑھا ہوا ہے، دوسرا لوہے کی سلاخوں کا ہے اور تیسرا لکڑی کا، جس پر دھات کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ صلیبیوں نے اپنے دور میں گنبد کی چوٹی پر سونے کی صلیب لگا دی اور صخرہ کو سنگ مرمر کی سلوں سے ڈھانپ دیا اور اس کے اوپر ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی۔ بعد میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صلیب اتار کر وہاں ہلال نصب کیا اور صخرہ کے گرد کی دیوار مع قربان گاہ ہٹا دی۔ نیز گنبد پر دوبارہ سنہری رنگ پھروایا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد 1/16، حوالہ اطلس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

قبۃ الصخرہ کی چھت پر بنے خوبصورت نقش ونگار



قبۃ الصخرہ کا اندرونی منظر



لمبائی 58 فٹ
چوڑائی 42 فٹ

قبۃ الصخرہ: بیت المقدس یا اقصیٰ کے وسط میں واقع ہے جسے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے تعمیر کیا تھا۔ یہ ایک پہاڑی نما جگہ پر تعمیر کیا گیا ہے جو سفید رنگ کے سنگ مرمر سے ڈھانپی گئی ہے۔ اس کی کل لمبائی شمالاً جنوباً 219 گز جبکہ شرقاً غرباً 223.5 گز ہے اور اس کی اونچائی 12 گز ہے۔ قبۃ الصخرہ کا بنیادی پتھر چار اطراف سے بنا ہوا ہے اور 1.5 میٹر بلند ہے۔ چٹان گنبد کے عین نیچے واقع ہے اور اس کی لمبائی شمالاً جنوباً 177 میٹر جبکہ شرقاً غرباً 13.5 میٹر ہے۔



مسجد اقصیٰ میں موجود چٹان صخرہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کیا گیا



قبۃ الصخرہ نامی اس چٹان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہی وہ چٹان ہے جہاں حضرت داؤد علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر فرمایا

غار والے کمرے میں جانے کا راستہ



اس چٹان کے نیچے ایک قدرتی غار ہے جس میں تقریباً ستر آدمی سما سکتے ہیں۔ یہ غار مربع شکل کا ہے۔ جس کا ہر ضلع تقریباً ساڑھے چار میٹر اور چھت تین میٹر اونچی ہے۔ چھت میں تقریباً ایک میٹر چوڑا ایک شگاف ہے۔ اس غار میں گیارہ سیڑھیاں اترنے کے بعد ایک محرابی دروازے کے ذریعے داخل ہوا جاتا ہے۔ یہ محرابی دروازہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ غار کے فرش پر بھی سنگ مرمر بچھا ہوا ہے۔ اس غار میں دو محراب ہیں، دائیں طرف والے محراب کے سامنے ایک چبوترہ ہے جسے عوام ''مقام خضر'' کہتے ہیں اور شمال کے چبوترے کو ''باب الخلیل'' کہا جاتا ہے۔



قبۃ الصخرہ کا اندرونی منظر

یہودی اعلانات

بیت اللہ سے بیت المقدس تک

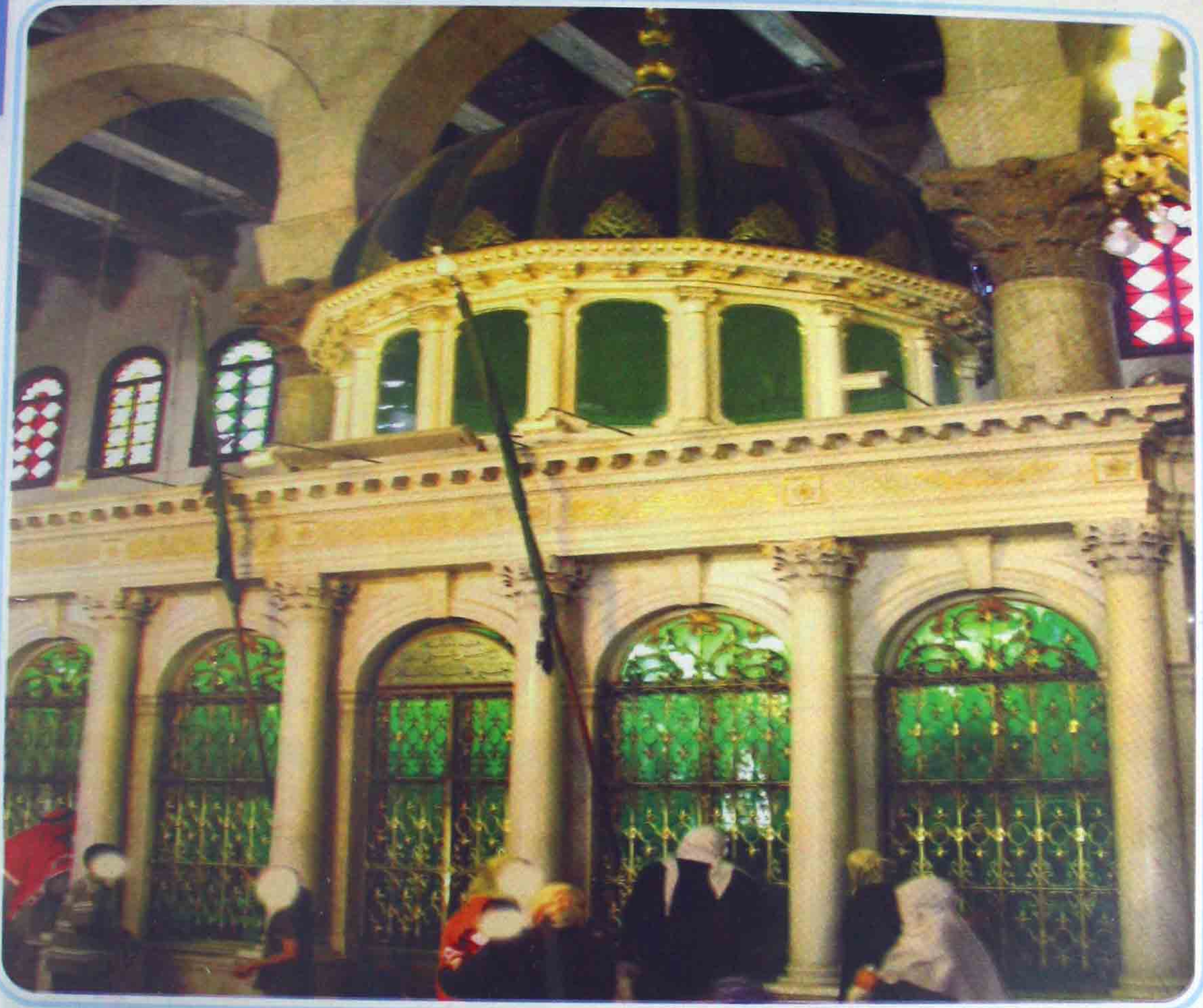
ہماری سرحد ہے



زیر نظر نقشہ میں یہودیوں کی خیالی ریاست کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہودی پیشواؤں کا اعلان ہے کہ ہماری سرحد دریائے نیل سے دجلہ تک اور لمبائی میں شام سے مدینہ منورہ تک ہے۔

لہو لہو فلسطین

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار مبارک



زیر نظر تصویر شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد اموی کے اندر موجود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی ہے

جب خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد اموی کی تعمیر شروع کروائی تو زید ابی وقاص نامی ایک آفیسر کو کام کا نگران مقرر کیا۔ دوران تعمیر زید کو تہہ خانہ میں پتھر کی ایک ٹوکری میں رکھا ہوا ایک سر ملا جو کہ ایک کالی داڑھی اور چمکتے چہرے سے مزین نوجوان کا تھا اور اس خوبصورت نوجوان کی گردن سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ تحریر تھی کہ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نبی اللہ کا سر ہے۔

اب خلیفہ وقت نے حکم جاری کیا کہ اسی جگہ ایک پروقار مزار بنایا جائے۔ اس طرح یہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقبرہ بنا دیا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جو قبر گائیڈ بتاتے ہیں اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر ہے جبکہ آپ علیہ السلام کا جسم مبارک مکویر میں دفن ہے۔

مصنف معجم البلدان لکھتے ہیں کہ حلب میں ایک صندوق ہے جس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کے سر مبارک کا ایک حصہ ہے۔

(حوالہ معجم البلدان 282/2)

حلب شام کا شہر ہے۔ اس کی آبادی 13 لاکھ سے زائد ہے۔ اس کا نام حلب اس لئے رکھا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیام حلب کے دوران اس شہر میں بھیڑ بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے اور وہ پھر فقیروں میں بانٹ دیتے تھے۔ تب فقیر حلب، حلب (دودھ) پکارتے پکارتے جمع ہو جاتے۔ اس طرح اس شہر کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فیاضی کی وجہ سے حلب مشہور ہو گیا۔



مسجد اموی کا صحن جس میں لکڑی کی چھت اور مسجد میں بچھا قالین اور خاص طور پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار مبارک نظر آ رہا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قبر مبارک کے باہر لگی جالیاں



حضرت یحییٰ علیہ السلام جنہیں عیسائی یوحنا کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے۔ ان کا یہ مقام یہاں مسجد امیہ میں محراب سے تھوڑے فاصلے پر بائیں طرف ہے۔ آپ علیہ السلام کے قبر کے اردگرد جالیاں لگی ہوئی ہیں۔

قبر زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچی ہے۔ جس پر چادر پڑی ہوئی ہے۔ سر کی طرف قبر کے اوپر ایک سبز رنگ کی پگڑی رکھی ہے۔ اندر شیلف پر قرآن پاک کا ایک نسخہ رکھا ہوا ہے۔ مزار کے اوپر چرچ کی پرانی گھنٹیاں نظر آتی ہیں اور مزار کی جالیوں کے ساتھ بے شمار تالے اور کپڑے بندھے ہوئے ہیں۔





زیر نظر تصویر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار کی ہے۔ آپ علیہ السلام کا مزار دمشق میں امیہ مسجد میں واقع ہے۔ بعض اسکالرز کے مطابق یہاں پر صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مدفون ہے جو اس وقت ملا تھا جب اموی دور میں مسجد کو دوبارہ بنوایا گیا تھا۔

دوسرے اسکالرز کا کہنا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر نابلس کے نزدیک Sebastiya کے پرانے شہر میں ایک مسجد کے نیچے مدفون ہے اور باقیوں کا کہنا ہے کہ ان کا سر نہر اردن کے نزدیک John's baptism site میں مدفون ہے۔

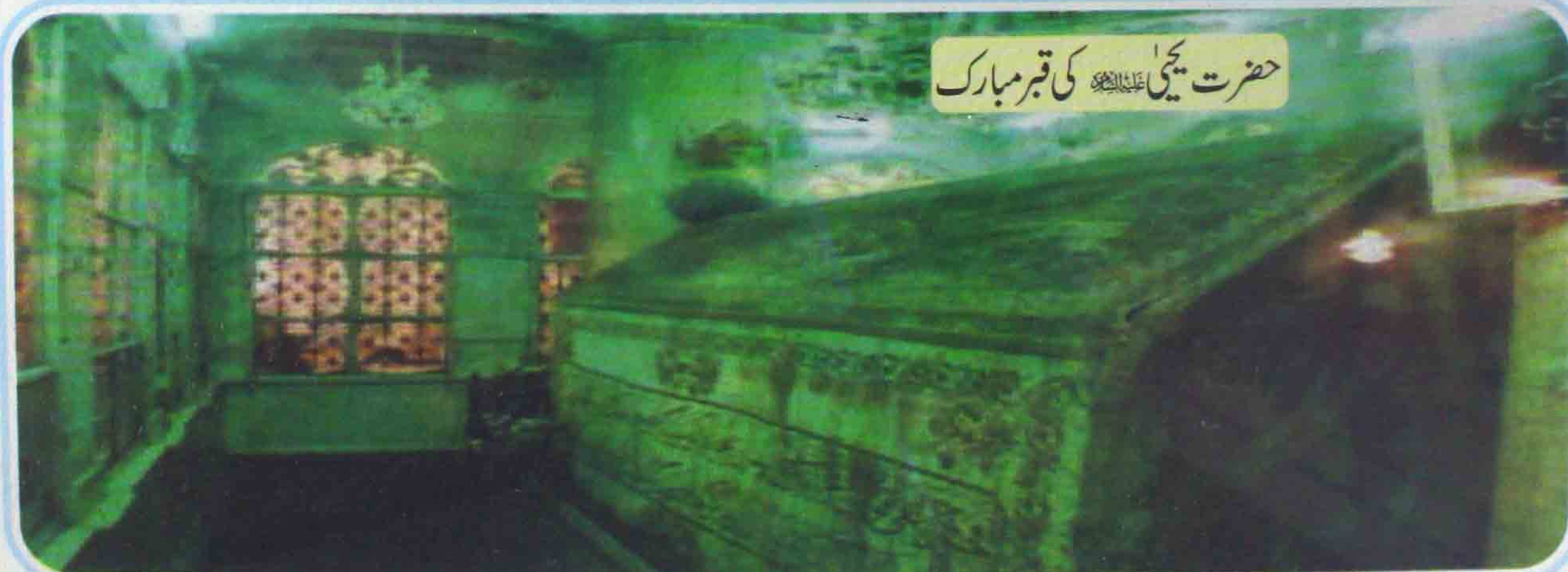
حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک کی نادر تصاویر



مسجد کے اندر وہ مقام جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک دفن ہے۔



مسجد امیہ کے عین درمیان میں آپ علیہ السلام کا مزار مبارک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر ایک چھوٹا سا گنبد بھی ہے اور چاروں طرف جالی لگی ہوئی ہے۔
جہاں کھڑے ہو کر حضرت یحییٰ علیہ السلام ابن زکریا علیہ السلام کی خدمت میں سلام و فاتحہ پیش کیا جا سکتا ہے۔



حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک میں موجود قبر یحییٰ علیہ السلام والے کمرہ کا اندرونی منظر (نادر تصویر)





اموی مسجد میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔

روایات میں لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیری گئی تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں۔ حکم ہوا کہ اے یحییٰ! اگر تو نے دم مارا تو یاد رکھ تیرا نام اپنے محبوبوں سے کاٹ ڈالوں گا۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرا چلنے لگا تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا جناب الٰہی سے یہ حکم ہوا ہے کہ اگر تو نے دم مارا تو تیرا نام صابرین کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا۔




جامع مسجد اموی کا تعارف

موسیٰ ابن حماد البربری بیان کرتے ہیں کہ میں نے جامع مسجد دمشق میں (کھڑکی کے) شیشے پر سونے سے پوری سورۂ تکاثر لکھی ہوئی دیکھی اور اس کی دوسری آیت کے الفاظ "حتی زرتم المقابر" کے حرف ق کے اندر ایک یاقوت جڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جواہر ولید بن عبدالملک کی ایک بیٹی کی ملکیت تھا جو انتقال کر گئیں اور اس کی ماں نے حکم دیا کہ یہ جواہر بھی اسی کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ مگر خلیفہ کے فرمان سے یہ سورۂ مذکورہ کے حرف ق میں یہاں جڑ دیا گیا۔

قدیم زمانے کا ایک مصنف لکھتا ہے کہ ابتداء میں مسجد میں سنگ مرمر کے ستونوں کی دو قطاریں تھیں، ایک نیچے کے رخ، جس کے ستون بڑے تھے اور ایک اوپر کو جس کے ستون چھوٹے تھے اور ان کے درمیان کی جگہ میں سنہری، سبز اور زرد مینا کاری تھی۔ جس میں ہر شہر اور ہر درخت کی تصویر بنا دی گئی تھی۔ مسجد کے قبلے کی سمت کے پہلو پر وہ گنبد ہے جسے قبۃ الصخرہ کہتے ہیں اور دمشق بھر میں اس سے زیادہ خوبصورت اور بلند عمارت دوسری نہیں ہے۔ ہم نے اس مسجد کی جو کیفیت اور شان و خوبی بیان کی، یہ 461ھ (1069ء) تک کی کیفیت ہے کہ اسی سال وہاں آتش زدگی ہوئی جس سے اس کی خوبصورتی کے بہت سے اسباب و لوازمات غارت ہو گئے۔

شروع زمانے ہی میں جب عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ (717ء میں) خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ "مسجد دمشق میں اس قدر مال اور قیمتی ساز و سامان کا ہونا میرے نزدیک غیر ضروری ہے اور مناسب ہوگا کہ اس کو دوسرے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ فی الواقع جو کچھ بچ سکے یا واپس ہاتھ آ جائے وہ بیت المال کا حق ہے۔ اب میں یہ سنگ مرمر اور مینا کاری اتروائے دیتا ہوں اور طلائی زنجیروں کے بجائے رسیاں لٹکوا دی جائیں گی۔"

یہ سن کر اہل دمشق بہت پریشان ہوئے اور اتفاق سے اسی زمانے میں شاہ یونان کے دس سفیر دمشق آئے، جنہوں نے مسجد میں آنے اور اس کے دیکھنے کی اجازت مانگی۔ انہیں اجازت دی گئی کہ باب البرید سے داخل ہوں اور ایک ملازم جوان کی زبان جانتا تھا، ساتھ کر دیا گیا کہ جو کچھ ان کی باتیں سنے، اس کی اطلاع عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دے اور خود ان سفیروں کو یہ خبر ہونے نہ پائے۔ غرض سفراء صحن سے گزر کر قبلے کے پہلو کے سامنے تک پہنچے اور انہوں نے مسجد کو دیکھنے کے لئے نظر اٹھائی، تب ان کے سردار نے گردن جھکا لی اور اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ پھر جب ساتھیوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ "دراصل میں رومیہ (بانی زنط) والوں کے جلسوں میں یہ کہتا رہا ہوں کہ عرب اور ان کا تسلط چند روزہ ہے اور زیادہ رہنے والا نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ انہوں نے بنایا ہے، اب اسے میں دیکھتا ہوں تو یقین ہوتا ہے کہ ان کی سلطنت عرصۂ دراز تک رہے گی۔"

یہ خبر جب عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا:

"میں دیکھتا ہوں کہ یہ تمہاری مسجد تو کفار کے غیظ و حسد کا موجب ہے۔" اور جو کچھ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا اس سے باز رہے۔

اس واقعہ سے قبل بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے محراب قبلہ میں نہایت بیش قیمت نگ جڑوائے تھے اور بعد میں انہوں نے یہاں سونے اور چاندی کے فانوس آویزاں کروا دیئے۔



جامع مسجد اموی کے صحن کا منظر: یہی وہ مسجد ہے جس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام مدفون ہیں

مسجد اموی کے صحن...

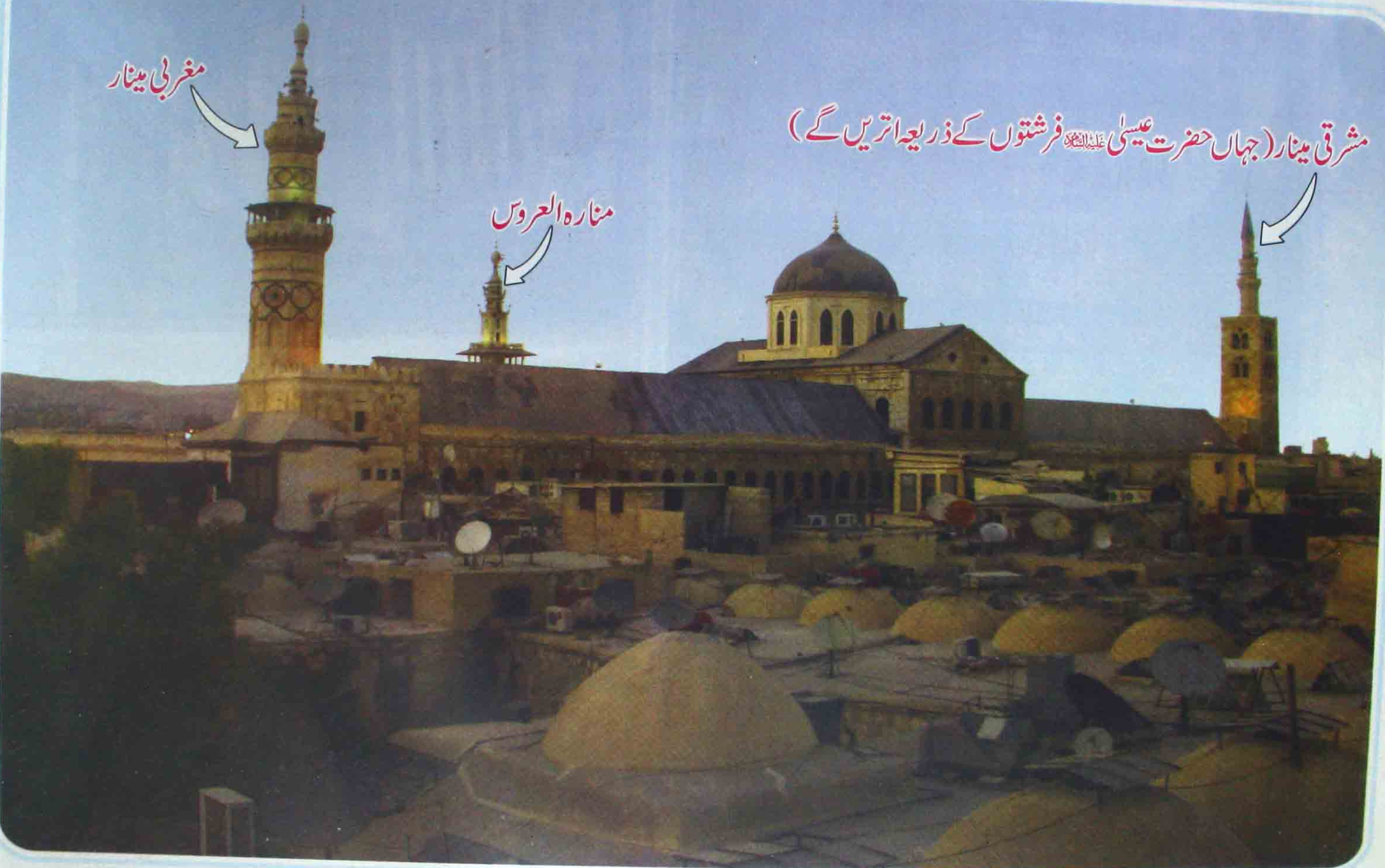
مسجد اموی جو کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بنائی۔ اس میں ایک مینار ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترنے والے ہیں، کب اترنے والے ہیں، یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس مسجد کی بنیادیں بھرنے کے لئے جب کھدائی کی گئی تو اس میں سے ایک صندوق نکلا، صندوق کو جب کھولا گیا تو اس میں ایک سر رکھا ہوا تھا۔ نوجوان، کالی داڑھی، چمکتا چہرہ اور گردن سے خون ٹپک رہا تھا اور اوپر لکھا ہوا تھا، یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام۔



خوبصورت مناظر

دمشق کی مشہور زمانہ جامع مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی۔ روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کیے۔ یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبد الملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ اس نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔

مسجد اموی کی فضاء سے لی گئی تصویر



ساتویں صدی میں مسلمانوں میں علمی و عملی ذوق کی آئینہ دار جامع امویہ دمشق جسے 110 کروڑ دینار کی خطیر لاگت سے 12 ہزار انجینئروں اور مزدوروں نے مل کر 10 سال میں تعمیر کیا۔



مسجد اموی کا آنکھوں دیکھا حال



جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ جب ہم صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار سے نکلے تو سامنے ایک عظیم اور عالی شان مسجد میں داخل ہوئے جو اموی حکمرانوں کی جیتی جاگتی نشانی ہے۔ مدینہ منورہ کے بعد دمشق اسلامی ریاست کا دارالخلافہ بنا۔ اسلامی دارالخلافہ کے شایان شان ایک کشادہ اور خوبصورت مسجد کی ضرورت تھی۔ یہ مسجد اسی ضرورت کے پیش نظر تعمیر کی گئی تھی جو آج بھی دنیا کی بڑی اور خوبصورت مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے لئے تین بڑے دروازے ہیں جو باب برید، باب امراء اور باب جبرون ہیں۔ ہم باب برید سے مسجد میں داخل ہوئے تو سامنے وسیع وعریض کورٹ یارڈ دیکھا۔ میں نے در و دیوار کا جائزہ لیا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں کسی قلعہ میں داخل ہو گیا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسجدیں حکومتی مراکز ہوا کرتی تھیں۔ صحن میں ایک گنبد نما چیز ہے جس پر بیت المال لکھا ہوا ہے۔ اس کو سلطان افضل بن صلاح نے اس لئے بنوایا تھا تاکہ شہری اپنی قیمتی اشیاء اس میں رکھ سکیں۔ گویا یہ بیت المال والا گنبد موجودہ دور کے لاکر کی سروس فراہم کرتا تھا۔ مسجد کے کورٹ یارڈ یعنی صحن کا رقبہ 612 مربع میٹر ہے۔

مسجد کے صحن کے درمیان بڑے بڑے فوارے ہیں اور ان کے گرد ایک تالاب ہے جو اس وقت خشک تھا۔ پرانے وقتوں میں لوگ یہاں وضو کیا کرتے تھے۔ میں نے مسجد کے اوپر سامنے دیوار پر دیکھا تو عقاب پر پھیلائے نظر آیا۔ اسے لوگ ''ایگل ڈوم'' کہتے ہیں۔ جس پر خوبصورت بیل بوٹوں، محلات اور مختلف مناظر کی رنگین تصاویر ہیں۔

جناب یعقوب نظامی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسجد اموی میں مجھے ایک لڑکی ملی۔ وہ کہنے لگی آپ تو بول رہے تھے کہ آج سے 70 سال پہلے یہاں مسجد کی جگہ ہمارا چرچ ہوا کرتا تھا۔ آپ کے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے 705ء میں یہاں مسجد بنوانی شروع کی تو عیسائی پادریوں کو اس جگہ کے عوض شہر میں چار خوبصورت چرچ بنا کر دیئے تھے۔ اب اگرچہ یہ مسجد ہے لیکن اس مسجد کی بنیادیں چرچ پر ہی بنی ہوئی ہیں۔ (حوالہ پیغمبروں کی سرزمین)

جامع اموی کے صحن سے اس کی عمارات کا بیرونی منظر۔ مغربی سمت کے مینار کا بالائی حصہ

مسجد اموی کے اطراف موجود چند متبرک مقامات

جامع مسجد اموی میں قبلہ رخ کھڑے ہوں تو بائیں جانب کے نصف حصے تک فتح کرتے ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تھے اور دائیں جانب کے نصف حصہ تک حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلحاً داخل ہوئے تھے۔

قبلے کی جانب اس مسجد کے دو مینار ہیں۔ بائیں جانب کا مینار ''مینارۂ عیسیٰ'' کہلاتا ہے۔ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

مسجد اموی کا اندرونی حصہ تین چوڑے چوڑے دروں پر مشتمل ہے۔

قبلے کی طرف جو دیوار ہے اس میں بائیں جانب ایک جگہ ''مقام خضر علیہ السلام'' لکھا ہے۔ اس سے ذرا فاصلے پر بائیں جانب ہی دیوار میں ''مقام ہود علیہ السلام'' لکھا ہوا ہے۔ یہ دونوں مقامات دونوں حضرات کی عبادت گاہیں تھیں۔

مقام سر انور شہید کربلا

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد اموی کی جانب میں وہ مقام ہے جہاں سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک عہد یزید میں کربلا سے یہاں لایا گیا۔ نہایت خوبصورت مقام بشکل تاج بنا ہوا ہے۔ اس کے قریب ہی سیدنا امام زین العابدین کا مصلیٰ ہے۔ جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے دفن کے سلسلے میں بہت اختلاف ہے۔ بعض جنت البقیع میں کہتے ہیں، بعض کربلا میں۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک مصر میں ہے۔ جامعہ ازہر کے سامنے بہت بڑی عمارت ہے جو اس امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد اموی کے قریب زندان ہے جہاں کربلا کا قافلہ اہلبیت اترا تھا۔

مزار صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ

اسی مسجد اموی کے باہر غربی جانب وہ مرد مجاہد آرام فرما ہیں جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے۔ یعنی فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت ہے۔ اکابرین علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

مزار نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سلطان محمود، صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار کے قریب ہی آپ کا مزار ہے۔ مسجد نہایت شاندار ہے۔ اس میں حوض ہے۔ استنجا خانہ اور وضو کا بھی انتظام ہے۔ لیکن ''الصحابۃ الاعلام ممن دفن فی الشام'' میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی نہیں لایا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا مزار کسی اور جگہ پر ہے۔ اس کے باوجود ایک مسجد شریف پر جامع ابی ہریرہ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی مزار تھا۔ پررونق بازار میں مزار بھی پررونق ہے۔ جامع ابی ہریرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے ایک بار یہاں نماز مغرب بھی ادا کی اور بار بار حاضری بھی نصیب ہوئی۔

مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام

مسجد اموی کے اندر حضرت خضر علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو مصلیٰ سیدنا خضر علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔ لوگ وہاں اکثر تبرکاً نماز پڑھتے ہیں۔ اس دور کے خلیفہ نے وہاں کے نگران سے کہا کہ میں رات بھر اکیلا مسجد میں عبادت کروں گا۔ نگران نے کہا کہ بہت اچھا۔

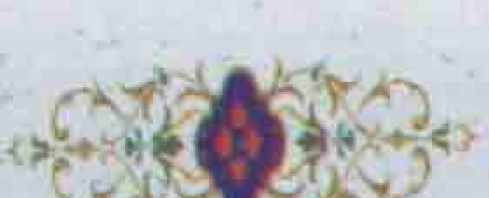
چنانچہ نگران نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو نکال دیا اور دروازے کو تالے لگا دیئے۔ کچھ دیر بعد خلیفہ صاحب آئے اور اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔

اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے نگران کے پاس آکر کہا کہ میں نے تم سے کہا کہ مسجد کے اندر کوئی نہ ہو۔ تم نے اس شخص کو کیوں اندر رہنے دیا؟

نگران نے کہا کہ امیر المومنین! یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ ہر رات اسی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ (کتاب الزیارات بدمشق، صفحہ 18)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب دنیوی امور و ظاہری علوم سے دلبرداشتہ ہوکر بغداد سے نکل کر شام کا رخ کیا تو دمشق کی اسی جامع مسجد میں یہ شغل رہتا کہ اسی مینارِ غربی پر چلے جاتے اور دروازہ بند کر کے تمام دن مراقبہ و ذکر میں مشغول رہتے۔ دو سال یہاں اسی شغل کے ساتھ گزارے۔ ایک وقت یہاں مینار کے قرب میں درس بھی دیتے تھے۔



دمشق میں موجود مسجد اموی



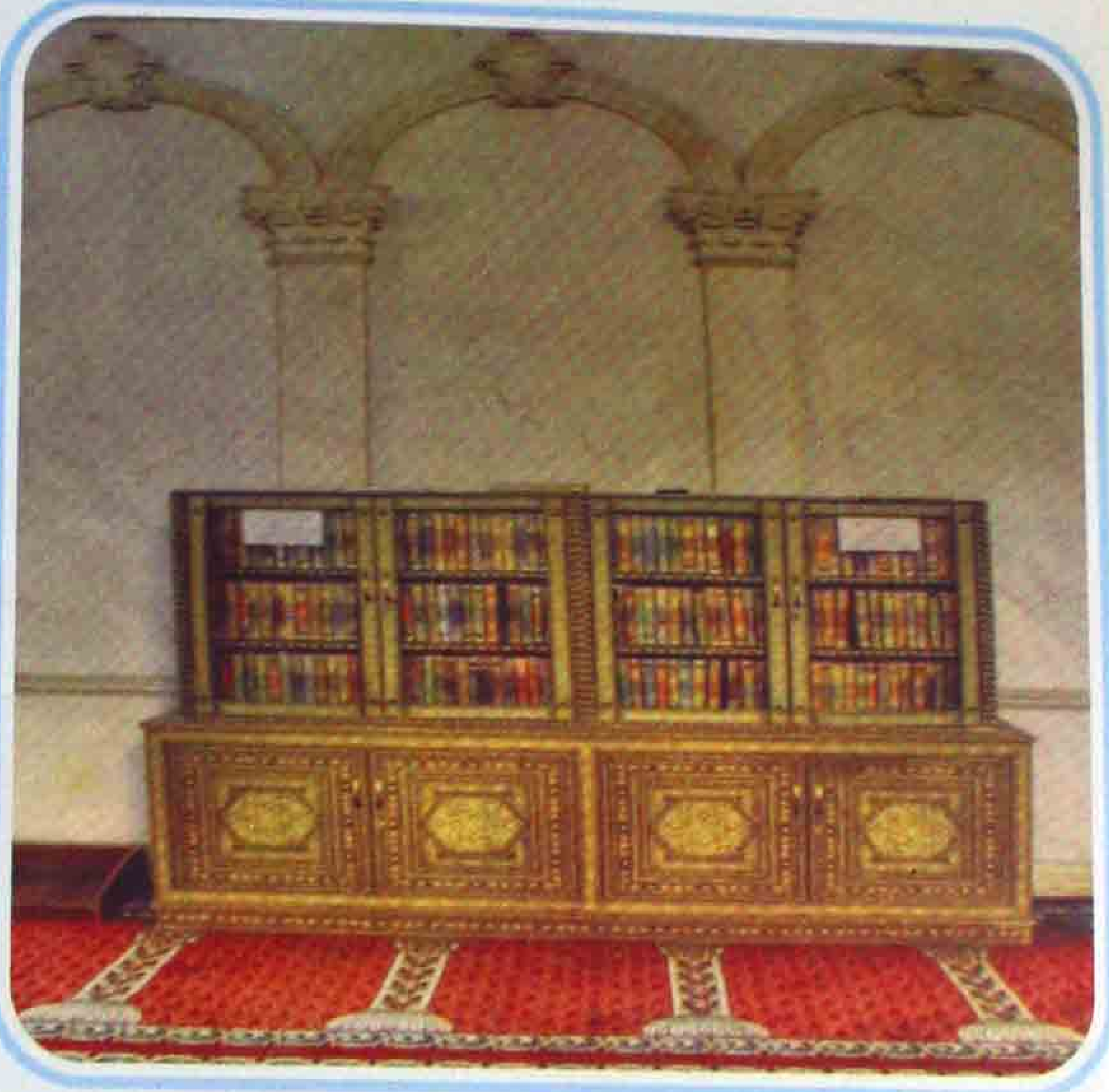
دمشق کی مشہور زمانہ مسجد جو اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کروائی۔ روایت ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر پر لاکھوں دینار خرچ کیے۔ یہ تاریخی مسجد عجائبات زمانہ میں شمار ہوتی ہے اور اسے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اسلامی یادگاروں میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ولید بن عبدالملک کو تعمیرات کا بہت شوق تھا اس نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے علاوہ مسجد اقصیٰ کے صحن میں موجود قدرتی چٹان پر سنہری گنبد والی عمارت بھی تعمیر کروائی۔



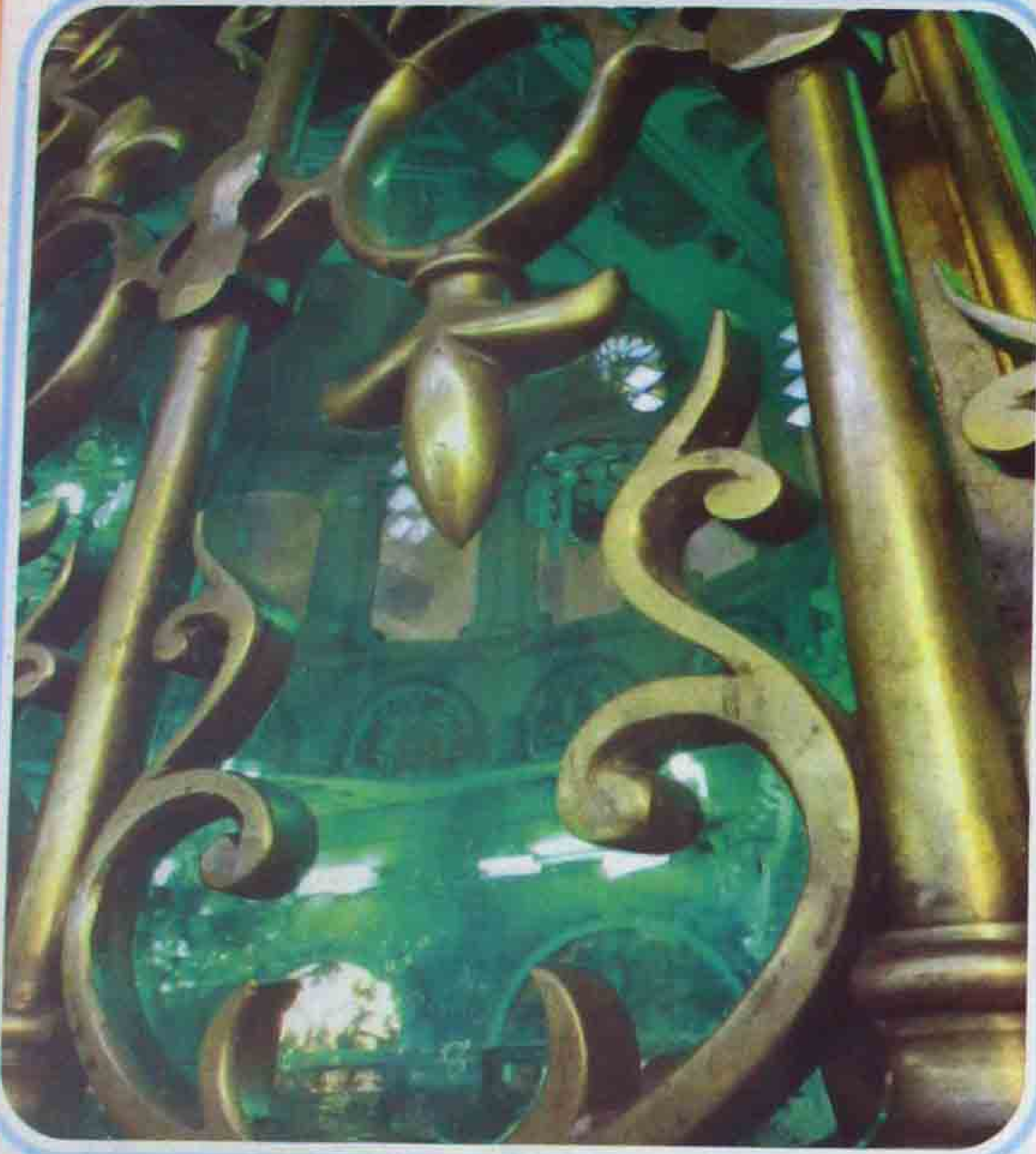
مسجد اموی کے صحن کا خوبصورت منظر

مسجد اموی کے صحن کے دلکش مناظر

اموی حکومت میں خزانہ رکھنے کی جگہ جو کہ بیت المال کے نام سے مشہور ہے



مسجد اموی میں موجود کتابوں کا شیلف



حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کی جالیاں



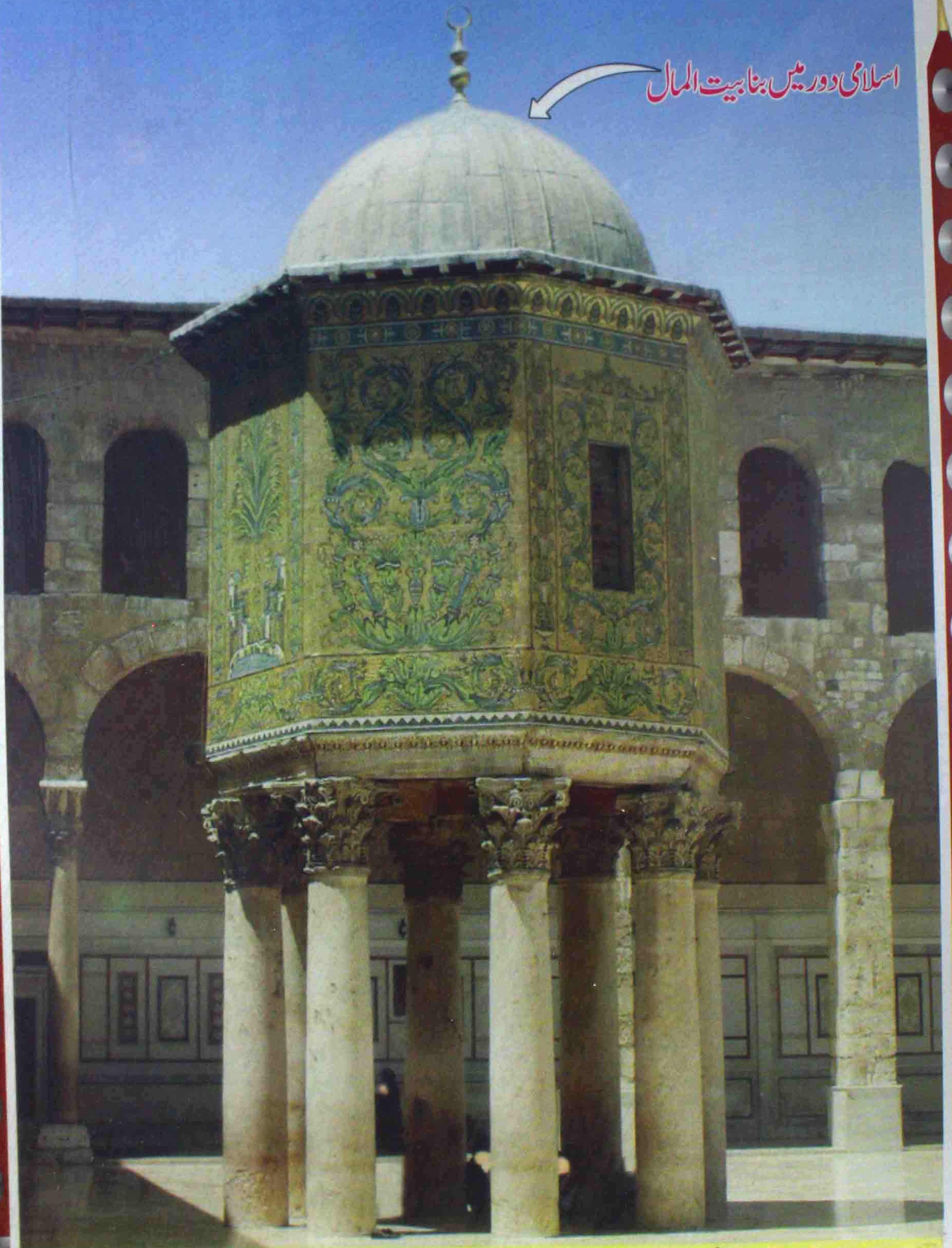
مسجد اموی کے صحن میں بنا خوبصورت قبہ



مسجد اموی کے صحن کا منظر



مسجد اموی کے برآمدہ کا منظر

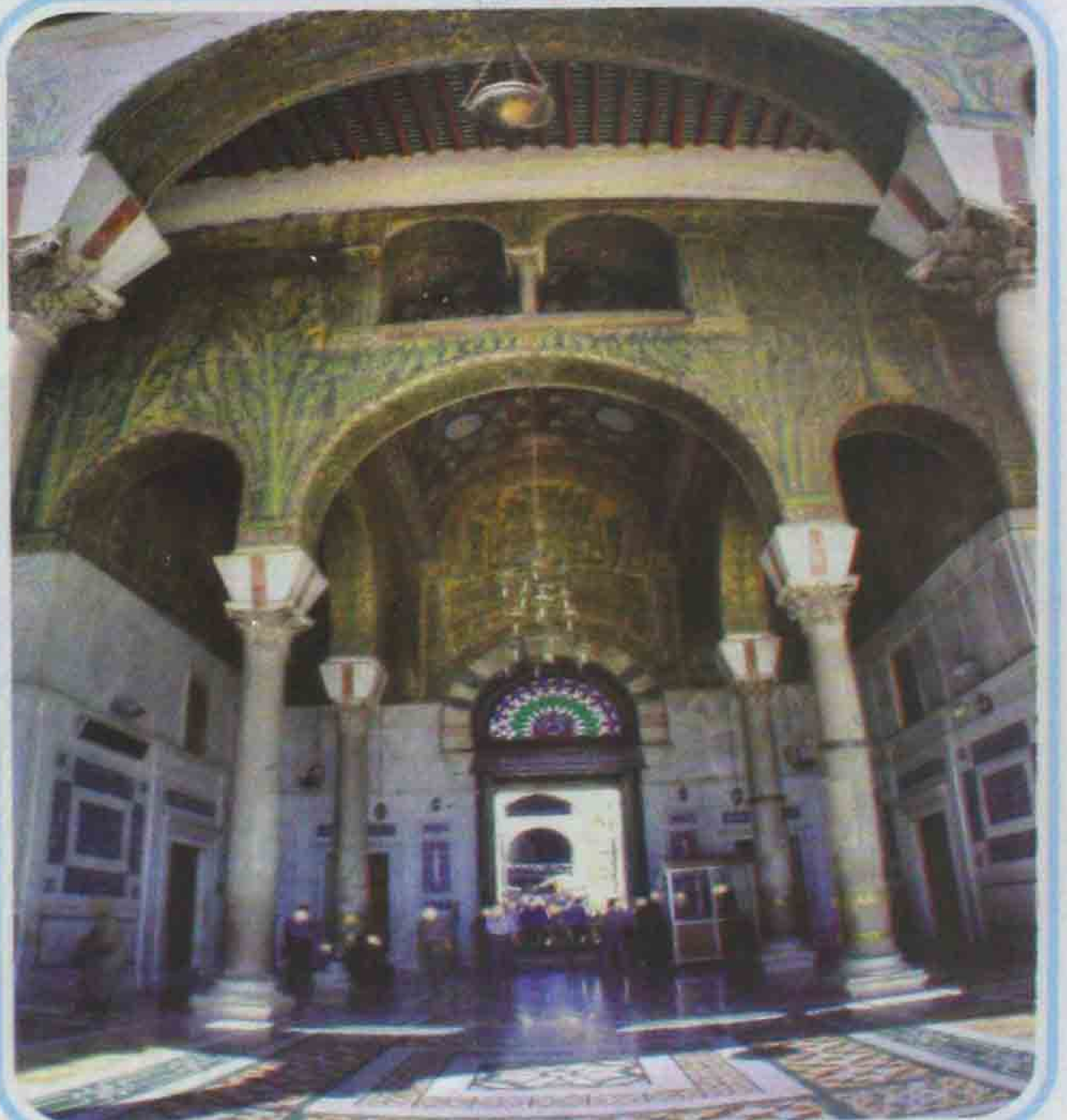


مسجد اموی کے صحن میں اموی دور کا بیت المال، جس میں خزانہ جمع کیا جاتا تھا اور یہیں پر یزید کا تخت لگتا تھا۔

مسجد اموی جہاں یزید دربار لگاتا تھا

مسجد اموی کے صحن میں موجود وضو خانہ کا منظر

مسجد اموی میں رات کے خوبصورت منظر کی تصویر کشی



مسجد اموی میں صحن سے مسجد میں جانے کے دروازے پر بنا خوبصورت کام



مسجد اموی کا محراب



مسجد اموی کے صحن میں موجود اموی دور کا بیت المال جہاں خزانہ جمع کیا جاتا تھا

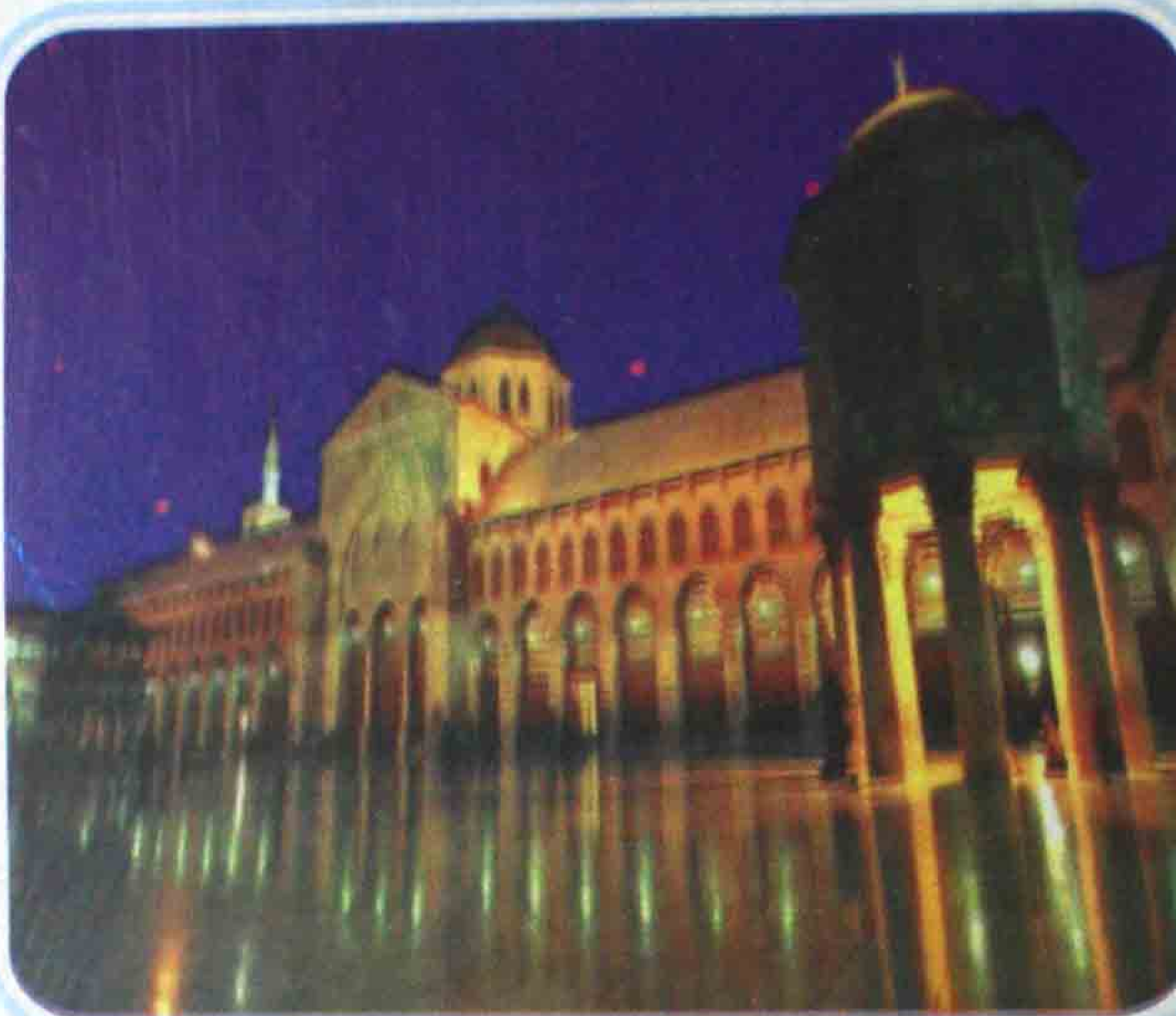


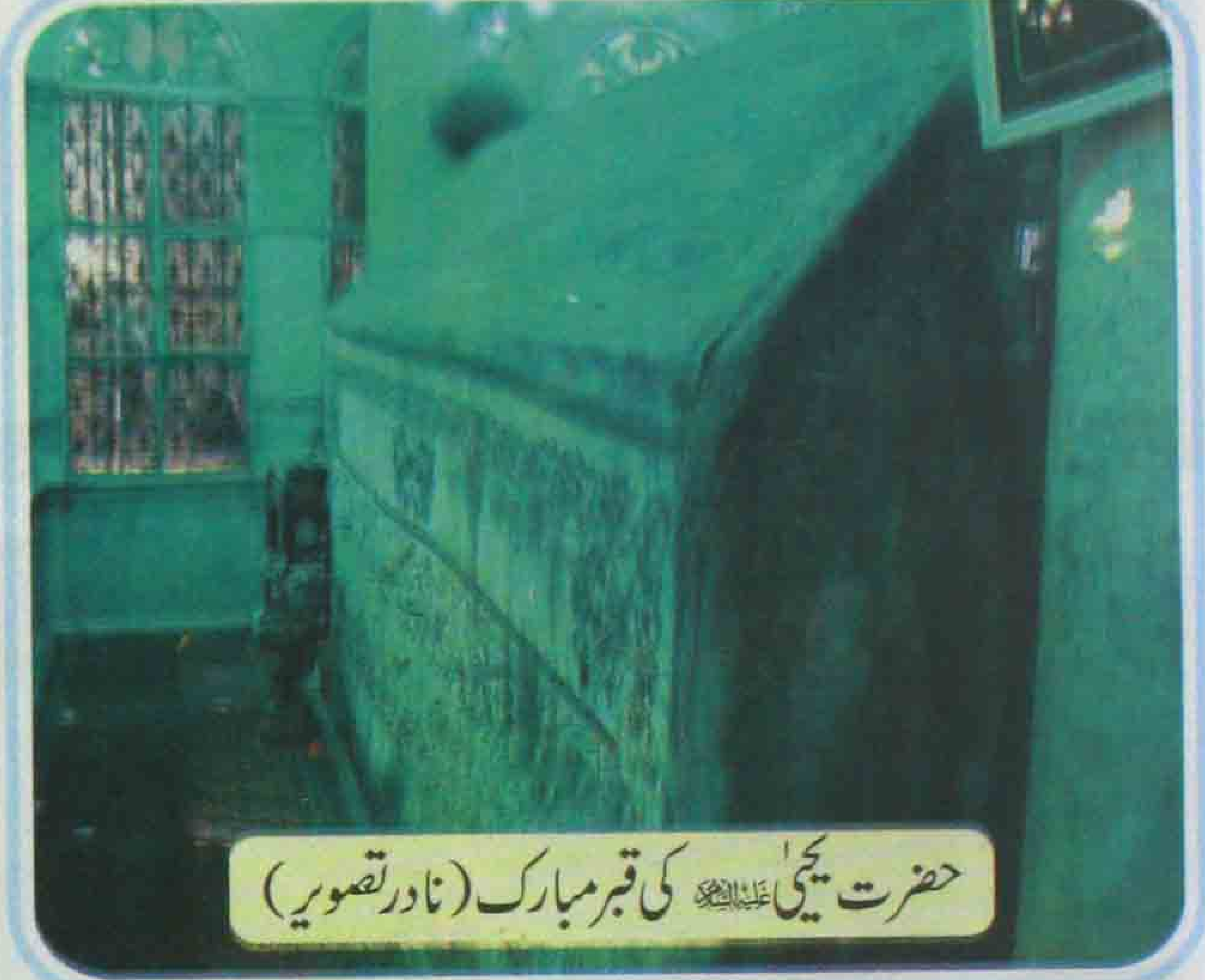


مزار یحییٰ علیہ السلام والی مسجد کا بیرونی منظر (اموی مسجد)









حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک (نادر تصویر)





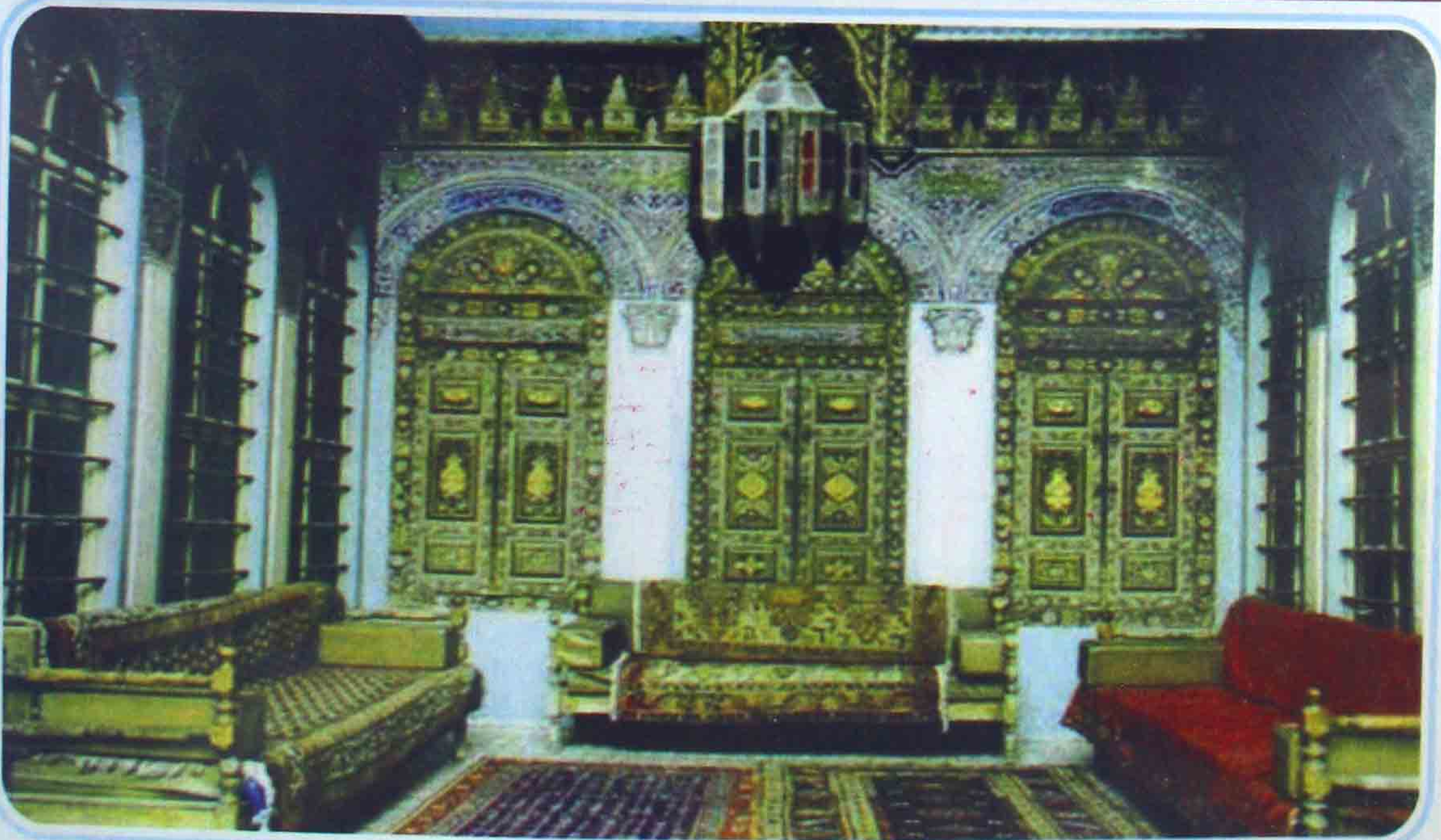
مسجد اموی کے بعض عجائبات

مسجد اموی کی چھت میں مختلف قسم کی کچھ ایسی عجیب وغریب چیزیں لٹکائی گئی تھیں جن کے ذریعہ مختلف قسم کے حشرات الارض اور جانوروں کے مسجد میں داخل ہونے کا امکان ختم کردیا گیا تھا۔ ان چیزوں کو ''طلسمات'' کہا جاتا تھا، ایک ''طلسم'' کا اثر یہ تھا کہ مسجد میں ''سنونو'' نامی پرندہ اپنا گھونسلہ نہیں بنا سکتا تھا، اور کوئی کوا داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ایک ''طلسم'' چوہوں کو داخل ہونے سے روکتا تھا۔ ایک ''طلسم'' سانپ اور بچھوؤں کو اور ایک ''طلسم'' مکڑیوں کے لئے تھا اور ایک کبوتروں کے لئے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی جانور مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ اس مسجد کا ایک عجوبہ یہاں کی محیر العقول گھڑی تھی جو تقریباً دو کمروں کے برابر تھی۔ اس میں دن کا وقت بتانے کے لئے الگ نظام تھا اور رات کا وقت بتانے کے لئے دوسرا نظام تھا۔ یہ عجیب وغریب گھڑی چھٹی صدی ہجری کے مشہور انجینئر (مہندس) محمد بن عبدالکریم نے ایجاد کی تھی جو دمشق ہی کے باشندے تھے۔ 599ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

شام کے نابغۂ روزگار حافظ حدیث ''علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ'' نے دمشق کی تاریخ پر 80 جلدوں میں جو تالیف کی ہے وہ بھی اسی مسجد میں انجام پانے والا کارنامہ ہے، اس میں علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی بہت تفصیلات تحریر فرمائی ہیں اور بعد میں اندلس کا ایک سیاح ''ابن جبیر'' جب یہاں آیا اور اس نے جو روئیداد لکھی ہے اسے پڑھو تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس مسجد کو دیکھ کر مبہوت ہوکر رہ گیا ہے، ایک کتاب اب سے کچھ برس پہلے بیروت اور دمشق سے 1405ھ (1958ء) میں ''الجامع الاموی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ''ابن جبیر'' کی وہ پوری روئیداد چھپی ہے اور اس کے ساتھ اس میں دوسرے مصنفین ''العمری'' اور ''العنیمی'' کے بھی تحقیقی مضامین جو خاص اسی مسجد سے متعلق ہیں، یہ پوری کتاب قابل مطالعہ ہے۔

لیکن اب اس مسجد میں کوئی ایسی غیر معمولی چیز باقی نہیں رہی۔ جسے عجائب میں شمار کیا جائے اور عمارت کی وہ ظاہری شان وشوکت بھی اب دکھائی نہیں دیتی جس کی عجیب وغریب تفصیلات کتابوں میں ملتی ہیں۔

اسی مسجد کے ایک حصے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کا مزار ہے، اسی مسجد کے شمال مغربی حصے میں ایک کمرہ ہے جس میں حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم ومشہور کتاب ''احیاء العلوم'' کو مکمل کیا۔ انہوں نے یہ تصنیف بیت المقدس میں شروع کی تھی اور یہاں آکر مکمل کی۔ یہ کمرہ اب بھی محفوظ ہے۔ (حوالہ پیغمبروں کی سرزمین)



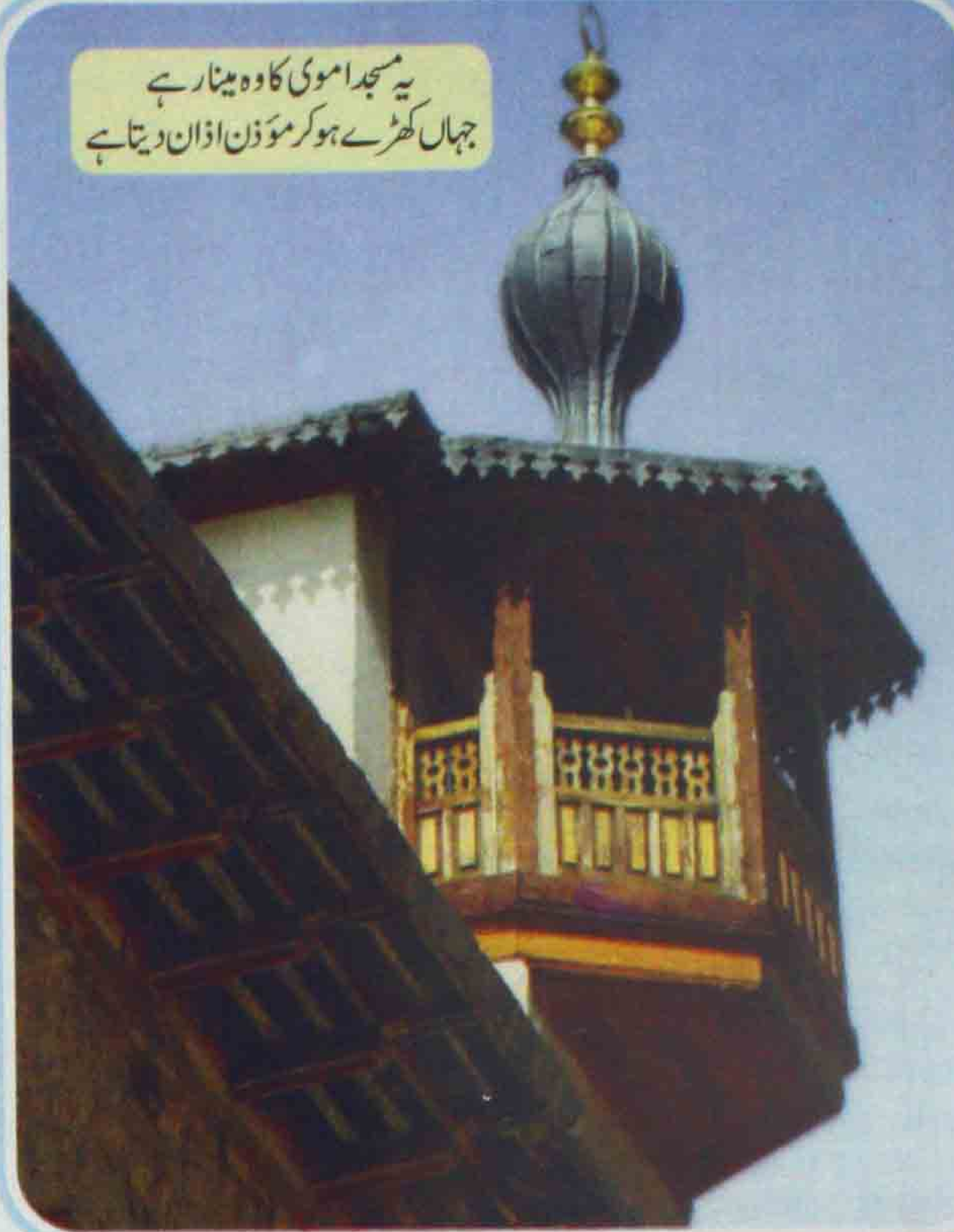
مسجد اموی کے صحن سے متصل خلیفہ کی نشست گاہ



مسجد اموی کے مینار کے 4 مناظر

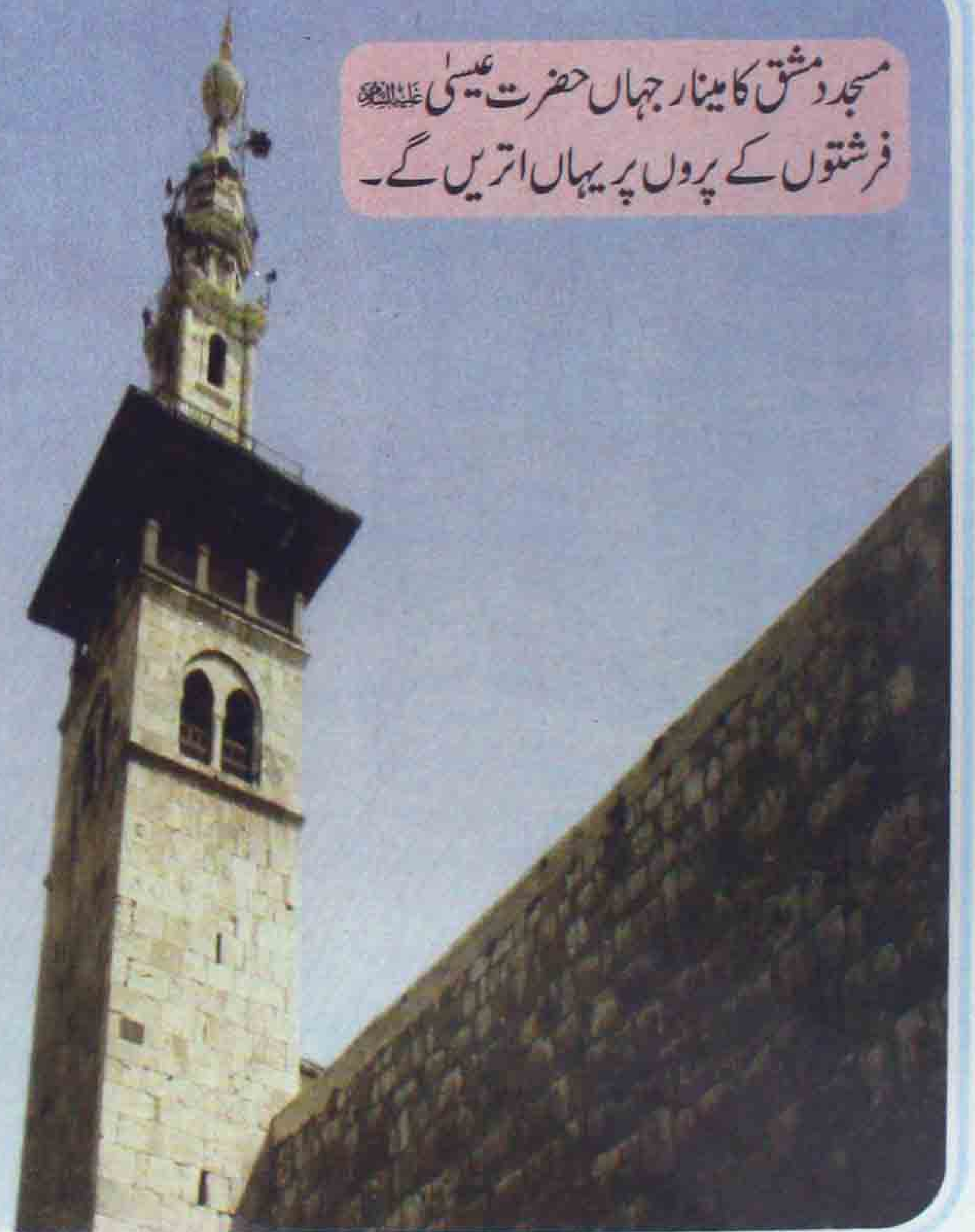






یہ مسجد اموی کا وہ مینار ہے
جہاں کھڑے ہو کر مؤذن اذان دیتا ہے





مسجد دمشق کا مینار جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فرشتوں کے پروں پر یہاں اتریں گے۔

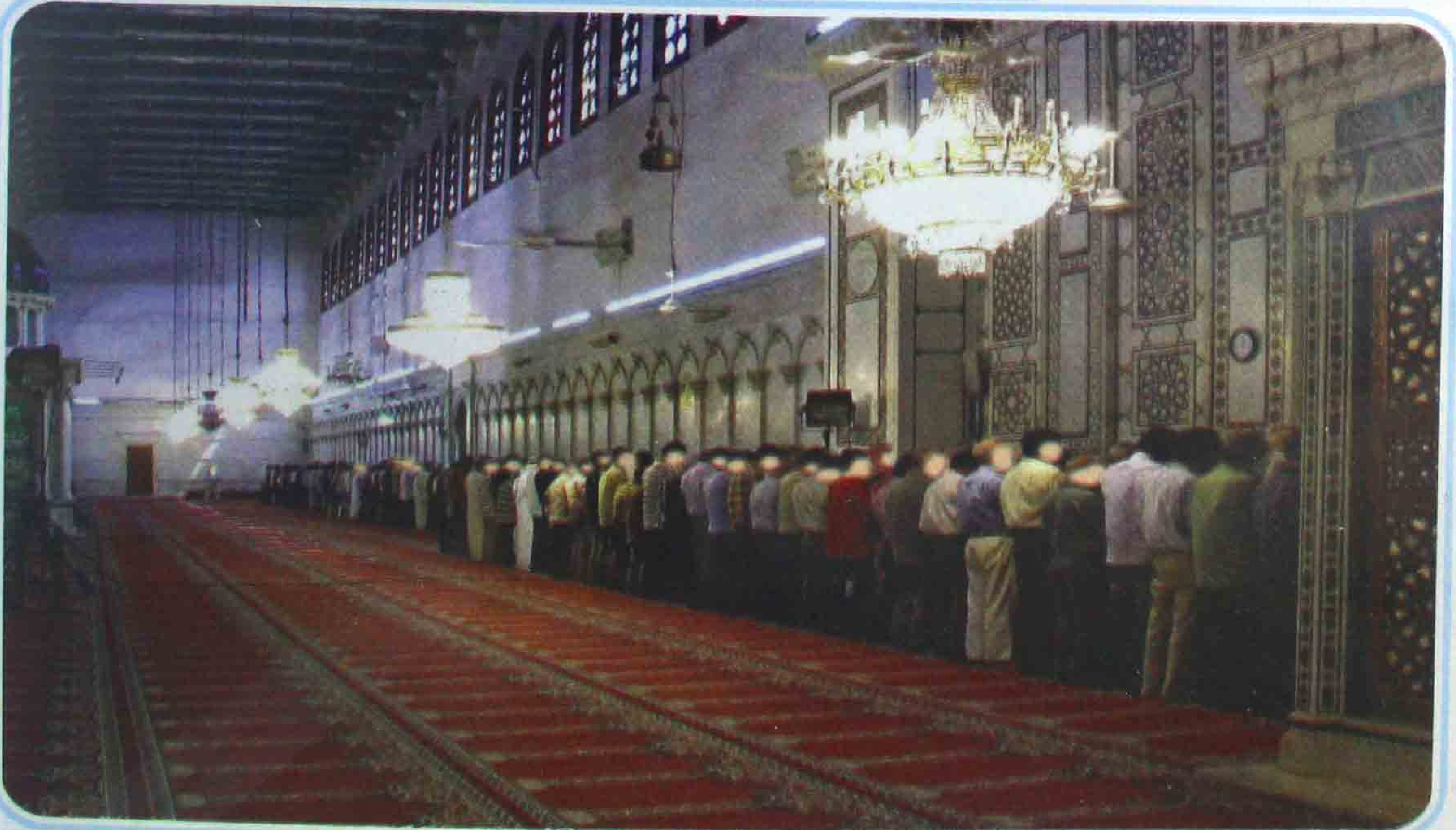


مسجد اموی کا اندرونی ہال





جامع دمشق میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن شریف بھی محفوظ ہے۔



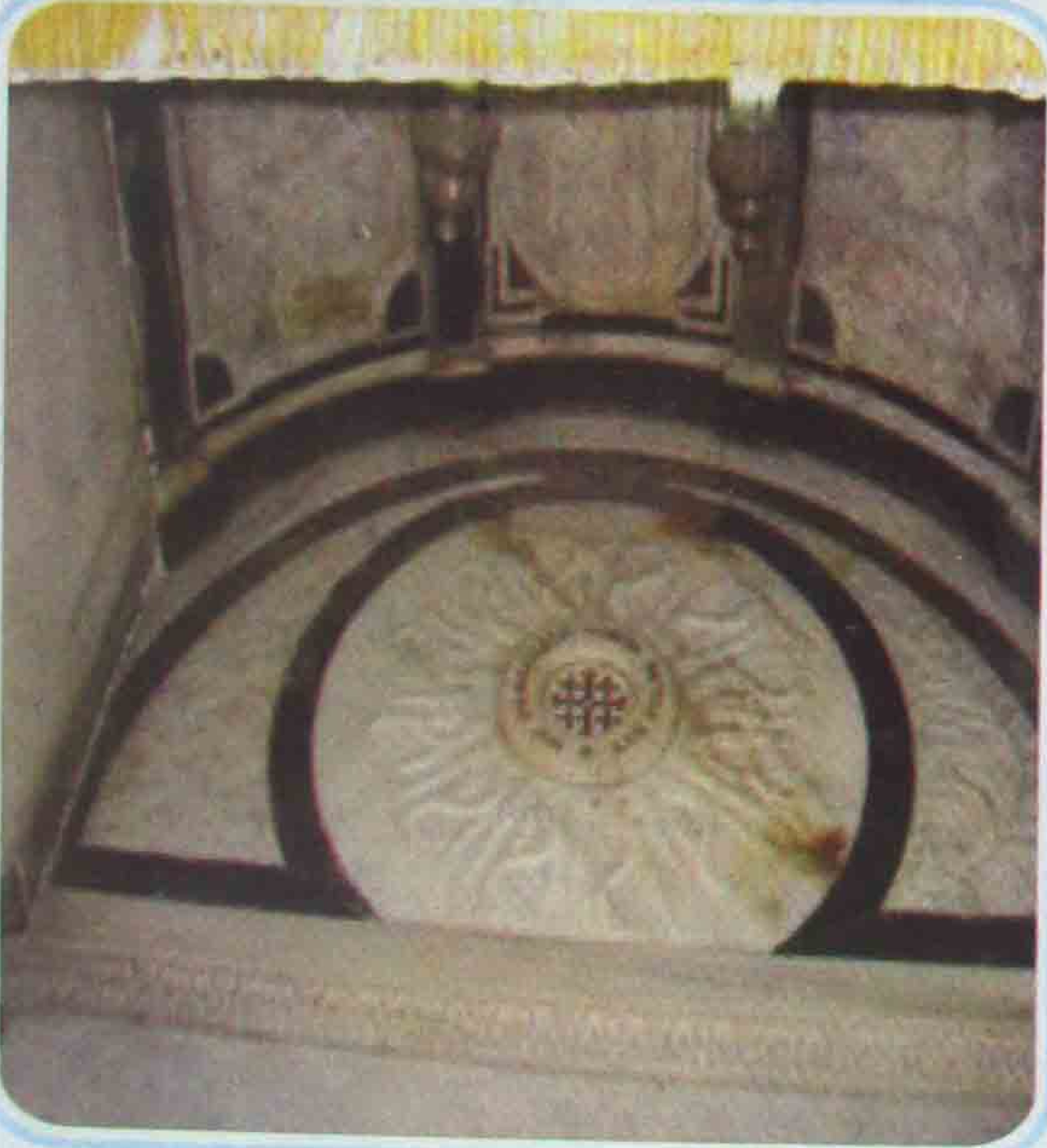
دمشق کی تاریخی مسجد کا اندرونی منظر جو خوبصورتی اور نفاست کے حسین امتزاج کی عکاسی کرتا ہے۔
دوسری طرف مسجد کے ہال کی حدود میں وہ جگہ دکھائی دے رہی ہے جہاں روایات کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔

مزار یحییٰ علیہ السلام والی مسجد کا اندرونی منظر

مسجد اموی کا اندرونی منظر

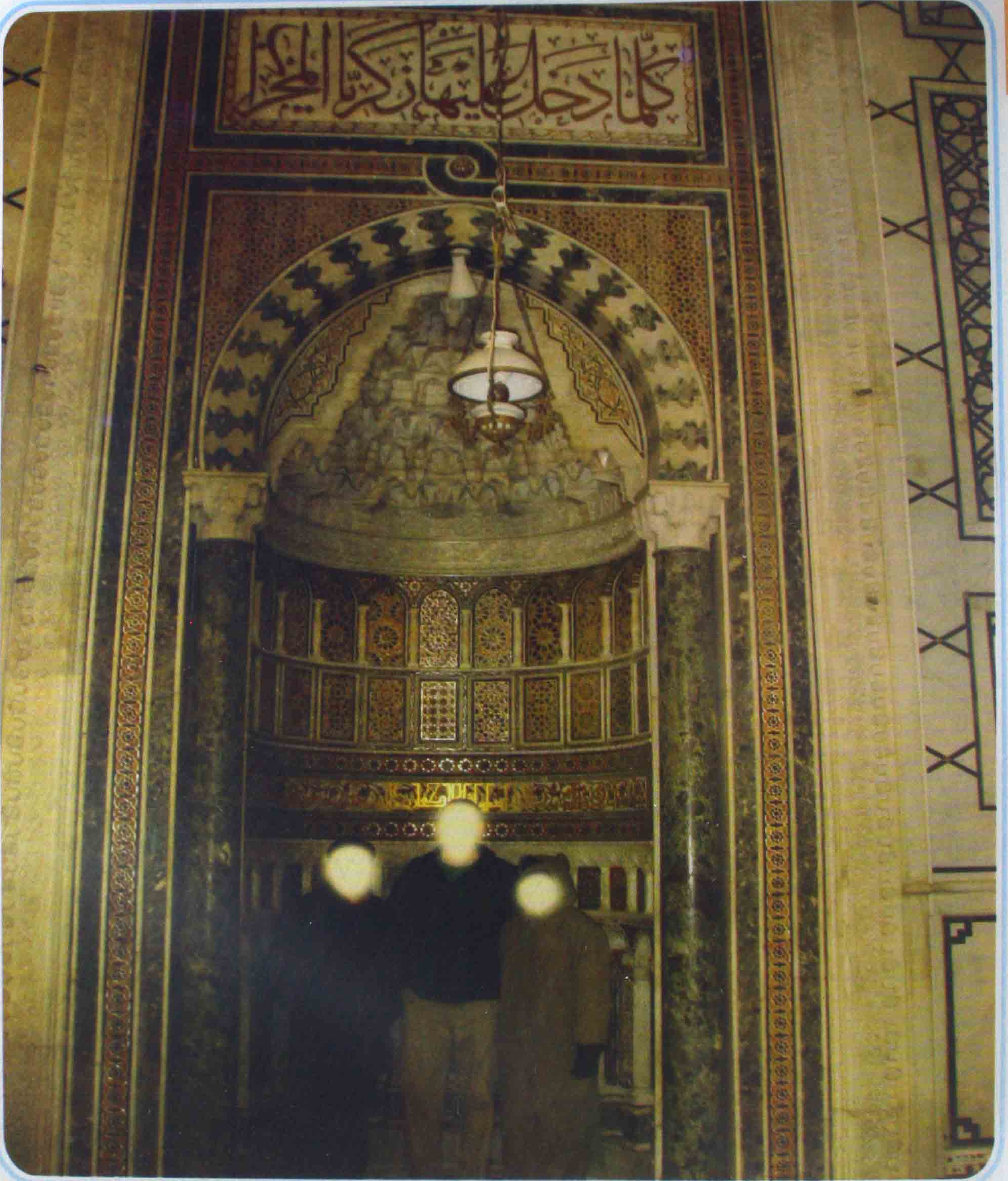


مسجد اموی میں موجود صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی گاڑی،
بعض مورخین کے نزدیک یہ وہ گاڑی ہے جس پر یزید سوار ہوتا تھا



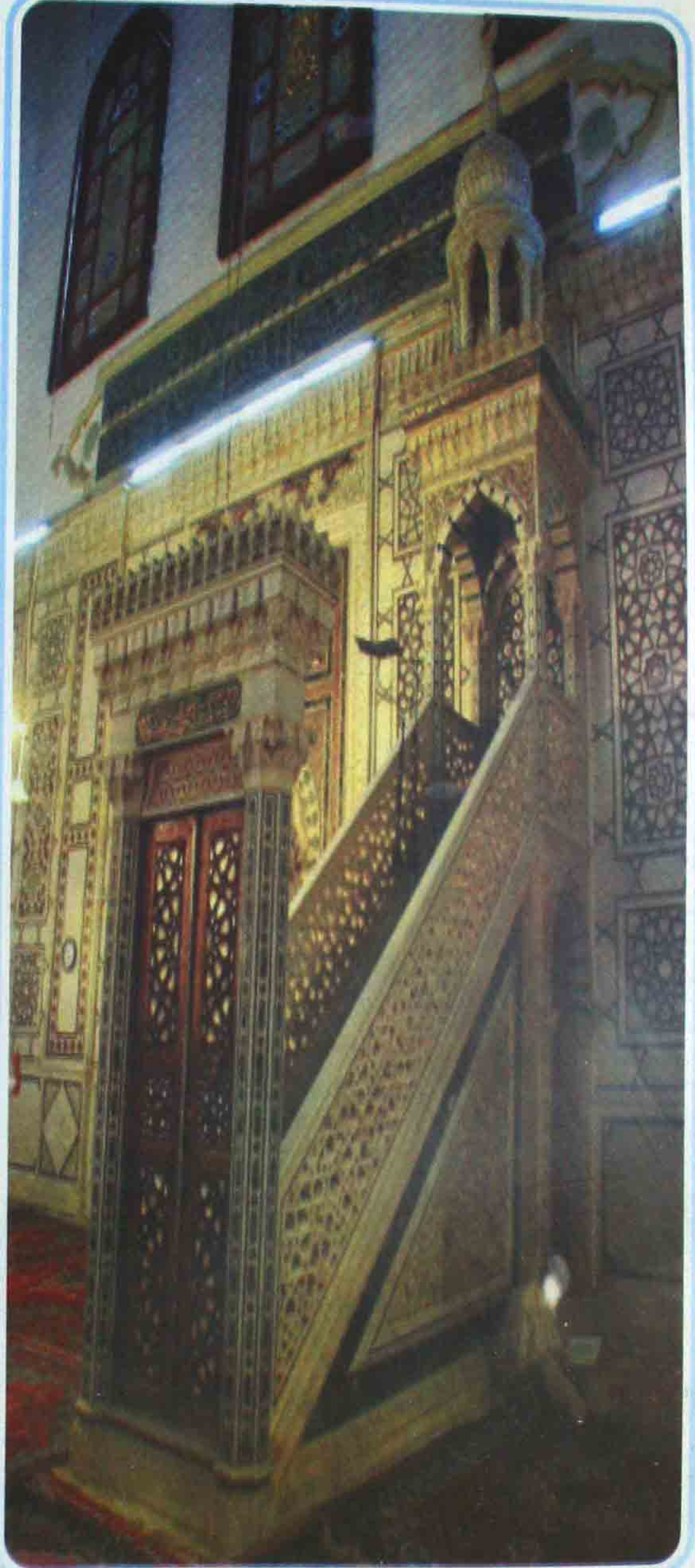
عین کرم: وہ جگہ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

مسجد اموی کا محراب



جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم جب مسجد اموی پہنچے تو افسوس ہوا کہ اتنی وسیع اور تاریخی مسجد میں اس کی شان کے مطابق مقتدی نہیں ہیں اور نہ ہی اسلامی لباس میں ملبوس نمازی ہیں۔ اکثر انگریزی لباس والے ہیں اگرچہ امام صاحب لباس اسلامی میں ملبوس ہیں۔ پون گھنٹہ عربی زبان میں علم وعلماء کے فضائل پر تقریر فرمائی۔

مسجد اموی کا منبر



شام و دمشق کی شہرہ آفاق جامع مسجد اموی کے خوبصورت اور تاریخی منبر و محراب جن کا دلفریب منظر عظمت رفتہ کی یاد دلا رہا ہے۔ یہاں نجانے کتنے ہی اولیاء اللہ اور عظیم فاتحین اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے رہے۔ یہ عظیم الشان جامع مسجد دنیا کی چندگنی چنی عظیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔

مسجد اموی کے برآمدہ کا منظر

مسجد اموی میں موجود منبر و محراب





مزار یحییٰ علیہ السلام والی مسجد کے خوبصورت نقش و نگار



حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں







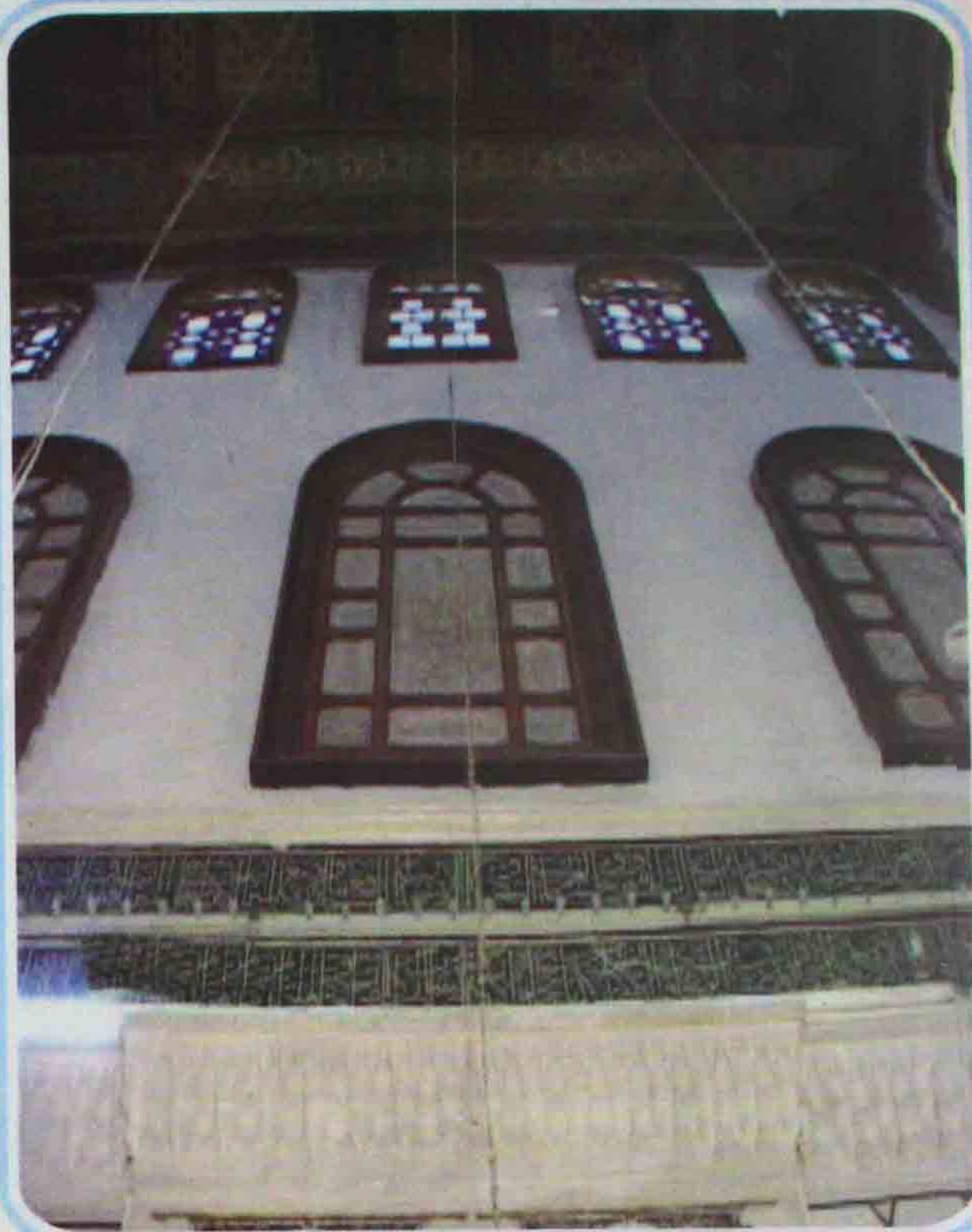
زیرِ نظر تصویر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار کے اطراف میں بنی مسجد اموی کے صحن میں موجود کنویں کے اوپر بنے پیالہ کی ہے۔ جس کے نیچے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں ہے۔ یہ پیالہ اس کنویں کی نشاندہی کے لئے بنایا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

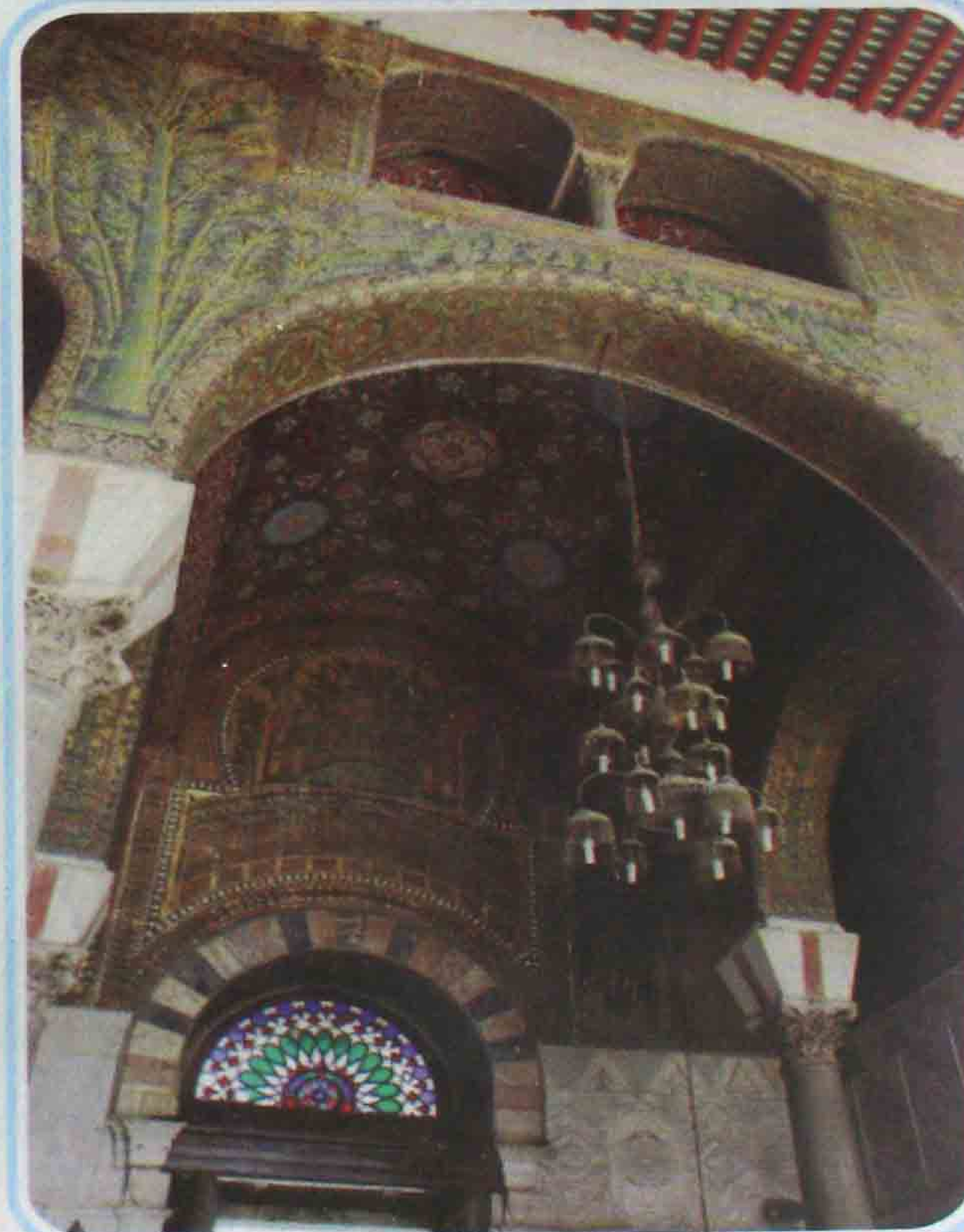


مسجد اموی کے گنبد کا اندرونی منظر



مسجد اموی کے اندرونی حصہ کی چھت کے مختلف مناظر



تذکرہ حضرت مریم علیہا السلام

حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش



حضرت مریم علیہا السلام کے گھر کا دروازہ جہاں عیسائی روایات کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ''عمران'' اور ماں کا نام ''حنہ'' تھا۔ جب بی بی مریم اپنے ماں کے شکم میں تھیں اس وقت ان کی ماں نے یہ منت مان لی تھی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے آزاد کردوں گی۔ چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو خوف لاحق ہوا کہ اب میں نذر کیسے پوری کرسکوں گی۔ عذر پیش کرتے ہوئے اور حسرت کا اظہار کرتے ہوئے رب تعالیٰ کے حضور عرض کیا:

رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰی

اے میرے رب میں نے بچی جنی۔

اب میں کیا کروں، نذر کو کیسے پورا کروں؟

تو رب قدوس نے کہا:

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ

اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا۔

جو لڑکا تمہارا مطلوب تھا وہ اس لڑکی جیسا نہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔ یعنی تم تو صرف بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہونے کے لئے لڑکا طلب کررہی تھیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں وہ لڑکی عطا کی جسے عیسیٰ روح اللہ کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہونا ہے۔

عرض کیا: اے اللہ تبارک وتعالیٰ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ مریم عربی زبان میں عابدہ (عبادت کرنے والی) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ نام رکھ کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی گئی کہ اسے دین و دنیا کی آفات سے محفوظ فرما اور ساتھ ہی یہ دعا کی کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھ۔ یعنی نیک و مطیع بنا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے انہیں ایک کپڑے میں لپیٹا اور مسجد میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے جو علماء اور قراء موجود تھے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ لوگ بیت المقدس کی خدمت گزاری میں رہتے تھے۔

چونکہ حضرت مریم علیہا السلام ان کے امام کی بیٹی تھیں اس لئے ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کی کفالت کا حق مجھے ملے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ میں حقدار ہوں، کیونکہ اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے۔ لیکن سب نے کہا کہ نہیں قرعہ ڈالتے ہیں۔

یہ حضرات ستائیس کی تعداد میں تھے۔ سب نے اپنے اپنے قلم ایک کپڑے کے نیچے رکھے اور ایک نابالغ بچے کو کہا کہ کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک قلم نکال لو۔ اس نے جو قلم نکالا وہ حضرت زکریا علیہ السلام کا تھا۔ پھر سب کہنے لگے کہ ایک مرتبہ اور قرعہ ڈالتے ہیں اب سب نہر اردن کی طرف چلے کہ اپنے اپنے قلم نہر میں ڈالتے ہیں جس کا قلم الٹا تیرا یعنی پانی کے آنے کی طرف اس کا رخ ہوا وہ کامیاب ہوگیا۔ یہ قرعہ بھی حضرت زکریا علیہ السلام کے حق میں ہی نکلا، کیونکہ آپ کا قلم ہی الٹا تیرا۔

پھر سب کہنے لگے کہ ایک مرتبہ اور قرعہ ڈالتے ہیں۔ اب جس کا قلم سیدھے رخ کی طرف چلا وہ کامیاب ہوگا۔ تیسری مرتبہ میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کو ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ علیہ السلام کا قلم ہی پانی کے بہاؤ کے رخ کی طرف چلا۔ قرعہ میں کامیابی پر آپ علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو اپنی کفالت اور پرورش میں لے لیا اور بیت المقدس کی بالائی منزل میں تمام منزلوں سے الگ ایک محراب بنا کر حضرت مریم علیہا السلام کو اس محراب میں ٹھہرایا۔

چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام اس محراب میں اکیلی خدا کی عبادت میں مصروف رہنے لگیں اور حضرت زکریا علیہ السلام صبح وشام محراب میں ان کی خبر گیری اور خورد ونوش کا انتظام کرنے کے لئے آتے جاتے رہے۔

چند ہی دنوں میں حضرت مریم علیہا السلام کی محراب کے اندر یہ کرامت نمودار ہوئی کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں جاتے تو وہاں جاڑوں کے پھل گرمی میں اور گرمی کے پھل جاڑوں میں پاتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے کہ اے مریم یہ پھل کہاں سے تمہارے پاس آتے ہیں؟ تو حضرت مریم علیہا السلام یہ جواب دیتیں کہ یہ پھل اللہ (عزوجل) کی طرف سے آتے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے بلا حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر مبارک



زیر نظر تصویر حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر مبارک ہے جو کہ عمان کے شہر سلالہ میں واقع ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ تھیں۔




وہ جگہ جہاں 2100 سال قبل حضرت مریم علیہا السلام کا گھر تھا





اسرائیل میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام رہا کرتی تھی بعد میں عیسائیوں نے یہاں پر عبادت خانہ بنادیا



نظارہ میں موجودہ حضرت مریم اوران کے چچازاد بھائی یوسف نجار کا گھر۔اب عیسائیوں نے اس جگہ عبادت خانہ بنادیا ہے۔جس کا نام چرچ آف دی انئسی ایشن رکھا گیا ہے۔



حضرت مریم علیہا السلام کا گھر۔ترکی کے ازمیر صوبے میں اینٹک افیس کے کھنڈرات سے 7 کلومیٹر دور نائٹ اینجل پہاڑی پر واقع ہے۔
حضرت مریم علیہا السلام نے یہاں اپنی زندگی کے کئی سال گزارے اور یہیں پر آپ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انوکھی پیدائش

حضرت مریم علیہا السلام ایک روز اپنے مکان میں الگ بیٹھی تھیں کہ آپ علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تندرست آدمی کی شکل میں آئے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جو ایک غیر آدمی کو اپنے پاس موجود دیکھا تو آپ علیہا السلام نے فرمایا: تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ دیکھو خدا سے ڈرنا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔

جبرائیل امین نے کہا: ڈرو مت، میں تو اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ میں تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دوں۔ حضرت مریم علیہا السلام بولیں۔ بیٹا میرے کہاں سے ہوگا۔ جبکہ میں ابھی بیاہی نہیں گئی اور کسی آدمی نے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے: یہ ٹھیک ہے مگر رب نے فرمایا ہے کہ باپ کے بغیر بھی بیٹا دینا میرے لئے کچھ مشکل نہیں اور یہ بات بھی مجھے آسان ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے یہاں بغیر باپ کے بیٹا پیدا کر کے اپنی رحمت کا اور لوگوں کے لئے ایک نشانی کا مظاہرہ کریں اور یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔ حضرت مریم علیہا السلام یہ بات سن کر مطمئن ہوگئیں۔ پھر جبرائیل امین نے ان کے گریبان میں ایک پھونک ماری تو حضرت مریم علیہا السلام اسی وقت حاملہ ہوگئیں۔ آپ کا بغیر شوہر کے حاملہ ہو جانا لوگوں کے لئے باعث تعجب ہوا۔ سب سے پہلے آپ کے حمل کا علم آپ کے چچازاد بھائی یوسف نجار کو ہوا جو بیت المقدس کا خادم تھا، وہ حضرت مریم علیہا السلام کے زہد و اتقاء اور آپ کی عبادت کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کرتا تھا اور پھر آپ کا حاملہ ہو جانا دیکھتا تو بڑا حیران ہوتا کہ یہ کیا بات ہے؟ آخر ایک دن اس نے جرأت کر کے حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھ لیا اور بات اس طرح شروع کی کہ اے مریم! مجھے بتاؤ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی وہ بغیر تخم کے ہی پیدا کی اور درخت بغیر بارش کے اپنی قدرت سے لگائے اور کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ یوسف نے کہا، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب امور پر قادر ہے اور میرا شبہ رفع ہوگیا۔

یروشلم سے بیت اللحم روانگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

ادھر بچہ کی ولادت کا قریب قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اس لئے آپ کو خیال پیدا ہوا کہ یہاں (یروشلم) سے کسی تنہائی کی جگہ چلے جانا اچھا رہے گا۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام یروشلم (بیت المقدس) سے تقریباً 9 میل دور چلی گئیں۔ اس جگہ کو آج کل ''بیت اللحم'' کہتے ہیں۔

بیت المقدس کے جنوب میں ''بیت اللحم'' کی بستی ہے جو سطح سمندر سے ڈھائی ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں زیتون کے درخت اور باغات بکثرت ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان درختوں کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ لوگ ان درختوں کے پتے بطور تبرک لے جاتے ہیں اور پادری اپنی چاندی بناتے ہیں۔ عیسائیوں کے بڑے دن میں ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ زیارت کو جاتے ہیں (اور اپنے غلط عقیدہ کے مطابق) رسوم حج ادا کرتے ہیں۔ (ارض مقدس، صفحہ 31)

بیت اللحم پہنچ کر حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ شروع ہوگیا۔ اس تکلیف کی حالت میں آپ علیہا السلام کھجور کے ایک درخت کے نیچے اس کے تنے سے سہارا لگا کر بیٹھ گئیں۔ چونکہ آپ علیہا السلام کی زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اس لئے اس پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں:

يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا (پ16 سورہ مریم آیت 23)

ہائے! کسی طرح میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔

حضرت مریم علیہا السلام نے جب یہ بات کہی تو انہیں ایک آواز آئی کہ اے مریم! اپنی تنہائی کا، لوگوں کی چہ میگوئی اور کھانے پینے کا کوئی غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر جاری کر دی ہے اور اس کھجور کے درخت کی جڑ پکڑ کر اسے ہلا، چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس درخت کو ہلایا تو وہ فوراً سرسبز و شاداب ہوگیا اور اسے تازہ پھل بھی لگ گیا اور پکی کھجوریں گرنے لگیں۔ پھر جب آپ علیہا السلام کے پیٹ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آواز آئی کہ لے پھل بھی کھا، پانی بھی پی اور اپنے نور عین بچے سے آنکھیں بھی ٹھنڈی رکھ اور جب کوئی شخص تجھ سے اس معاملہ میں پوچھے تو تم خود کچھ مت کہنا بلکہ اسی اپنے بچہ کی طرف اشارہ کر دینا۔



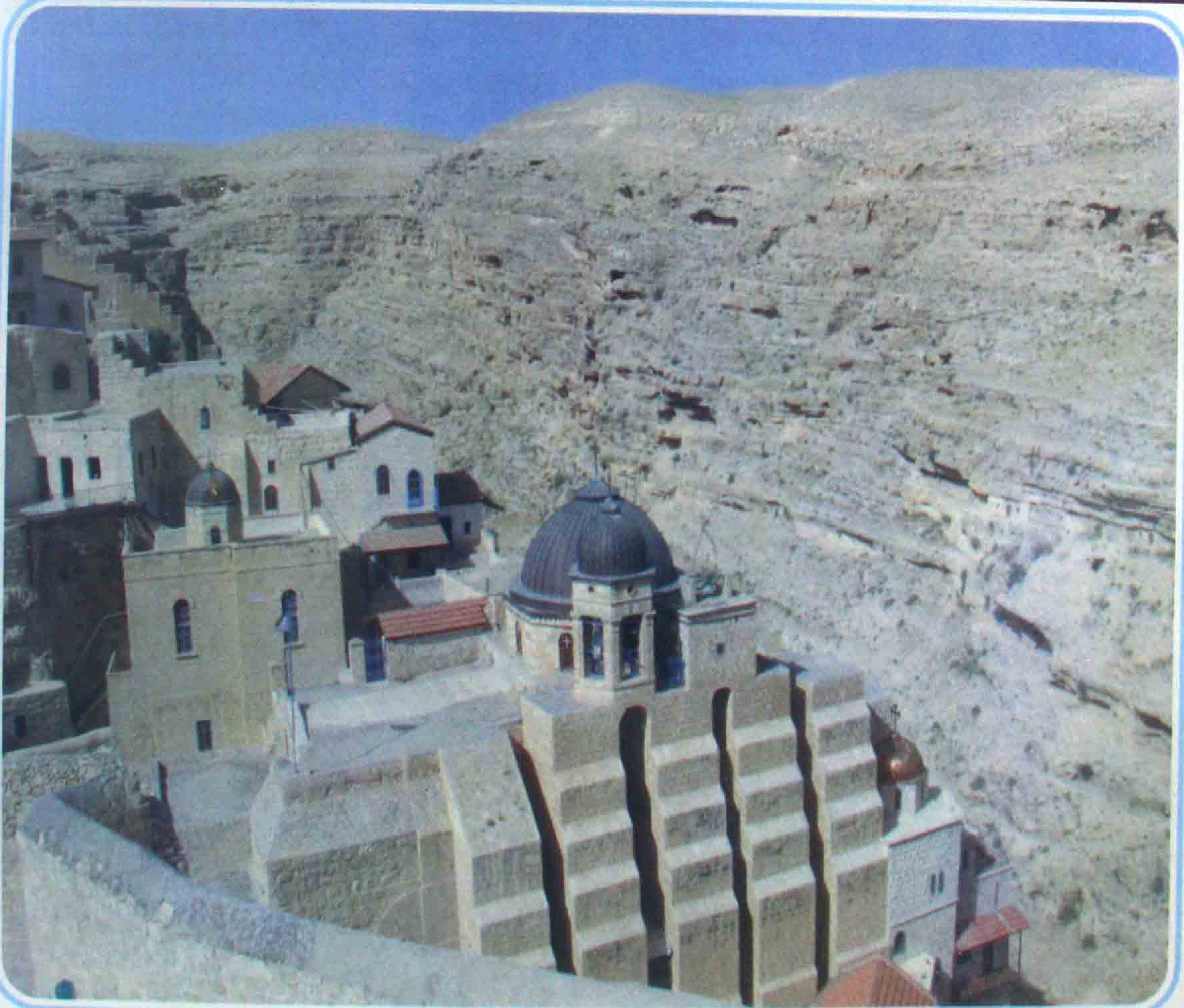
بیت اللحم: وہ شہر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

گود میں لیٹے بچہ کی لوگوں سے گفتگو

جب حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لے کر بنی اسرائیل کی بستی میں تشریف لائیں تو قوم نے آپ علیہا السلام پر بدکاری کی تہمت لگائی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اے مریم! تم نے بہت برا کام کیا۔ حالانکہ تمہارے والدین میں کوئی خرابی نہیں تھی اور تمہاری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔ بغیر شوہر کے تمہارے لڑکا کیسے ہو گیا؟ جب قوم نے بہت زیادہ طعن زنی اور بدگوئی کی تو حضرت مریم علیہا السلام خود تو خاموش رہیں مگر اشارہ کیا کہ اس بچے سے تم لوگ سب کچھ پوچھ لو۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس بچے سے کیا اور کیونکر اور کس طرح گفتگو کریں؟ یہ تو ابھی بچہ ہے جو پالنے میں پڑا ہوا ہے۔ قوم کا یہ کلام سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر شروع کر دی۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾

ترجمہ: بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں جہاں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔ (سورہ مریم 31 تا 33)



بیت اللحم: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گود میں لیٹے ہوئے اپنی ماں کی پاکدامنی کی شہادت دی۔




وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام کی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ سے ملاقات ہوئی





اسرائیل میں موجود وہ جگہ جو کہ ویزیٹیشن کے نام سے مشہور ہے۔ اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام حالت حمل میں اپنی خالہ زاد بہن جو کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئی تھیں اور وہاں حضرت مریم علیہا السلام نے تین ماہ قیام فرمایا۔ گویا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہیں حضرت زکریا علیہ السلام کا گھر تھا۔ یہ جگہ یروشلم کی مغربی جانب عین الکرم میں واقع ہے۔
عین کرم یروشلم میں 8 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ لی تھی

ملک گروٹو: بیت اللحم میں Church of nativity کے جنوب میں ملک گروٹو واقع ہے۔ اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرود بادشاہ کے سپاہیوں سے سے چھپ کر کچھ وقت گزارا تھا اور یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتے ہوئے حضرت مریم علیہا السلام کے دودھ کا قطرہ غار کی زمین پر گرا تھا اور زمین کا وہ حصہ سفید چٹان میں بدل گیا تھا۔





زیرنظر تصویر فلسطین کے شہر بیت اللحم میں موجود ملک گروٹو نامی جگہ کی ہے۔ اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام نے مصر جانے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا۔ اس جگہ دونوں مبارک ماں بیٹے کا قیام تاریخی شہادتوں سے ثابت ہے۔

وہ غار جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے پناہ لی تھی



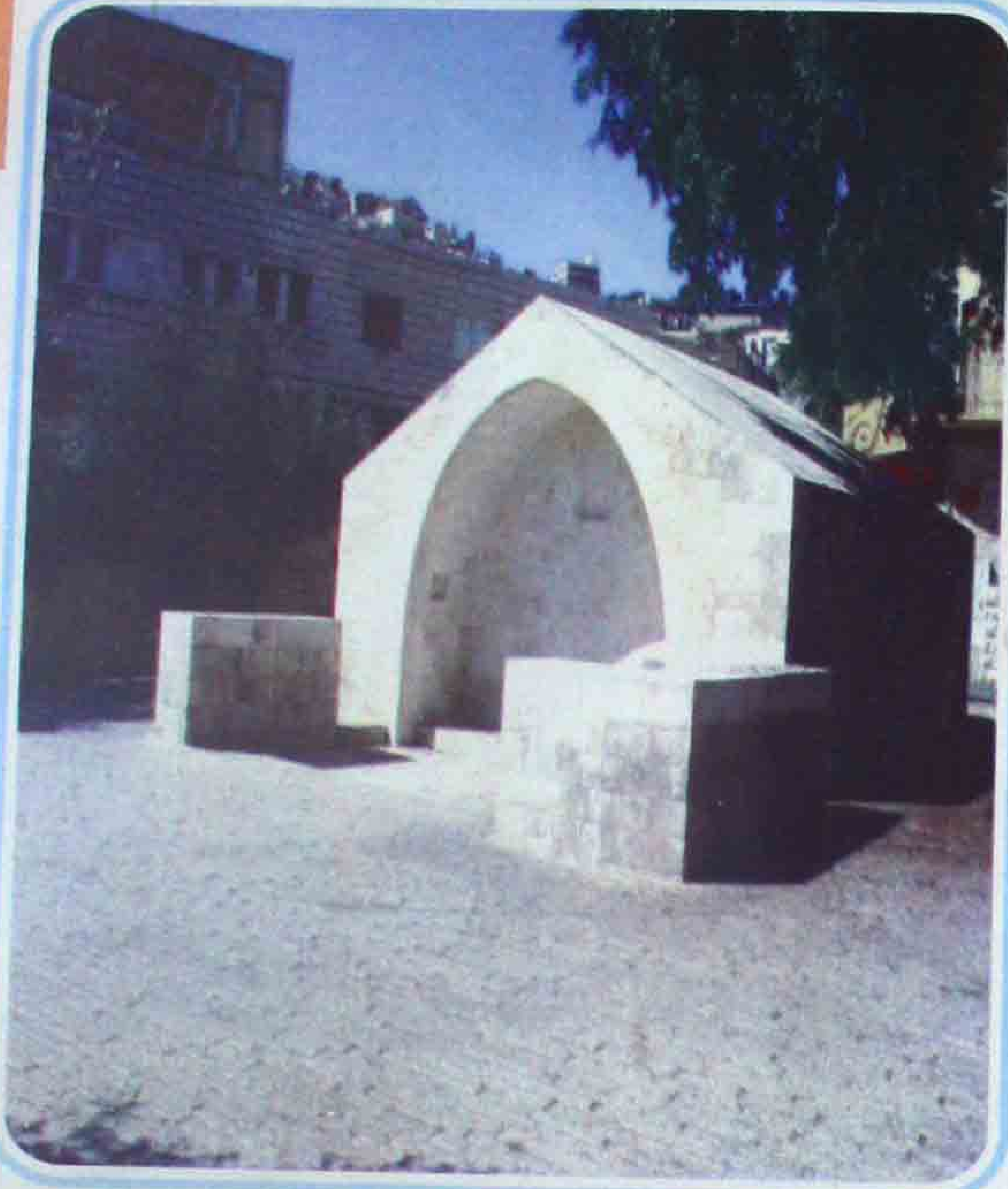
وہ غار جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے چھپ کر پناہ لی تھی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ علیہا السلام کی گود میں تھے



زیر نظر تصویر فلسطین میں موجود ملک گروٹو نامی اس جگہ کی ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں گفتگو کرنے پر خوفزدہ ہونے کے باعث بادشاہ کے ڈر سے چھپی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ دودھ پلایا تھا۔ بعد میں اس جگہ پر عیسائیوں نے چرچ بنا دیا۔ زیر نظر تصویر اس جگہ پر بنی عمارت کے اندر کی ہے۔




حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب کنویں اور چشمے کی مختلف تصاویر



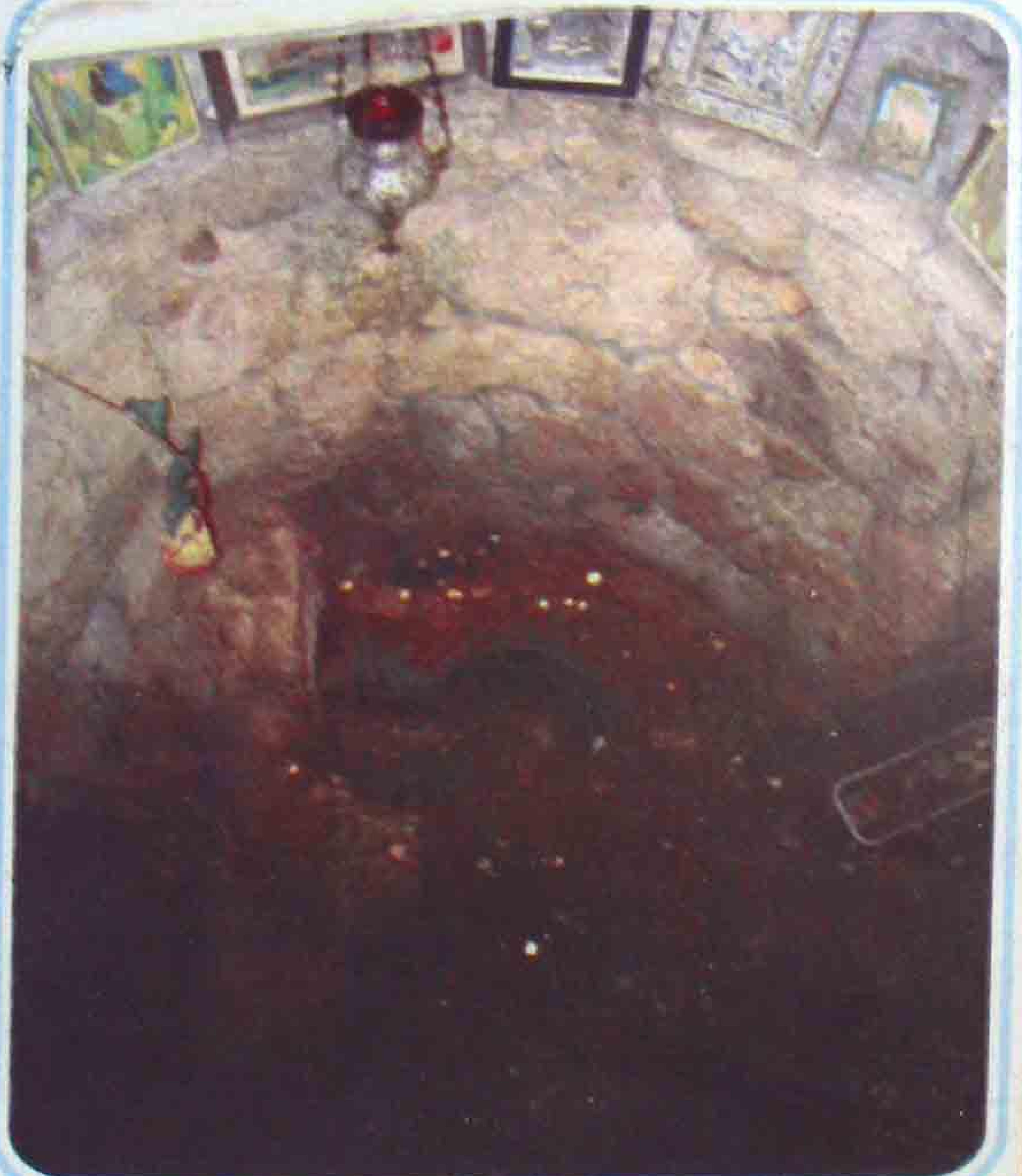
حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب کنواں



حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب چشمہ

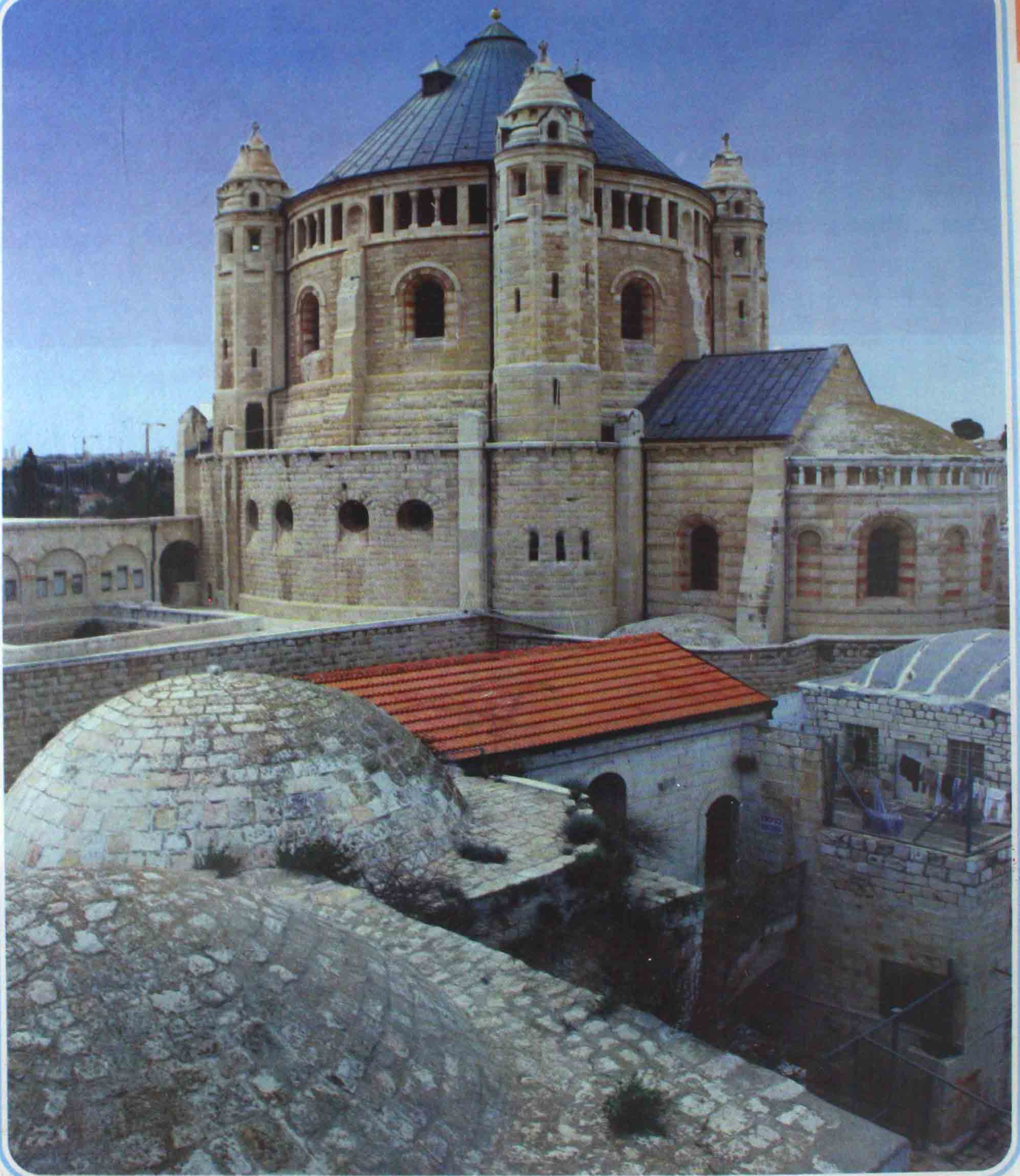


حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب کنواں



حضرت مریم علیہا السلام سے منسوب چشمہ

وہ جگہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام کا انتقال



زیرِ نظر تصویر اسرائیل میں موجود ڈیتھ میری نامی جگہ کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام کی وفات ہوئی۔ پھر آپ کو رسومات کے بعد جبل زیتون میں دفن کیا گیا۔ اس جگہ کی تصاویر بھی احقر نے قارئین کے لئے اس کتاب میں شامل کی ہیں۔ بعد میں عیسائیوں نے یادگار کے طور پر اس جگہ عبادت خانہ بنا دیا۔

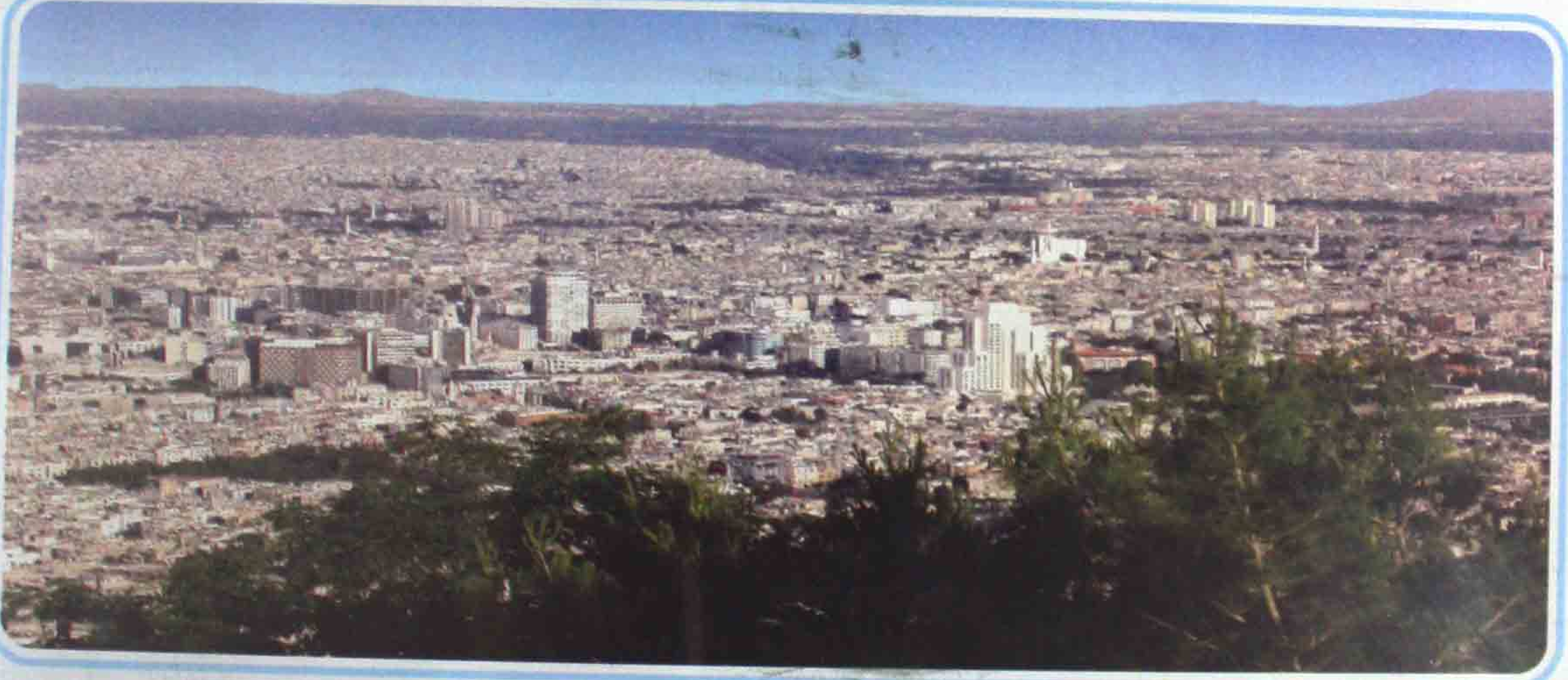
حضرت مریم علیہا السلام کا مزار

وادی کیدرون میں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کی قبر ہے۔ یہ ایک چرچ ہے۔ جس کے تہہ خانے میں ایک غار کے اندر حضرت مریم علیہا السلام کی قبر بتائی جاتی ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے مزار کے اوپر جو چرچ ہے اس کی تعمیر 1906ء میں شروع ہوئی اور 1910ء میں مکمل ہوئی۔ جرمنی کے بادشاہ ولیم دوم نے 1898ء میں بیت المقدس کا دورہ کیا تو سلطان عبدالمجید نے یہ جگہ اسے تحفہ میں دی اور پھر جرمن چرچ والوں نے اس مقام پر چرچ تعمیر کرنے کے لئے پیسے دیئے۔

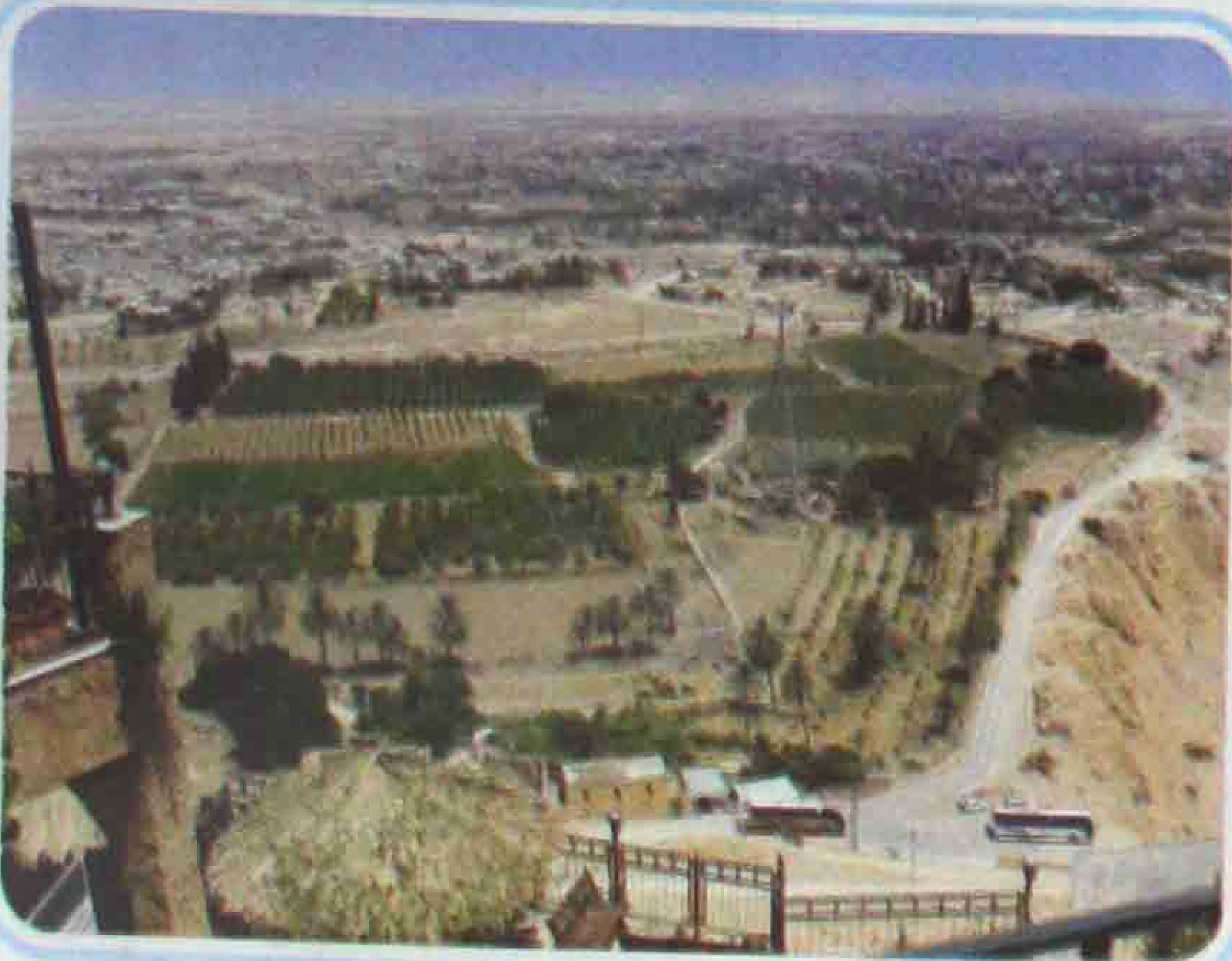
یہ چرچ وادی کیدرون میں ہے جو بیت المقدس میں کافی مشہور ہے۔ یہ وادی پرانے شہر کی ڈھلوان سے شروع ہو کر دوسرے کنارے تک جاتی ہے۔ شہر کا سب سے بڑا اور پرانا قبرستان بھی اسی وادی میں ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا مزار مبارک



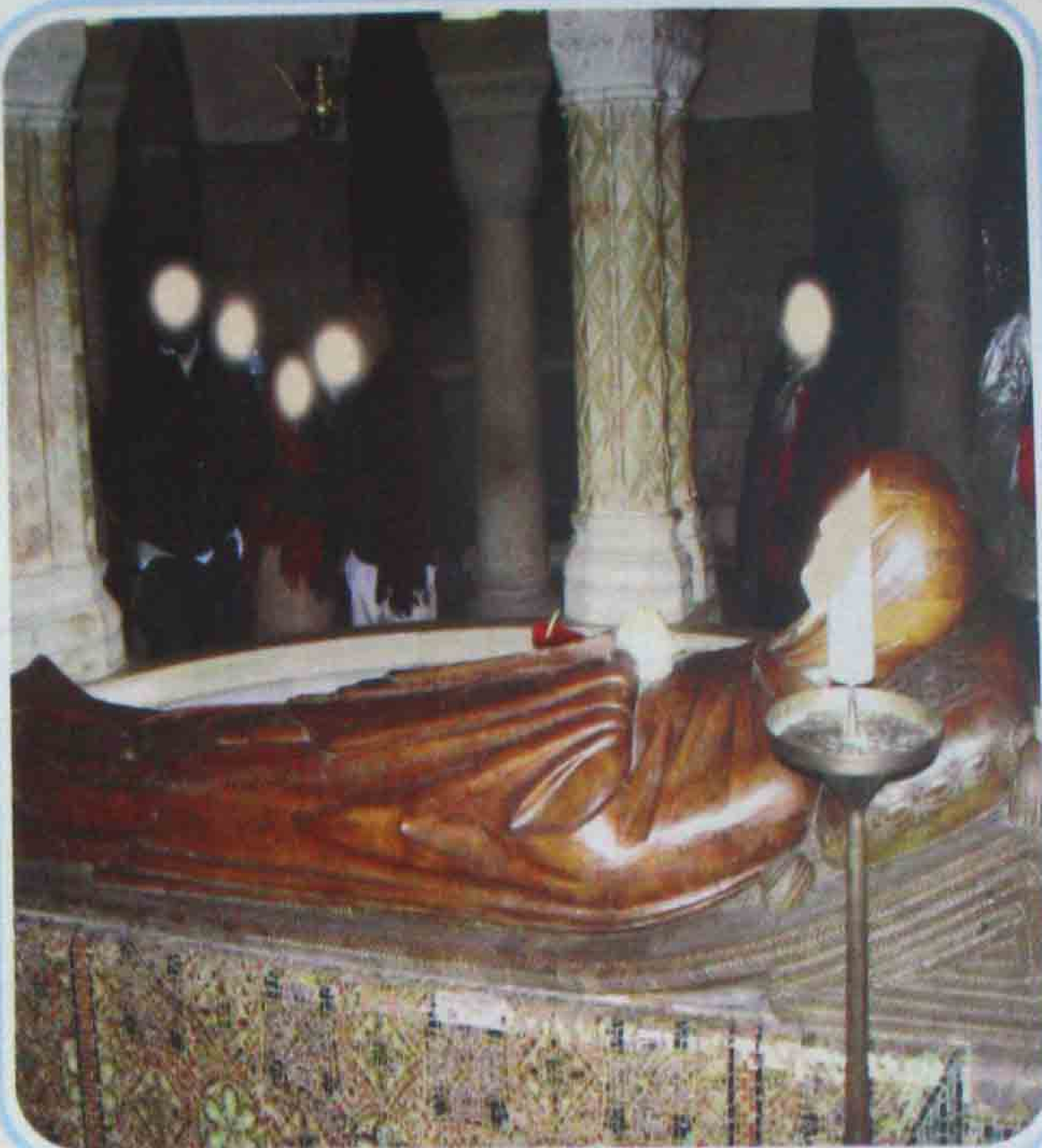
حضرت مریم علیہا السلام کا مقبرہ یروشلم میں ماؤنٹ آف اولیو کے پاس وادی کیدرون میں چٹان میں موجود غار کے اندر واقع ہے۔
یہ غار چٹان کو کاٹ کر پہلی صدی عیسوی میں بنایا گیا۔ اب اس غار پر عیسائیوں نے عبادت خانہ بنا دیا ہے۔





مزار مریم علیہا السلام کا بیرونی منظر

حضرت مریم علیہا السلام کے مزار کا اندرونی منظر



حضرت مریم علیہا السلام کی قبر مبارک



حضرت مریم علیہا السلام کی قبر والے کمرہ کا قدیم دروازہ

غار میں بنی حضرت مریم علیہا السلام کی قبر مبارک تک جانے والا راستہ



مقام انتقال حضرت مریم علیہا السلام کی جگہ بنی عمارت کا اندرونی منظر





حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی قبر و مزار

تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نام نامی کے ساتھ قرآن مجید میں 25 دفعہ، لقب مسیح کے ساتھ 11 دفعہ اور ابن مریم کی کنیت کے ساتھ 23 مرتبہ مذکور ہیں۔

حلیہ مبارک

بخاری کی حدیث معراج میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تو ان کو درمیانہ قد، سرخ و سپید پایا۔ بدن ایسا شفاف تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حمام سے نہا کر آئے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے کاکل کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور بعض احادیث میں ہے کہ رنگ کھلتا ہوا گندم گوں تھا۔ بخاری کی روایت اور اس روایت میں اداء و تعبیر کا فرق ہے۔ حسن میں اگر صباحت کے ساتھ ملاحت کی آمیزش بھی ہوتی ہے تو اس رنگ میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، کسی وقت اگر سرخی جھلک آئی تو صباحت نمایاں ہو جاتی ہے اور اگر کسی وقت ملاحت غالب آ گئی تو چہرہ پر حسن و لطافت کے ساتھ کھلتا ہوا گندم گوں رنگ چمکنے لگتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام، سلسلۂ انبیائے بنی اسرائیل کے آخری نبی اور حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں۔ ان کی پیدائش معجزانہ انداز میں بغیر باپ کے ہوئی۔ جب یہودیوں نے آپ علیہ السلام کی والدہ پر الزام لگایا تو آپ علیہ السلام نے گود میں معجزانہ انداز میں کلام کر کے اپنی والدہ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کوہ ساعیر کے دامن میں ہے۔ یہ جگہ بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے۔ بعض لوگوں نے جائے پیدائش ناصرہ کو قرار دیا ہے۔ (ترجمان القرآن) پیدائش کے بعد سے لے کر نبوت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں رہے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قرآن وحدیث میں اس مسئلے پر سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ ابن کثیر (البدایہ 70/2) نے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی روایات کے ماہر تھے، یہ نقل کیا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام بادشاہ وقت ہیرود کے خوف سے مصر کے کسی مقام پر چلی گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے ابتدائی 12 سال وہیں گزرے۔ (الطبری تاریخ 22/2)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 30 سال ہوئی تو ان پر نزول وحی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پورے زور وشور سے دعوت وتبلیغ کا آغاز کر دیا۔ ان کی تبلیغ میں حکمت ودانائی کے ساتھ ساتھ احکام الٰہی پر شدت سے عمل کرنے اور کرانے کا جذبہ بھی پایا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے مواعظ میں ان مذہبی لوگوں کو خاص طور پر ہدف تنقید بنایا، جنہوں نے مذہب کے نام پر دکانداریاں قائم کر رکھی تھیں۔ انہوں نے اعلان نبوت کے چند دن بعد ایک پہاڑی پر وعظ کیا، جسے خطبہ کوہ (Sermon on the mount) کہا جاتا ہے۔ اس وعظ میں ان کی تمام تعلیمات کا خلاصہ موجود ہے۔ پھر جیسے جیسے عوام ان سے متاثر ہوتے گئے، خواص، یعنی مذہبی لوگ، کاہن اور فریسی (Pharisees) اتنے ہی ان کے مخالف ہوتے گئے، کیونکہ انہیں اپنی مذہبی سیادت ختم ہوتی نظر آ رہی تھی۔

(اردو دائرہ معارف الاسلامیہ: 364/14/2، بحوالہ: نشانات ارض قرآن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن میں کلام کے معجزے کی خبر ہر طرف پھیل گئی کہ نوزائیدہ بچہ باتیں کرتا ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن ہی میں مشہور ہو گئے

پھر یہ خبر شام کے بادشاہ تک بھی پہنچی۔ وہ کافر اور ظالم تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جاؤ اس بچے کا پتا کرو اور قتل کر دو۔

یہ خبر حضرت مریم علیہا السلام تک بھی پہنچ گئی کہ شام کے بادشاہ کی طرف سے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں اور وہ ان کے بچے کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ علیہا السلام نے بچے کو اٹھایا اور وہاں سے نکل کھڑی ہوئیں۔ ایک قافلہ مصر کی طرف جا رہا تھا، آپ علیہا السلام اس قافلہ میں شامل ہو گئیں۔ پھر راستے میں آپ علیہا السلام وہاں سے دمشق اور صالحہ کے شمال کی طرف جبل قادسیون میں واقع ایک گاؤں میں یہود کے خوف سے پناہ گزین ہوئیں۔ غرضیکہ حضرت مریم علیہا السلام مصائب سفر برداشت کرتی ہوئیں مصر پہنچیں اور مصر میں 12 برس قیام پذیر رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک کاتب کے پاس لے گئیں اور کہا کہ اس بچے کو لکھنا پڑھنا سکھانا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کو مارنا نہیں۔ معلم نے آپ علیہ السلام کو کہا کہ لکھو۔ آپ علیہ السلام نے کہا کہ میں کیا لکھوں؟ تو اس نے کہا کہ حروف ابجد (ا ب ت وغیرہ) لکھو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ابجد کیا ہیں؟ معلم نے اپنا کوڑا آپ علیہ السلام کو مارنے کے لئے اٹھایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے مؤدب (ادب سکھانے والے) مجھے ماریں نہیں، اگر آپ کو علم نہیں تو مجھ سے پوچھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ:

(الف) آلاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) سے لیا ہوا ہے
(ب) بہاء اللہ (اللہ کی خوبصورتی) سے
(ج) جمال اللہ (اللہ کا جمال) سے
(د) اداء الحق الی اللہ (اللہ کے حقوق اس کے سپرد کرنا) سے ماخوذ ہے۔

اور برکت والا بنانے کا مقصد یہ بھی ہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ تمام احوال میں مجھے غالب بنایا، جب تک میں دنیا میں رہوں گا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ دلائل میں غیروں پر غالب رکھے گا اور جب دنیا سے جانے کا میرا وقت آ جائے گا تو مجھے زندہ ہی آسمانوں پر اٹھا لیا جائے گا۔

مصر کے بعد ماں بیٹا ناصرہ میں مقیم ہو گئے۔ یہاں 18 برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا۔ جب آپ علیہ السلام کی عمر 30 برس کی ہو چکی تو وحی الٰہی نازل ہوئی اور ہدایت یہود پر معمور ہوئے۔ آرون ندی پر آپ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہر میں غوطہ دیا (یعنی اصطباغ کیا) اس کے بعد سے 30 برس تک تبلیغ دین عیسوی کرتے رہے۔ ہیروڈوس کی بیوی کے کہنے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل کیے گئے۔ یہ بزرگوار اُون کے کپڑے پہنتے تھے۔ زہد وورع میں شہرہ آفاق تھے۔ شب وروز عبادت میں ایسے مصروف رہتے کہ جسم لاغر ہو گیا تھا۔

آپ علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معجزات دکھائے۔ ان پر خوان نعمت نازل ہوا، انجیل شریف آپ علیہ السلام ہی پر اتری۔ اون اور بالوں کے کپڑے پہنتے اور ساگ پات کھاتے۔ آپ علیہ السلام کے 12 حواری تھے۔

1	شمعون الصفا	2	اندراوس	3	یعقوب ابن زبدی
4	یحییٰ	5	فیلبس	6	برتولوماؤس
7	لوقا	8	متی العشا	9	یعقوب ابن حلفا
10	لیا (نداؤس)	11	شمعون القنانی	12	یہودا الاصخر لوطی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب چند واقعات

زمین میں دھنس گئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ویران گاؤں پر گزر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے خدا سے دعا فرمائی کہ اس کو گویائی عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی خاطر اسے زبان عطا کر دی اور وہ گاؤں کہنے لگا ''اے روح اللہ! آپ کیا چاہتے ہیں؟''

آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''تجھے ویران ہوئے کتنا زمانہ گزرا؟''

اس نے کہا:

''چار ہزار سال۔''

پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''تجھ میں کتنے لوگ آباد تھے؟''

اس نے کہا:

''یہ تو مجھے معلوم نہیں، مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک ایک نام کے چالیس ہزار مجھ میں آباد تھے۔''

آپ علیہ السلام نے پوچھا:

''ان کی ہلاکت کا کیا سبب ہوا؟''

اس نے کہا:

''ان کے پاس ایک سونے کا بت تھا، جس کی ہر روز ہزار آدمی خدمت کیا کرتے تھے اور ہر شب کو ہزار عورتیں اس کی خدمت گذاری میں لگی رہتی تھیں اور ہر روز سات بار ان کا بادشاہ اس کو سجدہ کیا کرتا تھا اور ہر شب کو اس کے سجدے میں مشغول رہتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کے سوا ہم کسی پروردگار کو نہیں پہچانتے۔ چنانچہ ایک بار تمام شب اس کے پاس لہو و طرب میں مشغول رہے اور اس پر خدا نے ان سب کو زمین میں دھنسا دیا۔''

پتھر کا تکیہ

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پتھر کا تکیہ رکھا۔ ابلیس وہاں سے گزرا تو کہنے لگا:

''اے عیسیٰ! آپ تو دنیا میں راغب ہو گئے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سر کے نیچے سے پتھر ہٹایا اور ابلیس کی طرف دے مارا اور فرمایا: ''لے جا! یہ دنیا بھی تو ہی لے لے۔''

پتھر اور پھول

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر یہود کی طرف ہوا۔ یہود نے آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ آپ علیہ السلام نے نہایت نرمی سے اور خیر بھرے الفاظ میں جواب دیا۔

لوگوں نے آپ علیہ السلام سے اس کی وجہ دریافت کی، تو فرمایا:

كل احد ينفق مما عنده

یعنی جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہی خرچ کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، صفحہ ۳۸۳، جلد ۱)

بوسیدہ مکان

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کاش آپ گھر بنا لیتے۔

فرمایا: ''جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کے بوسیدہ مکان ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔''

خوف خدا کے سبب آنکھ ہی نکال دی

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بہت سے لوگوں کو لے کر بارش کی دعا کرنے چلے۔ وحی نازل ہوئی کہ ''جب تک تمہارے ساتھ گناہگار لوگ موجود ہیں بارش نہیں برسائی جائے گی۔''

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ ''تم میں سے جو، جو گناہگار رہے وہ چلا جائے، جس نے کوئی گناہ کیا ہو وہ ہمارے ساتھ نہ رکے۔''

یہ سن کر تمام لوگ واپس پلٹ گئے، لیکن ایک ایسا شخص باقی رہا جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ ''تم واپس کیوں نہیں گئے؟''

وہ شخص عرض گزار ہوا:

''یا روح اللہ علیہ السلام! میں نے لمحہ بھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، البتہ ایک مرتبہ بلا قصد میری نظر ایک اجنبی عورت کے پاؤں پر پڑ گئی، اپنے اس فعل پر میں بہت شرمندہ ہوا اور اپنی سیدھی آنکھ نکال پھینکی۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر میری دوسری آنکھ بھی خطا کرتی تو میں اسے بھی نکال پھینکتا۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ علیہ السلام کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ ''تو ہمارے لئے دعا کر، میری نسبت تو زیادہ دعا کرنے کا حقدار ہے۔ کیونکہ میں تو نبوت کی وجہ سے گناہوں سے معصوم ہوں، اور تو معصوم بھی نہیں لیکن پھر بھی ساری زندگی گناہوں سے بچتا رہا۔''

چنانچہ وہ شخص آگے بڑھا اور اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ پھر کچھ اس طرح سے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض گزار ہوا:

''اے ہمارے پروردگار عزوجل! تو نے ہی ہمیں پیدا فرمایا اور تو ہماری پیدائش سے پہلے بھی جانتا تھا کہ ہم کیا عمل کرنے والے ہیں، پھر بھی تو نے ہمیں پیدا فرمایا، جب تو نے ہمیں پیدا فرما دیا تو، تو ہی ہمارے رزق کا کفیل ہے۔ اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں باران رحمت عطا فرما۔''

اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان ہے! ابھی وہ شخص دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ایسی بارش آئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہو اور اس کی دعا کی برکت سے پیاسے سیراب ہو گئے۔

(حوالہ عیون الحکایات)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش: بیت اللحم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا کیا۔ آپ علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

1 بعض کا کہنا ہے کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش بیت اللحم میں ہوئی۔

2 بعض مورخین نے آپ علیہ السلام کی جائے پیدائش ناصرہ کو قرار دیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم علیہا السلام وقت کے بادشاہ ہیرود کے خوف سے مصر چلی گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی 12 سال مصر ہی میں گزرے۔ (حوالہ تاریخ طبری ۲/۲۲)

مشہور قول یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت بیت اللحم ہے۔ یہ بیت المقدس سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ عیسائیوں نے جائے ولادت کی جگہ ایک گرجا گھر بھی بنایا ہوا ہے جو کہ 326ء میں تعمیر ہوا تھا۔

ناصرہ

حضرت مریم علیہا السلام نے زندگی کا اکثر حصہ ناصرہ میں گزارا۔ اس کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ یہ بیت المقدس سے سوکلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

اسرائیل کے شہر بیت اللحم میں جس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اب اس جگہ کے اوپر چرچ بنا دیا گیا ہے جو کہ چرچ آف نیٹی ویٹی کے نام سے مشہور ہے۔

بادشاہ کانسٹائین کی والدہ ہیلن نے ایک عظیم الشان چرچ 330ء میں تعمیر کروایا جو دنیا کا قدیم ترین چرچ ہے۔ یہ چرچ بیت اللحم میں ہے۔ یہ دنیا کی قدیم عمارت میں سے ہے۔ روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں پیدا ہوئے۔ یہاں پر ایک درخت ہے، جہاں حضرت مریم علیہا السلام دردزہ کے وقت بیٹھی تھیں۔ اس درخت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر آپ علیہا السلام کو کھجوروں کا تحفہ پیش کیا تھا۔ یہاں پر ایک غار ہے اور غار سے بالکل متصل کونے میں ایک پتھر نصب ہے جس میں ایک سوراخ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس جگہ کھجور کا وہ درخت تھا جس کے متعلق قرآن مجید میں ذکر ہے کہ "اے مریم! اس کو ہلاؤ تو کھجوریں گریں گی۔"

جس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی وہاں ایک بچے کی شکل کا بت بھی رکھا ہوا ہے۔ اس کے قریب ایک پنگوڑے میں بھی بچے کا بت ہے۔ زیارت کو آنے والے عیسائی ان بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کی ماں (نعوذ باللہ من ذلک) مانتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر شوقی ابوخلیل اطلس القرآن میں بیت اللحم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بیت اللحم، بیت المقدس کے جنوب میں آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر غرب اردن کے اندر واقع ہے جو 1967ء سے اسرائیلی تسلط میں ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں کلیسائے ولادت ہے۔ جسے قسطنطین اعظم نے آٹھ کلومیٹر تعمیر کرایا تھا۔

یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس آئے تو بیت اللحم کا ایک راہب حاضر ہوا، اس نے کہا کہ میرے پاس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیت اللحم کے لئے امان نامہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاعلمی ظاہر کی تو اس نے وہ امان نامہ پیش کیا (جو اس نے دور جاہلیت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھوایا تھا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہچان کر کہا کہ یہ درست ہے۔ مگر ضروری ہے کہ ہم عیسائیوں کے ہر مقام پر مسجد بنائیں۔

راہب نے کہا کہ بیت اللحم میں ایک محراب ہے جس کا رخ آپ کے قبلے کی طرف ہے۔ اسے آپ مسلمانوں کے لئے مسجد بنالیں اور گرجا منہدم نہ کریں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرجے کو چھوڑ دیا اور محراب کے پاس جا کر نماز پڑھی اور اسے مسجد بنالیا۔ اسے محراب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے۔ فرنگیوں (صلیبیوں) نے جب شہر پر قبضہ کیا تو اس میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہاں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ (معجم البلدان)

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال

جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم پھر بیت اللحم میں موجود تھے۔ مسجد عمر سے ہوتے ہوئے ایک کھلے صحن سے گزر کر ایک عالیشان چرچ میں داخل ہوئے۔ چرچ میں داخل ہونے کے تین دروازے ہیں۔ لیکن پادریوں نے دو دروازے اینٹیں لگا کر بند کر کے ایک چھوٹا 120 سینٹی میٹر اونچا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔ میرے خیال میں دروازہ چھوٹا اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ لوگ جھک کر چرچ میں داخل ہوں۔ دنیا کا یہ پہلا چرچ چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے بنایا تھا۔ چرچ کے تہہ خانے میں ایک غار ہے جہاں پر چرچ تعمیر ہونے سے قبل ایڈونس دیوتا کی عبادت کی جاتی تھی اور اسے اس دیوتا کی جائے پیدائش قرار دیا جاتا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی میں عیسائی علماء نے اس غار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش قرار دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ کیتھولک اور مغربی چرچ اسے 25 دسمبر قرار دیتے ہیں۔ آرمینا کے چرچ، جو مشرقی کیلنڈر استعمال کرتے ہیں، 16 جنوری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں۔ جبکہ یونانی آرتھوڈکس یوم پیدائش 7 جنوری کو قرار دیتے ہیں۔

بیت اللحم کا یہ چرچ یورپ اور دنیا کے کونے کونے سے آنے والے عیسائی زائرین سے بھرا ہوا تھا۔ ہم نے چرچ کو گھوم پھر کر دیکھا۔ یہ اعلیٰ نقش ونگار سے مزین تھا۔ ہم ایک تنگ راستے سے چرچ کے تہہ خانے میں بھی اترے۔ وہاں وہ غار ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے بچے کی پیدائش کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے پناہ لی تھی۔

حضرت مریم علیہا السلام اسی کھجور کے درخت سے کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر گزارہ کرتی رہی تھیں۔ اسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنم لیا تھا۔ جس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، وہاں ایک ستارے کا نشان لگا کر اس بات کی نشاندہی کر دی گئی ہے تاکہ لوگوں کو پیدائش کے اصل مقام کا پتہ چلتا رہے۔ اس ستارے کے قریب دو موم بتیاں جلتی رہتی ہیں۔ فرش سنگ مرمر کا ہے۔ غار میں داخل ہونے کے لئے ایک طرف سے نیچے سیڑھیاں اترنی پڑتی ہیں جبکہ باہر نکلنے کے لئے دوسری طرف سیڑھیاں اوپر چڑھتی ہیں۔

بیت اللحم کا عربی میں مطلب "گوشت کا گھر" اور عبرانی میں مطلب "روٹی کا گھر" ہے۔ اس قصبہ میں مجھے زیادہ تر لکڑی کے وہ کاریگر نظر آئے جو زیتون کی لکڑی سے زائرین کے لئے مذہبی اشیاء تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے کاریگر پتھر کی دیواریں تیار کرنے کے لئے مشہور ہیں۔ لوگوں کی آمدن کا انحصار زائرین پر ہے۔

یہ قصبہ بیت المقدس سے 330ء میں دور ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام جو ایک زاہدہ، نیک، پرہیزگار اور اللہ کی نیک بندی تھیں، مسجد اقصیٰ کے قریب ہی ایک محلہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ بیت المقدس میں وہ حضرت زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں زیر تربیت رہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام حرم شریف کے مشرقی حصہ میں پردہ کر کے اعتکاف میں بیٹھی تھیں جب اللہ کا فرشتہ آیا اور حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹے کی بشارت دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مکمل تفصیل قرآن پاک کی سورہ مریم کی آیت نمبر 16 میں موجود ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے



اسرائیل کے شہر بیت اللحم میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے

بیت اللحم شہر بیت المقدس سے تقریباً **8 کلومیٹر** دور مشہور بستی ہے۔ اس شہر کے اگلے کنارہ پر حضرت راحیل زوجہ حضرت یعقوب علیہ السلام یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کی قبر شریف ہے، یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے۔ قبر پر قبہ بنا ہوا ہے۔ 8 فٹ اونچی 5 ہاتھ لمبی قبر ہے۔

یہاں کے منتظم عیسائی ہیں، بیت اللحم میں **10** فیصد مسلمان ہیں اور **90** فیصد عیسائی ہیں۔ بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے، سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے، اس کے مقابلہ میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں بہت پرانا گرجا ہے۔ اس گرجے کو بیت اللحم کہتے ہیں۔ اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے، عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی انگریز اندر لے گیا بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھا کہ ایک محراب سی پتھر کی بنی ہوئی ہے جس پر غلاف پڑا ہے اور بہت آراستہ ہے، محراب کے اندر اور دروازہ پر موتی لٹک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے، وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات نہایت فصاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا۔

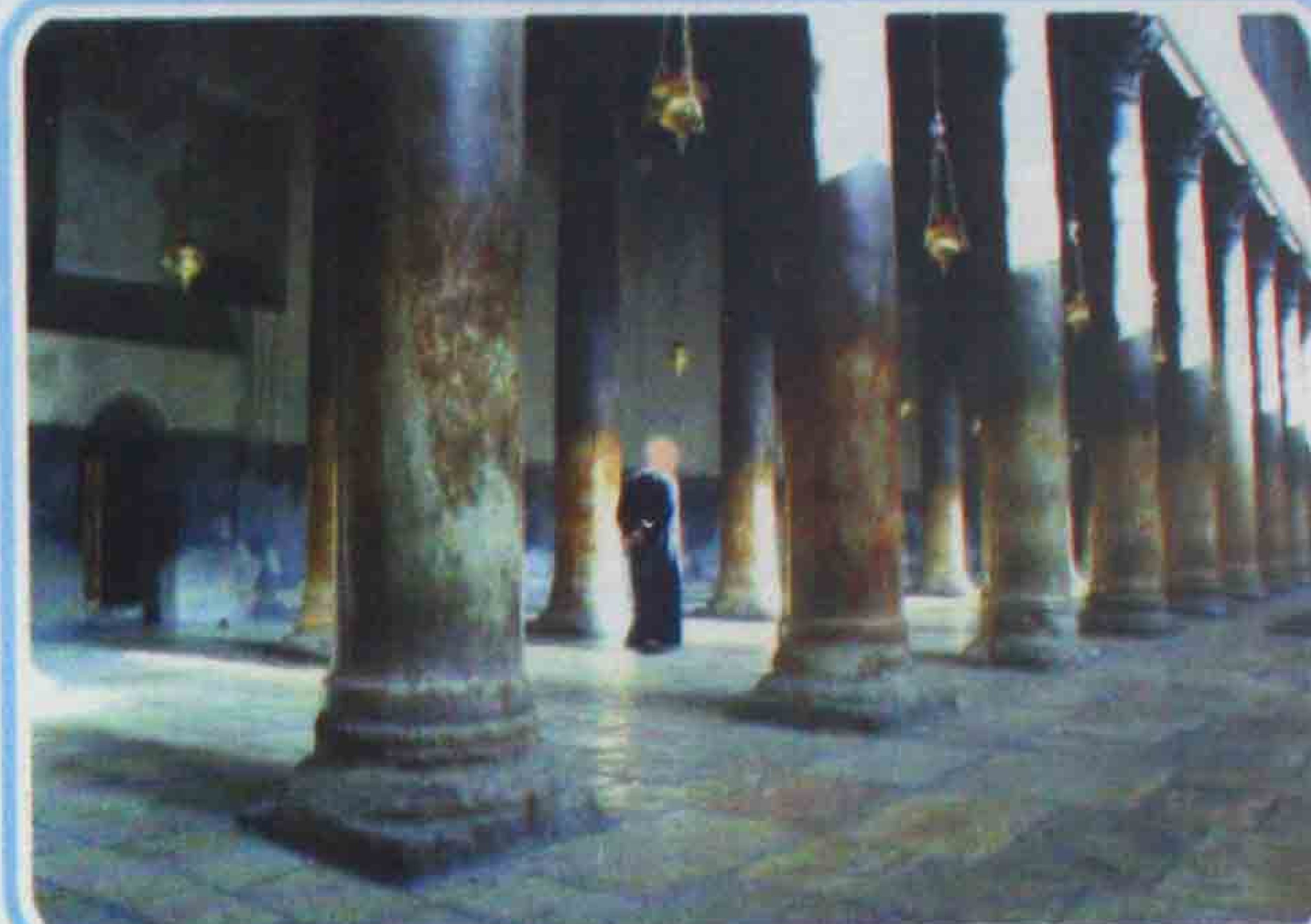
جائے ولادت کے قریب ہی اس کھجور کی جگہ ہے جس کے پھل حضرت مریم علیہا السلام نے بوقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھائے۔ یہاں درخت تو نہیں ہے۔ ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے جس کے وسط میں کھجور کی جڑ کے برابر سوراخ ہے۔




جائے پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام


چرچ آف نیٹی ویٹی کا داخلی دروازہ


چرچ آف نیٹی ویٹی کے برآمدہ کا منظر




مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام والے کمرے کا داخلی دروازہ

مشہور مؤرخ ناصر خسرو اپنے سفرنامہ میں جو کہ 700 سال پرانا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میرے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھولا یہاں رکھا رہتا تھا۔ یہ پنگورا پتھر کا ہے اور اتنا وسیع ہے کہ ایک آدمی اس میں اچھی طرح نماز ادا کرسکتا ہے۔ چنانچہ خود میں نے اس میں نماز پڑھی۔ یہ پنگورا زمین میں گڑا ہوا ہے اور اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جاسکتا۔ یہ وہ پنگورا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لٹائے گئے اور انہوں نے شیر خوارگی میں لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ اسی کو مسجد کی محراب بنادیا ہے۔ اور اسی مسجد کے مشرقی پہلو میں محراب مریم علیہا السلام اور ایک محراب حضرت زکریا علیہ السلام کی واقع ہے۔ ان محرابوں کے اوپر قرآن شریف کی وہ آیات لکھی ہوئی ہیں جن میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

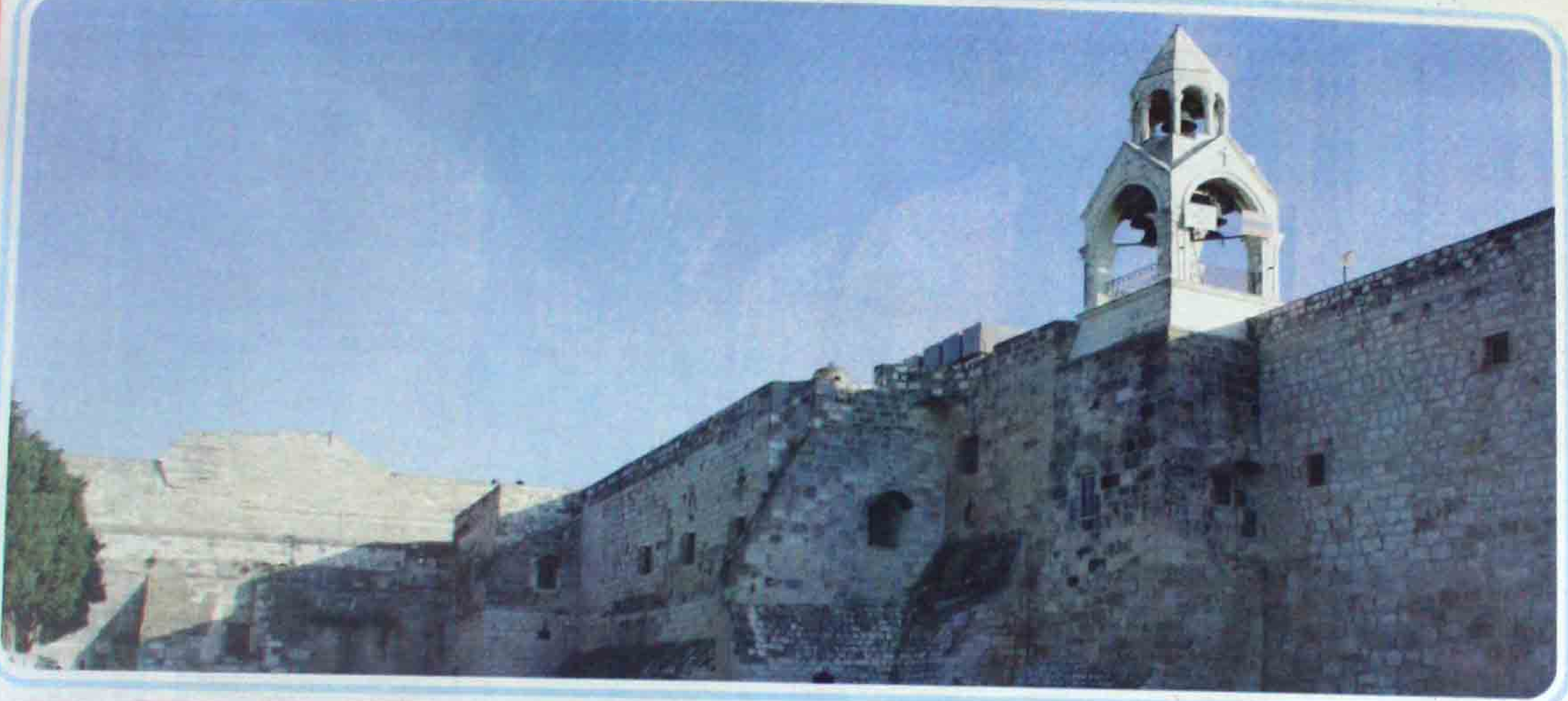
لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جگہ پیدا ہوئے تھے جہاں یہ مسجد واقع ہے۔ ایک ستون کے پیٹے پر اس قسم کا نشان بنا ہوا ہے گویا کسی نے پتھر کو انگلیوں سے مروڑا ہے اور لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ کی تکلیف ہوئی تو آپ نے اس طرح پتھر کو زور سے پکڑا تھا جس کا یہ نشان یہاں پڑ گیا۔ اس مسجد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں چاندی اور پیتل کے بہت سے فانوس لٹکے ہوئے ہیں جنہیں ہر رات روشن کیا جاتا ہے۔ (تاریخ ناصر خسرو۔33)

مؤرخ علی ہروی لکھتے ہیں کہ بیت المقدس اور بیت اللحم کے درمیان حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بی بی راحیل کا مقبرہ ہے۔ بیت اللحم وہ گاؤں ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہاں حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبریں بھی ہیں۔ نیز ایک گرجا بھی یہاں بنا ہوا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی مینا کاری ہے، اور سنگِ مرمر کے ستون ہیں اور اس کے بننے کی تاریخ 1200 سال سے بھی زیادہ پہلے کی ہے۔ جیسا کہ ایک شہتیر کے کتبے سے جو ہمارے زمانے تک خراب نہیں ہوا ظاہر ہوتا ہے۔ کھجور کا درخت جس کا قرآن شریف میں ذکر مذکور ہے اس کی بھی جگہ یہیں ہے۔ نیز خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محراب ہے۔ جس کو فرنگیوں نے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچایا۔




مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی عمارت کی مختلف تصاویر





یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں روایت ہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ یہ شہر سطح سمندر سے چار ہزار فٹ بلند ہے۔ آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔ زیادہ لوگ عیسائی ہیں۔ اس شہر کے وسط میں وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام بیٹھی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

وھزی الیک بجذع النخلة تسقط علیک رطبا جنیا

اس کھجور کے درخت کی جگہ ایک سوراخ ہے، یہاں عیسائیوں نے بہت بڑی عمارت بنائی ہے۔ اس عمارت کے کئی بڑے بڑے بلند ستون ہیں۔ ہر ستون کے ساتھ ایک ایک پادری بیٹھا ہوتا ہے جو زائرین کو موم بتیاں جلا کر دیتا ہے۔ موم بتیوں کے دھوئیں سے یہ عظیم الشان عمارت سیاہ ہو چکی ہے۔

اسی عمارت میں اس چشمے کی جگہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت بہہ نکلا تھا۔ جس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تھا:

واشربی وقری علینا

پانی پی اور آنکھوں کو ٹھنڈا کر۔

چشمے کے سامنے ایک غار ہے، جس میں بے پناہ مردوں کے سر اور ہڈیاں پڑی ہیں۔ ایک پادری نے کہا کہ یہ ان لوگوں کے سر ہیں جنہوں نے بیت اللحم کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔



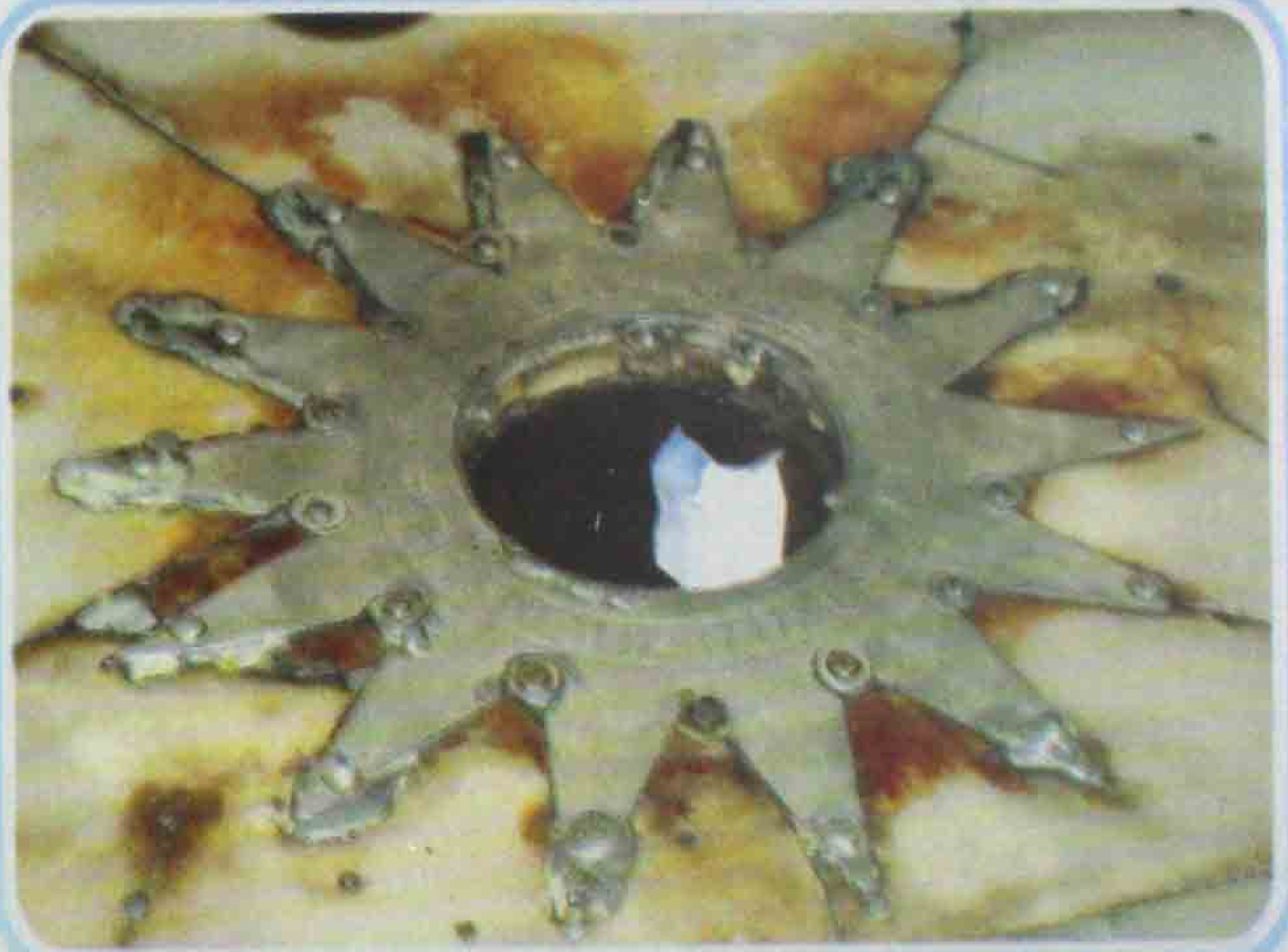


عیسائی مورخین کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بیت المقدس سے آٹھ کلومیٹر دور جنوب کی جانب بیت اللحم نامی قصبہ میں ہوئی تھی۔
یہ قصبہ ایک اونچی پہاڑی پر آباد ہے جس کی آبادی بائیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں نصف مسلمان اور نصف عیسائی ہیں۔

مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام



فلسطین کے شہر بیت اللحم میں موجود وہ جگہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ تصویر میں ☆ والا نشان اس جگہ کی نشاندہی کے لئے بنایا گیا ہے۔







بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش والے کمرہ کا اندرونی منظر



ناصرہ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 18 سال گزارے



یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارض فلسطین کے علاقے بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ پھر بادشاہ وقت کے خوف سے 12 سال مصر میں گزارے اور پھر ناصرہ میں بعد کے 18 سال گزارے۔ پھر آپ علیہ السلام کو 30 سال کی عمر میں نبوت دے دی گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں کے چپہ چپہ میں پھرتے اور لوگوں کو تبلیغ کرتے تھے۔ لیکن لوگوں نے آپ علیہ السلام کی تبلیغ سے بغاوت کی اور آپ علیہ السلام کو مارنے کی کوشش کی۔ نظارہ شہر یروشلم سے 100 کلومیٹر شمال میں بحیرہ روم اور دریائے گلیلی کے درمیان واقع ہے۔

ناصرہ (Nazareth)

یہ فلسطین کے علاقہ گلیل میں واقع ہے اور اسرائیلی ناجائز اور غاصب مملکت میں شامل ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کا تعلق ناصرہ ہی سے تھا۔ ناصرہ کی نسبت ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ بیت المقدس سے ناصرہ کا فاصلہ تقریباً 100 کلومیٹر شمال کی طرف ہے۔







حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام کی رہائش گاہ

قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی رہائش گاہ اس طرح بیان کی ہے:

واوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین

اور ہم نے عیسیٰ اور ان کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر ٹھکانا دیا جہاں رہائش کا موقع تھا اور پانی جاری تھا۔

بعض تفسیری روایات میں اس ٹیلے کا محل وقوع فلسطین کا ''الرملۃ'' اور بعض میں ''مصر'' بیان کیا گیا ہے۔ لیکن تفسیر روح المعانی میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اس سے مراد ''دمشق'' ہے۔ اور ایک روایت میں ''غوطۃ'' بیان کیا گیا ہے۔ (حوالہ تفسیر روح المعانی ۱۸/ ۳۸)

لیکن ناچیز کا خیال ہے کہ ان آخری دو روایتوں میں کوئی تضاد نہیں، اس لئے کہ پیچھے آپ دیکھ چکے ہیں کہ ''غوطۃ'' بھی دراصل دمشق ہی کا مضافاتی حصہ ہے اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین 12 تھے اور وہ دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ''نہر بردیٰ'' کے کنارے رہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ غوطۃ میں تھی۔ کیونکہ ''نہر بردیٰ'' غوطۃ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہوئی آگے گئی ہے اور ٹیلے شہر دمشق میں نہیں بلکہ غوطۃ میں ہیں جو جبل قادسیون کا ابتدائی حصہ ہے۔

جبل قادسیون میں حضرت مریم علیہا السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام

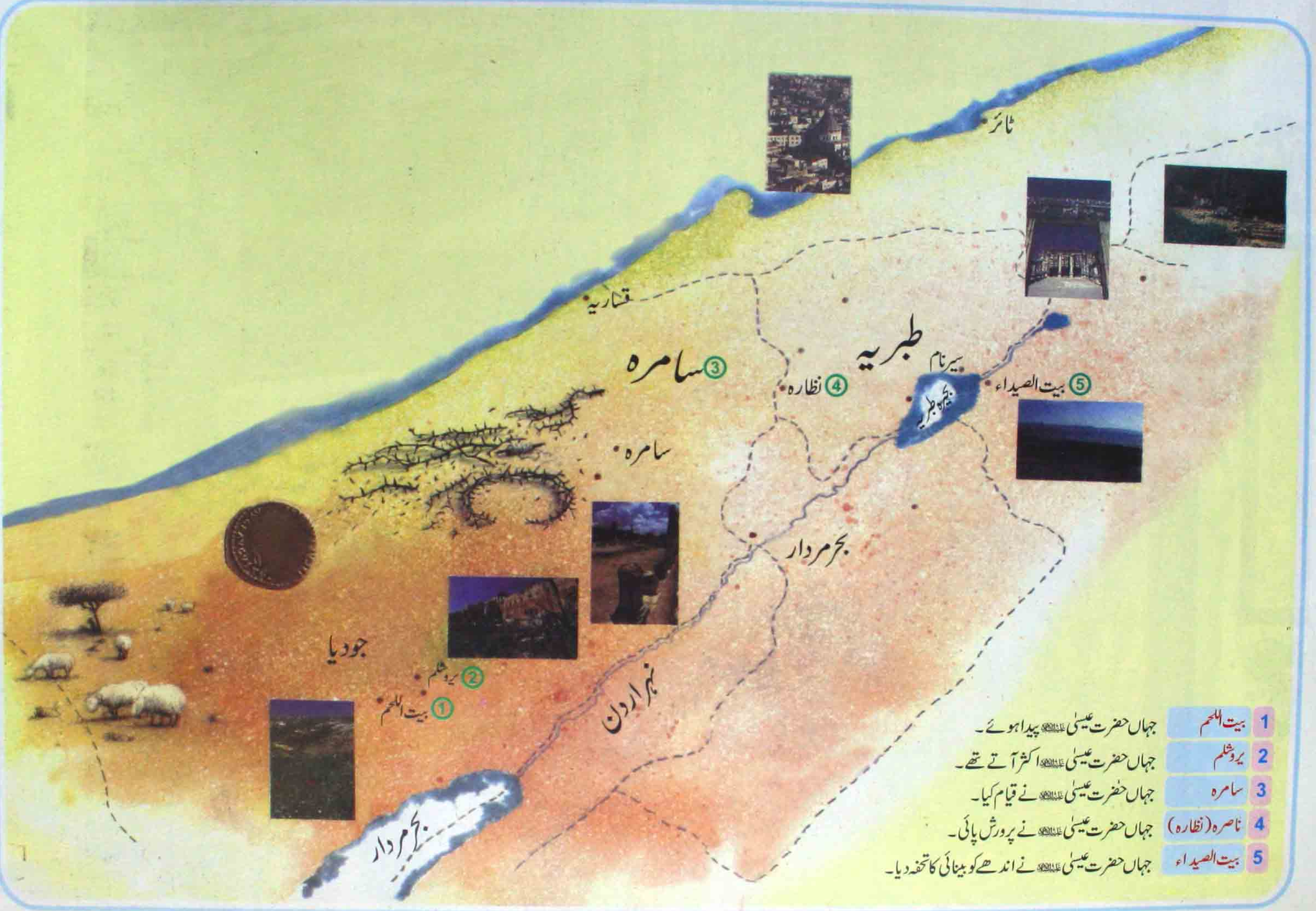
جبل قادسیون نامی پہاڑی کی چوٹی جس کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ وہاں رہی تھیں یہ بہت ہی دلکش مقام ہے اور ایک قصر بلند سے ملتا ہے جس پر آپ سیڑھیاں چڑھ کر پہنچتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے رہنے کی جگہ ایک چھوٹا غار، حجرے کی مانند ہے۔ اسی کے سامنے حضرت خضر علیہ السلام کی نماز کا مقام بتایا جاتا ہے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے آہنی کواڑ لگا دیئے گئے ہیں اور مسجد اور نہایت خوشنما حوض بنا ہوا ہے جس کا پانی نیچے گرتا ہے۔ (مسجد کی) دیوار میں پن چکی لگی ہے اور پانی اس پر بہہ کر نیچے سنگ مرمر کے ایک خوبصورت طاس میں آتا ہے۔ عقب میں بیت الخلاء بنے ہوئے ہیں جن میں بہتا ہوا پانی موجود ہے۔ یہ پہاڑی ان باغوں کے اوپر واقع ہے، جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا اور اس کا پانی شاخ در شاخ ہو کے انہی باغوں سے گزرتا ہے۔ پانی کی سات شاخوں میں سب سے بڑی ثورا کہلاتی ہے۔ یہ پہاڑی کے بالائی حصے پر چلتی ہے اور سخت چٹان کو کاٹ کر ٹکرانے سے سرنگ کی مثل اپنی گزرگاہ بنالی ہے۔



جبل قادسیون، جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر جاتے ہوئے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبل قادسیون میں ایک غار ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں نے نماز پڑھی۔ (حوالہ تاریخ دمشق 336/2)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب مقامات کا نقشہ



مسجد اقصیٰ: جہاں حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو جنتی پھل کھاتے دیکھا۔

زیر نظر تصویر مسجد اقصیٰ کے اندر کی ہے۔ اس میں جو چھوٹا محراب نظر آ رہا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مریم علیہا السلام عبادت کرتی تھیں اور اسی جگہ حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ کو پھل کھاتے دیکھا تھا۔

اس شخص کا مزار، جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا تھا



زیرِ نظر تصویر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوست کے مزار کی ہے۔ اس کا نام عاذر تھا۔ جسے عبرانی میں لذارش اور یعاذر بھی کہتے ہیں۔ یہ مرگیا تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس کو حکم باری تعالیٰ سے زندہ کیا۔ یہ جگہ یروشلم کے قریب **Mount of Olives** کے مشرقی سلوپ پر واقع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا فرماتے اور **یا حی یا قیوم** پڑھتے تو مردہ زندہ ہو جاتا۔ محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ آپ علیہ السلام نے چار انسانوں کو زندہ کیا۔

1	عازر	2	بڑھیا کا بیٹا
3	عاشر کی بیٹی	4	سام بن نوح

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست عازر جب فوت ہو گیا تو اس کی بہن نے آپ علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ علیہ السلام کا بھائی عازر فوت ہو گیا ہے۔ عازر کے گھر اور آپ علیہ السلام جہاں تشریف فرما تھے اس کے درمیان تین دنوں کی مسافت تھی۔ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے کچھ ساتھی جب وہاں تشریف لائے تو اس کی بہن کو کہا کہ مجھے اس کی قبر پر لے جاؤ۔ آپ علیہ السلام نے قبر پر آ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ وہ کچھ زمانہ زندہ رہا، یہاں تک کہ زندہ ہونے کے بعد اس کی اولاد بھی ہوئی۔

(2) اسی طرح ایک بڑھیا کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اسے چارپائی پر اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب سے جنازہ گزرا تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو وہ زندہ ہو کر چارپائی پر بیٹھ گیا اور نیچے اتر آیا۔ اس نے کفن اتار کر کپڑے پہن لیے۔ چارپائی کو خود کندھوں پر اٹھا لیا اور اپنے گھر واپس آ گیا۔ وہ بھی کچھ زمانہ مزید زندہ رہا اور اس کی اولاد بھی بعد میں ہوئی۔

(3) ایک شخص جو لوگوں سے عشر وصول کرتا تھا، یعنی بادشاہ کی طرف سے اسے عشر وصول کرنے پر مقرر کیا ہوا تھا، اس کی بیٹی فوت ہو گئی۔ دوسرے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی وہ زندہ ہو گئی۔ وہ بھی اس کے بعد کچھ وقت تک زندہ رہی۔ اس کی بھی اس کے بعد اولاد ہوئی۔

(4) حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو فوت ہوئے کئی صدیاں بیت چکی تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی قبر پر آئے، اس کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی زندہ کر دیا۔ جب وہ قبر سے نکلا تو قیامت کے خوف سے اس کا سر نصف سفید ہو چکا تھا۔ حالانکہ اس زمانے میں لوگوں کے بال سفید نہیں ہوا کرتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے۔ اس نے قبر سے نکلتے ہی پوچھا کہ کیا قیامت آ گئی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، قیامت تو ابھی نہیں آئی۔ البتہ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کر کے تمہیں زندہ کیا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم پھر مر جاؤ۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے، لیکن مجھے موت کی تکلیف سے محفوظ رکھا جائے۔

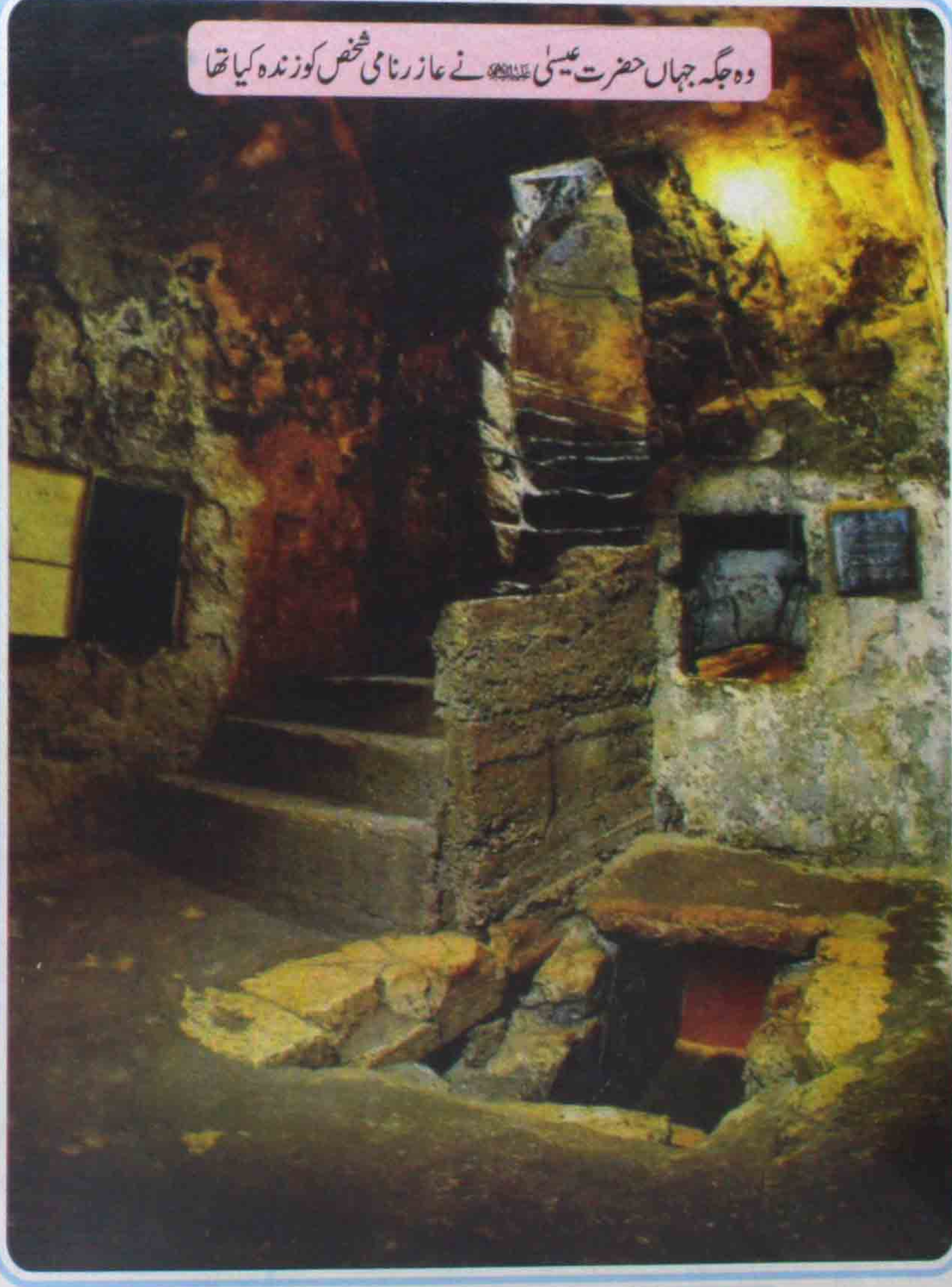
آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے موت کی تکلیف کے بغیر ہی دوبارہ موت عطا فرما دی۔

سام بن نوح کو زندہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب قوم نے کہا کہ تم نے جو مردے ابھی زندہ کیے ہیں ان کی موت کے بعد جلدی ہی تم نے ان کو زندہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حقیقت میں مرے ہی نہ ہوں بلکہ ان کو سکتہ کا مرض لاحق ہو تو ان کے کہنے پر آپ علیہ السلام نے سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کیا۔ آپ علیہ السلام کے اور ان کے درمیان چار ہزار سال کا عرصہ تھا۔ جب وہ زندہ ہوا تو اس نے کہا کہ اے لوگو! تم ان پر ایمان لے آؤ، یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

کچھ لوگوں نے تو ایمان قبول کر لیا لیکن کچھ بدبختوں نے یہ عظیم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی یہ کہا کہ جادو ہے اور وہ ایمان لانے سے محروم ہے۔ (روح المعانی)

(5) بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس وقت کے بادشاہ نے اپنے بیٹے کو زندہ کرنے کی درخواست کی تھی، تاکہ وہ زندہ ہو کر اس کا خلیفہ بن سکے۔ تو آپ علیہ السلام کی دعا سے وہ بھی زندہ ہو گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس سے دعا کر کے کئی جانوروں کو بھی زندہ کیا تھا۔

عازر کی قبر کی دو نادر تصاویر



وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عازر نامی شخص کو زندہ کیا تھا

عازر کے 2100 سال پرانے مزار کا اندرونی منظر



عازر کی قبر تک جانے والا راستہ

عازر کی قبر کی طرف جانے والا راستہ

عازر کے مقبرہ کا اندرونی منظر

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے نابینا کو بینائی دی

اریحا شہر 6000 سال قبل مسیح میں وجود میں آیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل یہاں آئے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابینا کو خدا کے حکم سے بینائی بخشی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اندھوں اور برص والوں کو تندرست اور مردوں کو زندگی بخشنے کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔ رب العزت قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

وتبرئُ الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتیٰ باذنی

اور تم اچھا کر دیتے، مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور تم نکالتے قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے میرے حکم سے۔

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تین مرضوں کے ازالہ کی قوت دی گئی تھی۔ مگر حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کے لئے فوری شفا ہے۔

اریحا: یہ دنیا کے قدیم شہروں میں سے ایک ہے اور پچھلے 10,000 سال سے آباد ہے۔ یہ جگہ سطح سمندر سے 260 میٹر (853 فٹ) نیچے واقع ہے۔ یہ یروشلم سے 36 کلومیٹر مشرق کی طرف عمان کی طرف جانے والے روڈ پر واقع ہے۔

عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جریکو میں کچھ دن گزارے تھے۔ حال میں جریکو کے قریب "سلمان کی پہاڑی" نامی بستی دریافت ہوئی ہے۔ جس کے بارے میں ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ یہ دو ہزار سال پرانی بستی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بستی کو بھی ضرور دیکھا ہوگا۔ جریکو میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس زمانے کی چیزیں دریافت کی ہیں جب لوگ پتھر کے دور کو خیر باد کہہ کر زراعت کا آغاز کرنے والے تھے۔ پتھر کے اس قسم کے اوزار بھی ملے ہیں جن سے کاشتکاری کی جاتی تھی۔



اریحا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابینا کو حکم خدا سے بینائی دی تھی



بیت المقدس (یروشلم) کی تین پہاڑیاں بڑی تاریخی اور مذہبی اہمیت کی حامل ہیں۔ 1۔ موریہ پہاڑی (Mount Moriah) 2۔ صیہون کی پہاڑی (Mount Zion) 3۔ زیتون کی پہاڑی (Mount of Olives)۔ یہودیوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت اہم یادگاریاں بھی انہی پہاڑیوں پر ہیں۔

کرب کی چٹان جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر عبادت کرتے تھے



بیت المقدس (یروشلم) کے مشرق میں 2 کلومیٹر لمبا کوہ زیتون نامی پہاڑی سلسلہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے درخت آج بھی موجود ہیں۔ یہاں پر ایک چٹان ہے جو کہ کرب کی چٹان کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر عبادت کے لئے آیا کرتے تھے اور یہیں پر اپنے حواریوں کو شریعت کا درس دیا کرتے تھے۔ اب اس چٹان پر نشاندہی کے لئے عبادت خانہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔

کرب کی وہ چٹان جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس جگہ اپنا گھر بنایا تھا۔ یہ جگہ یروشلم کے گاؤں Capernaum میں ہے۔
یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بہت سے معجزات دکھائے۔ یہ گاؤں بحیرہ طبریہ کے شمال کی طرف واقع ہے۔





حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کرنے والے ہیرود بادشاہ کا محل



زیرِ نظر تصویر اسرائیل میں موجود ہیرود نامی بادشاہ کے محل کی ہے۔ یہ وہ بادشاہ تھا جس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کروایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھی سازشیں کرتا رہا۔ یہ محل یروشلم میں بحرِ میت کے قریب واقع ہے۔



ہیرود بادشاہ کے بنائے ہوئے محل کے آثار



بحرمیت کے کنارے پر ہیرود بادشاہ کا بنایا ہوا حوض، جس میں ہیرود بادشاہ کے محل میں موجود سوئمنگ پولز میں تازہ پانی بھرنے کے لئے پانی جمع کیا جاتا تھا۔



ہیرود بادشاہ کی بنائی ہوئی تعمیرات کے آثار

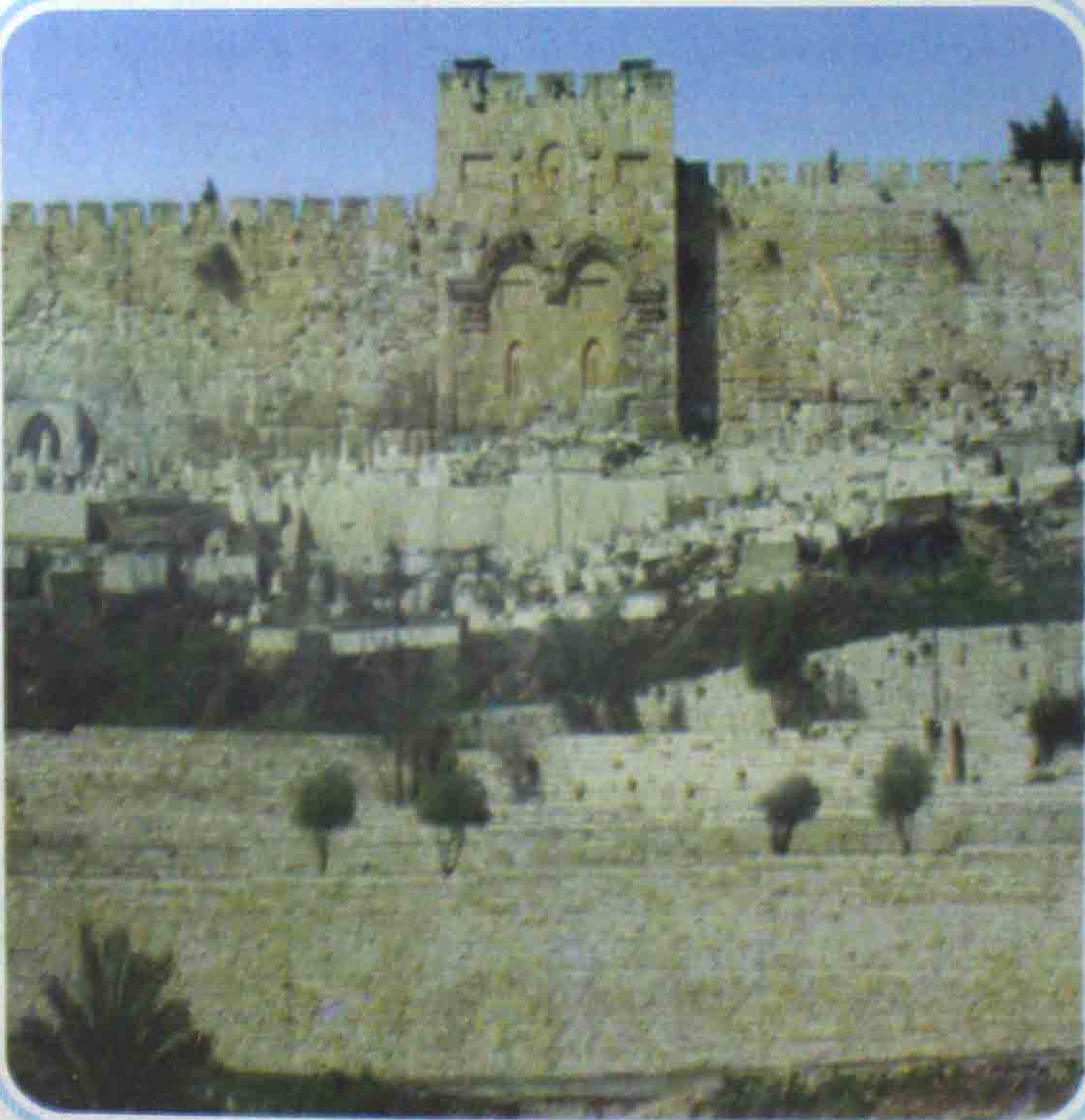


ہیرود بادشاہ کی بنائی ہوئی عمارت کے آثار

مصر کی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیرود بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر آ گئے تھے



حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کنواں



یروشلم کا مشرقی گیٹ، جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزرے تھے



وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 40 دن عبادت میں گزارے



زیرِ نظر تصویر Mount of Temptation نامی پہاڑ کی ہے۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 40 دن روزہ رکھ کر گزارے۔ یہ جگہ جورڈن کی وادی میں جریکو سے 3 کلومیٹر شمال مغرب میں واقع ہے اور سطح سمندر سے 350 میٹر بلند ہے۔ اس پہاڑ کو قرنٹل کا پہاڑ بھی کہا جاتا ہے۔ قرنٹل کا مطلب ہے (40) یہ نام ان 40 ایام کی مناسبت سے دیا گیا ہے جو اس جگہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھ کر گزارے۔



بحیرہ طبریہ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے معجزات دکھائے

بحیرہ طبریہ کو See of Galilee بھی کہتے ہیں۔ یہ اسرائیل کا مشہور دریا ہے جو کہ یروشلم کے شمال میں واقع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے ساتھ بہت سا وقت درس و تدریس میں گذارا اور اس دریا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پانی پر چلنے کا معجزہ بھی روایات میں نظر آتا ہے۔

"بحیرہ طبریہ" وہ دریا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے کہ قربِ قیامت میں جب یاجوج ماجوج نکلیں گے اور بحیرہ طبریہ پر پہنچیں گے تو اس کے لشکر کا اگلا حصہ اس کا سارا پانی پی جائے گا۔ جب آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو انہیں وہاں پانی نہیں ملے گا۔

(کتاب الفتن لنعیم بن حماد ج 2 ص 589 مکتبہ التوحید، القاہرہ)

بحیرہ طبریہ سے مزید بائیں طرف ہٹ کر فلسطین کی پہاڑیاں ہیں، ان پر بھی ہماری شامت اعمال سے اسرائیل کا قبضہ ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا



ماؤنٹ زیون پر موجود وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ زیر نظر تصویر ماؤنٹ زیون پر موجود حضرت داؤد علیہ السلام کے مزار کی ہے جو کہ ہزاروں سال پرانا ہے۔ یہ کمرہ حضرت داؤد علیہ السلام کے مزار کی دوسری منزل پر واقع ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آپ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے تھے اور عیسائیوں کے مطابق اس کے بعد انہیں سولی چڑھا دیا گیا۔



اسرائیل کے شہر یروشلم کی ماؤنٹ زیون پر موجود حضرت داؤد علیہ السلام کا مزار مبارک۔ یہیں پر وہ کمرہ ہے (جس کی تصویر احقر نے اوپر دی ہے) جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔



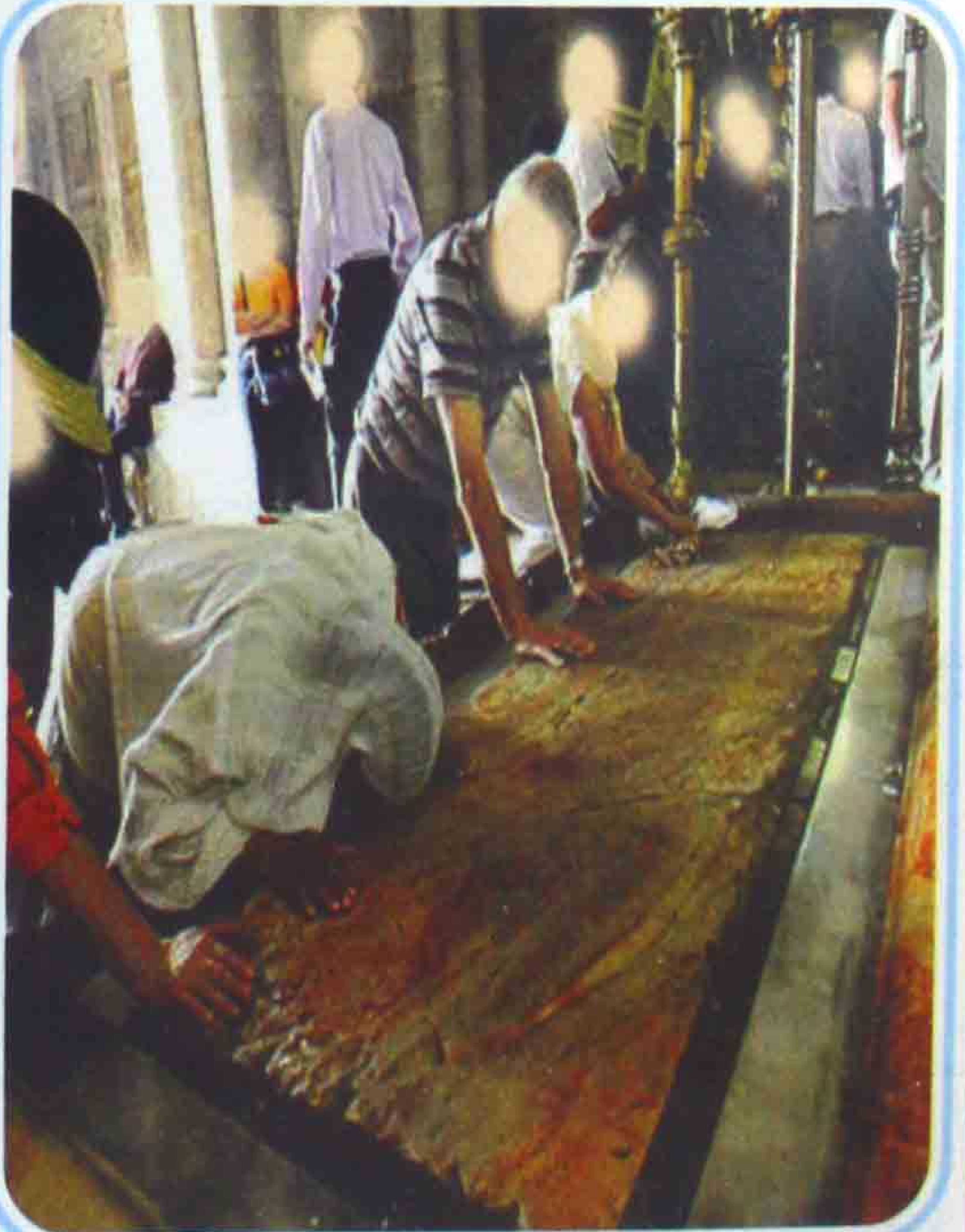
وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آخری کھانا کھایا تھا۔ اس کمرہ میں بنے محراب کا منظر

مقام عبادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام



حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہبی تہوار کے موقع پر بیت المقدس آئے ہوئے تھے۔ یہاں انہوں نے فسخ کا آخری کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے گیارہ شاگردوں سمیت شہر کے باہر گتسمین نامی ایک جگہ رات گذارنے کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر اپنے شاگردوں سے الگ ہو کر منہ کے بل گر کر اللہ سے دشمنوں سے نجات کی دعا مانگی۔ جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔







غار والے کمرہ کا اندرونی منظر




حضرت عیسیٰ ؑ کو مارنے کی کوشش کیوں کی گئی؟

حضرت عیسیٰ ؑ شہر شہر، گاؤں گاؤں اللہ کا پیغام پہنچاتے اور دین حق کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہتے۔ جہاں رات ہو جاتی، وہیں شب گزاری کر لیا کرتے تھے۔ اللہ کی مخلوق ان سے روحانی فیض پاتی اور جس جانب سے بھی ان کا گزر ہو جاتا، ایک جم غفیر ان کے گرد جمع ہو جاتا۔

یہودی حضرت عیسیٰ ؑ کی مقبولیت کو برداشت نہیں کر سکے۔ ان کے دونوں فرقوں یعنی فریسیوں (Pharisee) اور صدوقیوں (Sadducee) نے حضرت عیسیٰ ؑ کے خلاف سازش کے جال بننا شروع کر دیے۔ طے یہ پایا کہ بادشاہ وقت پیلاطیس کو مشتعل کر کے انہیں تختہ دار پر چڑھا دیا جائے۔

ان دنوں یہود کے بادشاہ ہیرودیس کی حکومت کمزور تھی۔ شہنشاہ روم اصل اقتدار کا مالک تھا، مگر دیندار نہ تھا۔ پیلاطیس اس کا نائب تھا اور اپنی چالاکیوں اور ہنرمندی کے ذریعے اکثر علاقوں کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ یہود نے اس کے دربار میں پہنچ کر فریاد کی کہ اے شہنشاہ! یہ شخص نہ صرف ہمارے لئے بلکہ آپ کی حکومت کے لئے بھی زبردست خطرہ ہے۔ اگر اس کے خلاف فوری کارروائی نہ کی گئی تو نہ ہمارا دین باقی رہے گا اور نہ ہی آپ کا اقتدار۔

انہوں نے پیلاطیس کو ڈرایا کہ اس شخص نے عجیب و غریب شعبدے دکھلا کر کثیر آبادی کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے اور اب اس تاک میں ہے کہ عوامی طاقت کے بل پر قیصر روم اور آپ کو شکست دے کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے۔ اپنے اقتدار کو خطرے میں محسوس کر کے پیلاطیس نے حضرت عیسیٰ ؑ کو گرفتار کرنے اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کرنے کے احکام جاری کر دیے۔

حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے فرمایا کہ ''امتحان کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اب میں تمہارے درمیان زیادہ دن نہیں رہوں گا۔ اس لئے میرے بعد دین حق پر استقامت، اس کی تبلیغ اور نصرت کا معاملہ صرف تم لوگوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے مجھے بتاؤ کہ خدا کی راہ میں سچا مددگار تم میں سے کون کون ہے؟''

حواریوں نے بیک آواز میں کہا کہ ''ہم سب اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم سچے دل سے خدا پر ایمان لائے ہیں اور اپنی صداقت ایمانی کا آپ ؑ کو گواہ بناتے ہیں۔''

آخر وہ وقت آن پہنچا کہ بنی اسرائیل کے سرداروں، کاہنوں اور فقیروں نے ایک بند مکان میں حضرت عیسیٰ ؑ کا محاصرہ کر لیا۔ اس نازک گھڑی میں حضرت عیسیٰ ؑ کو وحی آئی کہ ''اے عیسیٰ! خوف نہ کر، تیری مدت حیات پوری کی جائے گی۔ اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔''

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ ابن مریم علیہا السلام کے قتل اور صلیب پر چڑھانے کی یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ داستان سراسر من گھڑت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

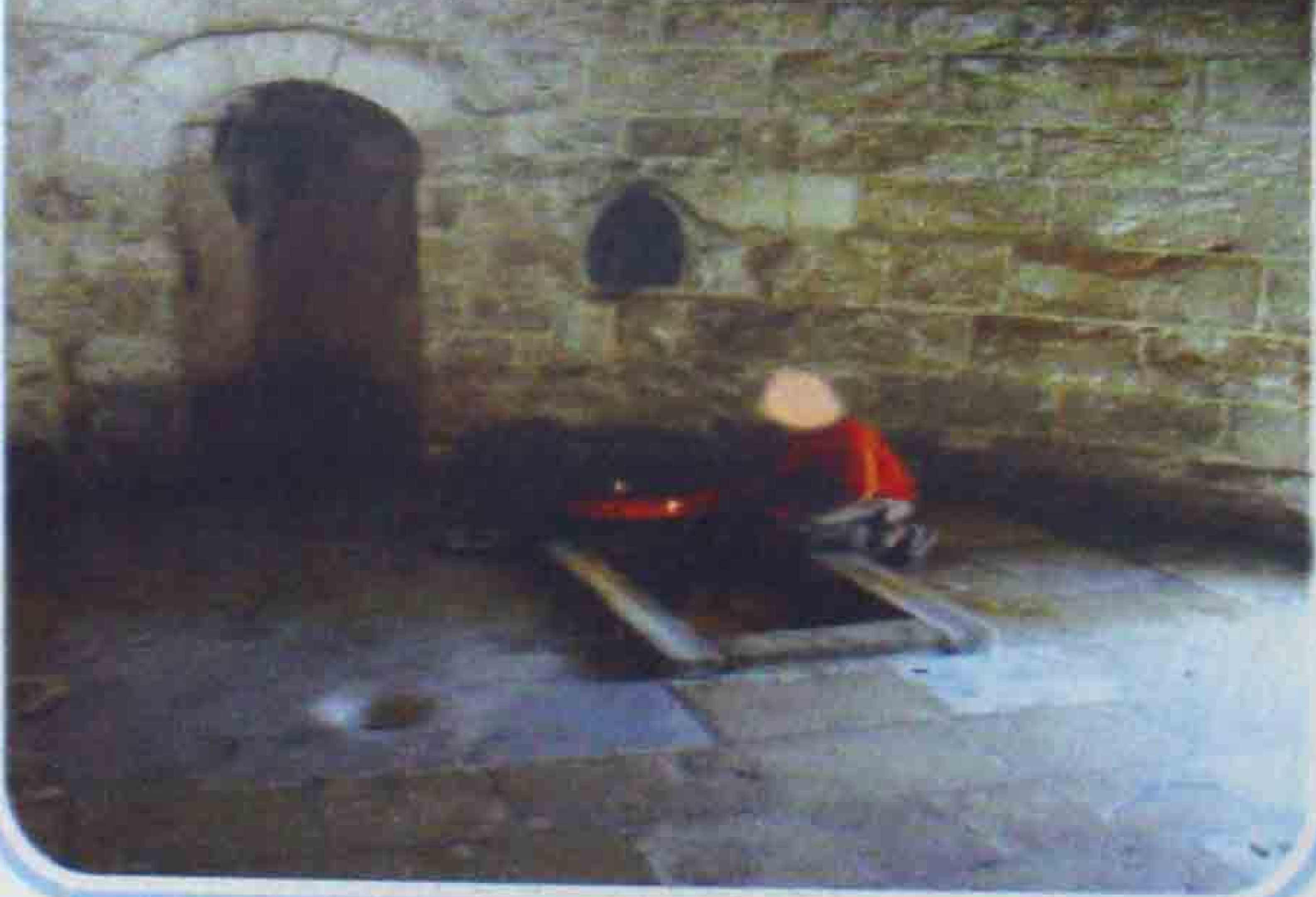
''اور (یہود) پھر اپنے کفر پر اتنے بڑھے کہ مریم علیہا السلام پر بہتان لگایا اور خود کہا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ ان کے لئے **مشتبہ کر دیا** گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس معاملے میں کوئی علم نہیں۔ محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ انہوں نے عیسیٰ ؑ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ ﷻ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اللہ ﷻ زبردست طاقتور اور حکیم ہے۔ (سورہ نساء، آیت 156 تا 159)

قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ وقوع قیامت کے لئے ایک ''نشان'' ہیں اور اس لئے دوبارہ روئے زمین پر واپس آ کر موت سے دوچار ہوں گے۔

تاریخ کی ملی جلی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ ؑ کو گرفتار کرنے کے لئے جب سپاہی گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے خود اپنوں ہی میں سے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ ؑ کا ہم پلہ بنایا۔ چنانچہ زبردستی اسے گرفتار کر کے لے گئے۔ اسے کانٹوں کا تاج پہنایا، منہ پر تھوکا، کوڑے لگائے اور ہر طرح کی توہین و تذلیل کرنے کے بعد مجرموں کی طرح سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں میخیں ٹھونک دیں اور سینے کو برچھی کی انی سے چھید دیا۔

حضرت عیسیٰ ؑ کا زمانہ نبوت تین سال کا تھا۔ بیت المقدس کے مقام ناصرہ میں زیادہ رہے۔ اسی نسبت سے ان کے ماننے والوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے۔ (بشکریہ جناب شاہ مصباح الدین شکیل)





جبل زیتون کی مسجد میں ایک چٹان پر محفوظ حضرت عیسیٰ ؑ کے بائیں پاؤں (قدم) کا نقش۔ عام خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے وقت زمین پر رہنے والا ان کا یہ آخری ''نقش کف پا'' ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانے کا واقعہ

تفسیر خازن اور روح المعانی میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی تو وہ آپ علیہ السلام سے مقابلہ تو نہ کر سکے، البتہ آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی شروع کر دی اور آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ پر عیب لگانے شروع کر دیئے اور آپ علیہ السلام کو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کر دیں۔

ایک دن آپ علیہ السلام شہر میں گشت فرما رہے تھے کہ شہر کے لوگوں نے آپ علیہ السلام کو بہت پریشان کیا۔ تب آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے مولائے کائنات! میں کہاں تک صبر کروں، اب بہتر یہی ہے کہ تو ان کو خنزیر بنا دے۔ آپ علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ وہ سب خنزیر بن گئے۔ اس واقعہ سے لوگوں پر ایک خوف طاری ہو گیا۔ کسی نے اس وقت کے یہودی بادشاہ کو خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ آپ علیہ السلام کی دعا سے اتنے لوگ خنزیر بن گئے ہیں۔ تم بھی ان کے مخالف ہو، اس لئے تم اپنی فکر رکھو، کہیں وہ تمہارے خلاف بھی دعا نہ کر دیں اور تمہار بھی ایسا حال نہ ہو جائے۔

اس نے کہا، کیا ہو سکتا ہے؟ ایسے مقبول الدعاء کے مقابلہ میں کوئی تدبیر بھی کام نہیں آ سکتی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی حیلہ سے شہید کر دیا جائے تو ان کی دعا کا خوف ختم ہو جائے گا کہ کہیں وہ مخالف دعا نہ کریں۔ اس نے ایک شخص ''ططیانوس'' کو اس کام کے لئے منتخب کر دیا۔ وہ ایک منافق شخص تھا۔ بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملتا تھا، لیکن در پردہ وہ یہود سے بھی ملا ہوا تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آنے والا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے پہلے فرما دیا تھا کہ آج صبح سے پہلے ہی مجھے ایک شخص چند دراہم کے عوض فروخت کر دے گا۔

خیال رہے کہ منافقین تقریباً ہر دور میں رہے۔ یعنی جہاں مخلصین ہوتے ہیں وہاں منافقین بھی ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی منافقین تھے۔ جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہیں آیا تھا اس وقت تک جاننے کے باوجود آپ ﷺ ان سے چشم پوشی فرماتے رہے۔ جب حکم آ گیا تو ایک ایک کا نام لے کر ان کو مسجد سے نکال دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معلوم تھا۔ لیکن آپ علیہ السلام بھی رب تعالیٰ کی مشیت پر شاکر تھے۔ اسے کچھ نہیں کہا اور نہ ہی کسی اور کو کہا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ططیانوس کو اس یہودی بادشاہ نے جس کا نام بھی یہودا تھا تمیں درہم دینے کا وعدہ کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خود شہید کر دے یا کسی سے کرا دے۔ تمیں درہم کے لالچ میں آ کر ططیانوس نے یہود کے چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور آپ علیہ السلام کی قیام گاہ پر آ گیا۔ ان لوگوں کو باہر کھڑا کیا اور خود اندر گیا۔ اس کے سامنے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھڑکی کے ذریعے آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ وہ یہ ماجرا دیکھ کر بہت متعجب ہوا اور کافی دیر تک اس تعجب میں گم صم رہا۔ اس کے ساتھیوں نے سمجھا کہ شاید ططیانوس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ وہ اندر جانا ہی چاہتے تھے، لیکن ان کا ساتھی باہر آ گیا۔ اللہ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا تھا۔

اب اس کے باہر نکلتے ہی اس کے ساتھی یہودیوں نے سمجھا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ یہ ان کا ہم شکل تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ یہ چلا چلا کر انہیں بتا رہا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنے گیا تھا، لیکن اس کی بات کو کسی ایک نے بھی نہ سنا بلکہ وہ کہنے لگے۔ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کر دیا۔ اب ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر اسے سولی پر چڑھا دیا۔

خیال رہے کہ عیسائی بھی آج تک اسی وہم میں مبتلا ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ البتہ پھر زندہ کر کے انہیں آسمانوں پر اٹھایا گیا۔ اسی وجہ سے سارے عیسائی صلیب کو پوجتے ہیں اور اس سولی کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ططیانوس کو قتل کیا گیا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔

بعض روایات میں ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ علیہ السلام کے حواری ایک جگہ جمع ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پاس تشریف لے آئے۔ ابلیس نے یہود کے اس دستہ کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے تیار کھڑا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ دیا اور چار ہزار آدمیوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس کے لئے آمادہ ہے کہ باہر نکلے اور اس کو قتل کر دیا جائے اور پھر جنت میں میرے ساتھ ہو؟

ان میں سے ایک آدمی نے اس غرض کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کو اپنا کرتہ اور عمامہ عطا کیا۔ پھر اس پر آپ علیہ السلام کی مشابہت ڈال دی گئی۔ جب وہ باہر نکل آیا تو یہود اسے پکڑ کر لے گئے اور سولی پر چڑھا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ (قرطبی)





حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک والی جگہ بنی ہوئی عمارت (اسرائیل)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان والی جگہ پر بنی عمارت



زیر نظر تصویر اس عمارت کی ہے جس میں موجود پتھر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروں کے نشان موجود ہیں۔ اس عمارت کا نام چیپل آف اسینشن ہے۔
یہ چرچ یروشلم میں Mount of Olive کے قریب واقع ہے۔



وہ مقام جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم شکل کے کندھوں پر صلیب رکھا گیا تھا

بیت المقدس میں مقام حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ پرانے شہر میں عیسائیوں کے دعویٰ کے مطابق وہ مقام ابھی تک موجود ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلا تھا۔ جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ اس جگہ ایک بہت بڑا گرجا گھر ہے۔ جس کے اندر ان جگہوں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں پونٹس پیلاطس کی عدالت تھی۔ عیسائیوں کے مطابق جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کا حکم دیا گیا تھا۔ جس راستہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب کندھے پر ڈال کر صلیب گاہ تک پہنچا اور جن بارہ جگہوں پر وہ تھک کر بیٹھا۔ وہاں اب گرجا گھر ہیں اور دنیا بھر کے عیسائی ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

ہم نے نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں ادا کی۔ نماز عشاء کا وقت ساڑھے چھ بجے تھا۔ یوں تین بجے سے ساڑھے چھ بجے تک ساڑھے تین گھنٹے ہم نے اس مقام مقدس میں گزارے۔ نماز ختم ہوئی تو نمازی بڑے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ میں نے وجہ پوچھی تو گائیڈ نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی چابیاں یہودیوں کے پاس ہیں جو صبح فجر کے وقت حرم شریف کے بڑے دروازے کھولتے ہیں۔ جس کے اندر مسجد اقصیٰ، مسجد صخرہ اور دوسرے مقامات ہیں اور اسے عشاء کی نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد بند کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی باہر نکلنے میں دیر کرے تو اسے یہیں کھلے آسمان کے نیچے رات بسر کرنی پڑتی ہے۔

جناب عاصم صاحب سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کی زیارت کے بعد ہم قریب ہی میں موجود راستہ پر چلے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عدالت سے سزائے موت کا حکم پانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل صلیب اپنے کندھے پر رکھ کر اس مقام کی طرف گئے تھے جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرے تھے۔ ان تمام مقامات پر عیسائیوں کے عقیدے کے مختلف فرقوں نے کنیسہ بنا رکھے ہیں۔ اس راستے پر چلتے ہوئے ہم کنیسہ القیامہ گئے، جہاں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی اور دفن کیا گیا اور ہمارے عقیدے کے مطابق جہاں شبہ لھم کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچا لیے گئے اور کسی اور شخص کو ان کے شبہ میں سولی دے دی گئی۔

یہاں ایک بہت ہی عالیشان کنیسہ بنا ہوا ہے جسے عیسائی دنیا کے قبلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کنیسہ میں بھی عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے مختلف حصے ہیں، جن میں وہ الگ الگ عبادت کرتے ہیں۔ اس سے بالکل متصل وہ مسجد واقع ہے جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے موقع پر نماز پڑھی تھی۔ آج تک عیسائی اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح کے بعد اس کنیسہ میں تشریف لائے تھے اور نماز کا وقت ہو گیا تھا تو پادریوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ یہیں نماز پڑھ لیں۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر نماز وہاں پڑھنے سے انکار کر دیا کہ اگر میں یہاں ایک مرتبہ نماز پڑھ لوں گا تو ممکن ہے کسی وقت مسلمان اس کنیسہ کو مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ اس لئے آپ نے کنیسہ سے باہر نکل کر اس مقام پر نماز ادا فرمائی جہاں اب مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی ہوئی ہے۔

اس احسان کا جیسا بدلہ صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے ادا کیا اور اب فلسطین میں امریکہ اور انگریزوں کی طرف سے ادا کیا جا رہا ہے وہ سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ اس کنیسہ کے سلسلے میں ایک بات یہ قابل ذکر ہے کہ اس کے دروازے کی کنجی قدیم زمانہ سے آج تک ایک مسلمان خاندان کی تحویل میں چلی آ رہی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے مختلف فرقے آپس میں اس بات پر اتفاق نہیں کر سکے کہ اس کنیسہ کی کلید برداری کا شرف ان میں سے کس فرقہ کو حاصل ہو۔ آخرکار انہوں نے از خود اس بات پر اتفاق کیا کہ ایک مسلمان اس کا کلید بردار ہو۔ کلید برداری کا منصب ایک ہی خاندان میں وراثتاً چلا آ رہا ہے اور پورے انصاف کے ساتھ یہ خاندان تمام فرقوں کے لئے کنیسہ کا دروازہ کھولتا اور بند کرتا ہے اور اس پر گواہی لیتا ہے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں ہوئی ہے۔

وہ جگہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اٹھا کر چلا تھا

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ کے کارندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے پہنچے تو آپ علیہ السلام وہاں موجود نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے سے قبل ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ جب وہ کمرہ سے باہر نکلے تو ان ہی کے ایک شخص اور بعض مورخین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کو (یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل بنادیا جسے ان لوگوں نے صلیب چڑھا کر سولی پر لٹکادیا۔ پھر اس کو دفن کردیا۔ چنانچہ آج تک عیسائی یہ سمجھتے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھا دیئے گئے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی مسجد کے سفید مینار پر نازل ہوں گے اور دجال سے مقابلہ کریں گے۔



وہ جگہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اٹھا کر چلا۔ یہ جگہ طریق الآلام کے نام سے مشہور ہے۔



طریق الآلام کا داخلی دروازہ



حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے پونتس پیلاطس (بیت المقدس کے قریب) کی عدالت میں مقدمہ چلا کر سزائے موت کا حکم سنایا تھا۔ اب اس جگہ ایک تہہ خانہ ہے۔ زیر نظر تصویر اس گلی کی ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو موت کی سزا کا حکم سنایا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اپنے کاندھے پر اٹھا کر اسی گلی سے گزر کر اس مقام کی طرف گیا تھا جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ روایت میں آتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرا تھا۔ ان تمام مقامات پر عیسائیت سے تعلق رکھنے والے مختلف فرقوں نے اپنے اپنے کنیسہ (چرچ) بنا رکھے ہیں۔



طریق الآلام کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کو سولی پر چڑھایا گیا



اسلپجر نامی عبادت خانہ کے نام سے یہ جگہ یروشلم میں واقع ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھایا گیا تھا۔ لیکن مسلمان اس عقیدے کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کے ہمشکل کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آپ علیہ السلام کو اوپر اٹھا لیا اور آخری وقت میں آپ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔



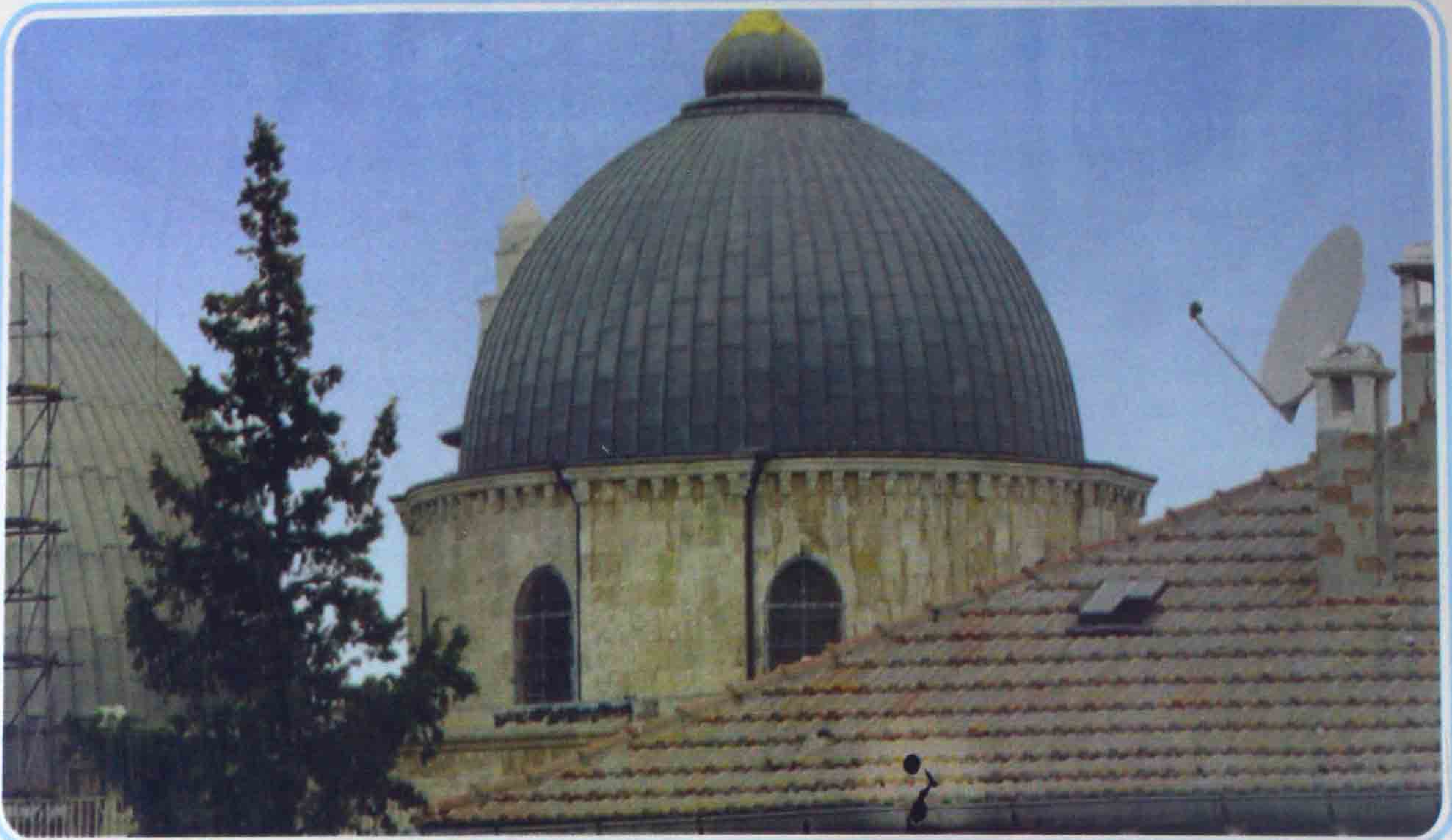
اسلپجر نامی عبادت خانہ کی عمارت کا بیرونی منظر

اس مقام پر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر مقدمہ چلا کر پھانسی کی سزا سنائی گئی۔

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب لکھتے ہیں کہ 28 اگست کی دوپہر کو ایک اطالوی مسیحی کے ہمراہ کنیسہ القیامہ دیکھا۔ یہ بہت بڑا ہے اور مسجد عمر سے ملا ہوا ہے۔ اسی کے اندر وہ جگہ ہے جس کے متعلق عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی۔ اس کو مقدس اسلپجر کہا جاتا ہے۔ یہاں عجیب و غریب منظر ہے۔ دیوار سے ملا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قد آدم مجسمہ ہے۔ اس کے پیچھے صلیب کی لکڑی ہے۔ اس لکڑی کے ساتھ آپ کے مجسمے کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں کیل ٹھونکی ہوئی ہے جس سے خون نکل رہا ہے۔ گردن میں پھانسی کی رسی ہے اور آپ کا جسم مردہ کی مانند لٹک رہا ہے۔

اسی کے ساتھ چرچ میں کئی اور مقدس مقامات ہیں۔ وہ مقام جہاں مسیحی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو صلیب سے اتار کر رکھا گیا تھا۔ یہاں ایک چبوترہ ہے جس کو عورتیں چومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ایک اور مقام ہے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تین دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو کر یہاں نمودار ہو گئے اور یہاں سے پر آسمان میں چلے گئے۔

28 اگست کی شام کو دیوار گریہ دیکھی۔ یہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کے احاطہ کی دیوار سے ملی ہوئی ہے۔ دیوار کے ساتھ ملا ہوا وسیع میدان ہے جس میں ایک رسی تان کر عورتوں اور مردوں کا علاقہ الگ کر دیا گیا ہے۔ بہت سے یہودی مرد اور عورتیں دیوار کے پاس کھڑے ہو کر پیشانی کے ساتھ دیوار سے چمٹے ہوئے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے۔



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو سولی چڑھانے والی جگہ پر بنی عمارت کا بیرونی منظر

جناب عبدالرحمٰن مکی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے قریب ہی اولاً مسجد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے جسے یہاں جامعہ عمر کہتے ہیں۔ یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی عمارت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ یہ مسجد اقصیٰ سے قریب ہی واقع ہے اور اس کے اردگرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے بالکل متصل ایک بہت بڑا گرجا ہے جس کی عمارت دیکھنے ہم اندر چلے گئے۔ اس گرجا کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ یہ دومنزلہ عمارت ہے۔ آج چونکہ اتوار ہے اور بعد نماز عصر کا وقت ہے اس لئے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گا رہے ہیں۔ ہم کو اوپر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ نچلی عمارت کی سیر کی، یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اس پر غسل دیا گیا۔

یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے شرقی جانب ایک اندھیری تہہ خانہ نما عمارت ہے جہاں موم بتی کی روشنی ہے۔ جاتے ہی وہاں برآمدے میں ایک اونچا پتھر ہے جس پر شیشہ چڑھا ہے اور چاروں طرف موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے جسے عبور کرکے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے۔ محراب کے دروازے پر زیتون کے چراغ جل رہے ہیں جن کی روشنی بہت ہلکی ہے۔ ہم کو موم بتیاں دے کر وہاں بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوبی فوٹو ہے۔



مقام سولی حواری پر بنی عمارت کے گنبد کا اندرونی منظر

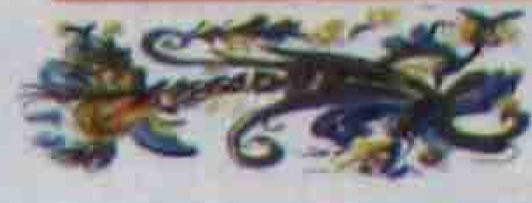
وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کو سولی چڑھایا گیا۔ اس جگہ پر بنی عمارت کا منظر



جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کو دیکھنے کے بعد قریب ہی وہ جگہ ہے جہاں عیسائی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اس جگہ عیسائیوں نے ایک عظیم الشان کنیسہ بنا رکھا ہے۔ اس کنیسہ کے اندر وہ حصہ ہے جہاں پونتس پیلاطس کی عدالت تھی۔ یہ جگہ اب ایک تہہ خانے کی شکل میں واقع ہے اور اس کے پتھر وہی چلے آ رہے ہیں جو رومن عہد میں تھے۔ اس جگہ کو دیکھنے کے بعد ہم اس راستہ میں چلے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عدالت سے سزائے موت کا حکم پانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل صلیب اپنے کندھے پر رکھ کر اس مقام کی طرف گیا تھا جو صلیب دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس راستہ میں بارہ مقامات پر وہ تھک کر دم لینے کے لئے ٹھہرا تھا۔ ان تمام مقامات پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں نے کنیسہ بنا رکھے ہیں۔ اس راستہ پر چلتے ہوئے ہم کنیسہ القیامہ گئے، جہاں عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی اور دفن کیا گیا اور ہمارے عقیدے کے مطابق جہاں شبہ لھم کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچا لیے گئے اور کسی اور کو ان کے شبہ میں سولی دے دی گئی یہاں پر ایک بہت ہی عالیشان کنیسہ بنا ہوا ہے، جسے عیسائی دنیا کے قبلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کنیسہ میں بھی عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے مختلف حصے ہیں۔



اسلیجر نامی عمارت کی مختلف تصاویر





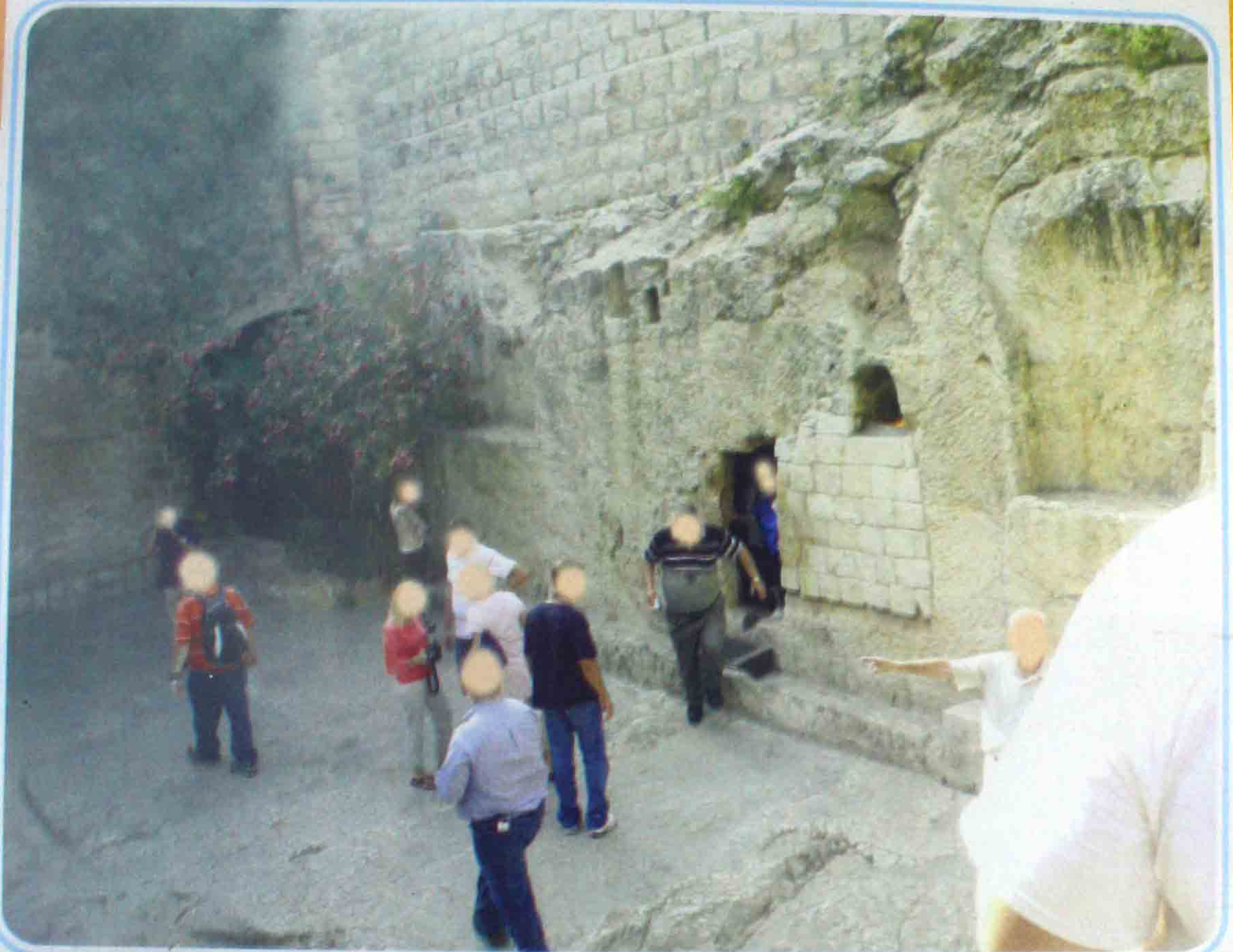
مورخین نے لکھا ہے کہ تیرہ سال کی عمر میں شکم مریم میں استقرار عیسیٰ ہوا اور سرزمین بابل پر سکندر کے حملہ کو 65 سال گذرے تھے کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور آغاز وحی کے وقت آپ علیہ السلام کی عمر 30 سال تھی اور جب آپ علیہ السلام 33 سال کے ہوئے تو شب قدر ماہِ رمضان میں بیت المقدس سے (آسمان پر) اللہ نے آپ علیہ السلام کو اٹھالیا۔ گویا اٹھنے کے وقت آپ علیہ السلام کی نبوت کو تین سال گذرے تھے۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت مریم علیہا السلام چھ سال زندہ رہیں۔ (حوالہ حیات الحیوان)







وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل دفن ہوا



زیرِ نظر تصویر اسرائیل کے علاقہ میں گارڈن ٹومب میں موجود اس جگہ کی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کے ہمشکل کو سولی چڑھا کر دفن کر دیا گیا۔

یہ یروشلم کے باہر ایک پہاڑ ہے۔ اس کی نسبت عیسائی مفکرین کا خیال ہے کہ یہ وہی مزار ہے جس کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش کو دفن کیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کا مزار

یہ ایک چھوٹی سی مرمریں کوٹھری ہے جو ساڑھے چھ فٹ لمبی اور چھ فٹ چوڑی ہے۔ اس میں بیک وقت دو تین سے زیادہ آدمی داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے اندر دائیں جانب تین فٹ اونچی چپٹی ہوئی مرمریں سل ہے جو سیدھی کھڑی ہے۔ کہتے ہیں یہ وہ چٹانی ٹکڑا ہے جس پر صلیب دیئے جانے کے بعد ان کو رکھا گیا تھا۔

اس کی چھوٹی سی مرمریں چھت پر یونانی، لاطینی، ارمنی اور قبطی گرجاؤں کی طرف سے مرصع شمعدان لٹکے ہوئے ہیں۔ رومن کیتھولکوں کو فلسطین میں لاطینی کہتے ہیں۔ سل کے ساتھ ایک پادری کھڑا رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں موم بتیوں کا بنڈل ہوتا ہے جو زائر اندر داخل ہوتا ہے وہ اسے ایک بتی دے دیتا ہے۔ زائر دوسری بتیوں سے اسے روشن کرتا ہے اور قندیل میں لگا دیتا ہے۔ اس طرح اس کوٹھری میں ہر وقت موم بتیاں جلتی رہتی ہیں۔ زائر اس پادری کو کچھ نذر دیتا ہے۔ اس سل اور قبر پر چمٹ چمٹ کر عیسائی والہانہ انداز میں روتے ہوئے بوسہ دیتے ہیں اور بعض آنسوؤں سے انہیں تر رکھتے ہیں۔ بعض چیخیں اور دھاڑیں مارتے ہیں۔ بعض قندیل میں جل رہے تیل کو اپنی پیشانی پر بطور تبرک لگاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمشکل کا مزار





وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ ان کا ہمشکل مدفون ہے

بیت المقدس وہ جگہ ہے جہاں ہزار ہا پیغمبروں کے مزارات اس شہر اور اس کے مضافات ونواح میں موجود ہیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے نام سے ایک گرجا ہے۔ اس میں ایک بڑا پتھر ہے جس پر بقول عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نعش کو غسل دیا گیا تھا۔ یہاں پر سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاش کو رکھا جانا بتایا جاتا ہے۔ اس گرجے میں یونانی، لاطینی اور ارمنی سب شریک ہیں اور ہر سال وقت مقررہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے کا سوانگ بھرتے ہیں اور نعش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔ سوائے اس گرجا کے ہم مسلمان وہاں کے کل مقدس مقامات کو مانتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب دیئے جانے سے یک قلم انکار کرتا ہے۔ دراصل یہ مقبرہ یہودی اسکریوطی کا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں سولی پر چڑھایا گیا اور ان کی جگہ دفن ہوا۔



اسرائیل میں واقع گولگتھا نامی وہ جگہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام روایات کے مطابق مدفون ہیں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہودا نامی بادشاہ کے سپاہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے پہنچے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موجود نہ پایا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے آنے سے پہلے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ جب باہر نکلے تو انہیں کے ایک سپاہی کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا بنا دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر صلیب چڑھایا اور پھر اس جگہ دفن کر دیا۔



بیت اللحم میں موجود مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت



جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ بیت اللحم میں ہم پیدل چلتے ہوئے ایک پہاڑی پر چڑھتے ہوئے اوپر گئے تو سامنے ایک عالیشان مسجد نظر آئی۔ یہ مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کی تھی۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر میں داخل ہوئے تو عیسائی عالموں نے انہیں شہر کی سیر کروائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس مقام پر پہنچے تو نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو عیسائی عالموں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے چرچ میں نماز ادا کرسکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ’’اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو ممکن ہے کل مسلمان اس چرچ کو مسجد بنا دیں۔‘‘

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چرچ کے باہر جانب جنوب ذراہٹ کر ایک کھلی جگہ میں نماز ادا کی۔ جہاں **1193**ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے افضل نے مسجد بنائی اور اس کا نام مسجد عمر رکھا۔

نوٹ: مسجد عمر جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی۔ صحابہؓ کے مقامات ومزارات کی زیارت کے لئے احقر کی کتاب ’’تبرکات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تصویری البم‘‘ کا مطالعہ کریں۔

کوہ زیتون: جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا

جبل زیتون (بیت المقدس) شہر سے 100 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت کرتے تھے اور بیت المقدس جانے کے لئے یہیں سے گذرتے ہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت زکریا علیہ السلام مدفون ہیں۔مزید تفصیل کیلئے احقر کی کتاب تبرکات انبیاء علیہم السلام کا مطالعہ فرمائیں۔



کوہ زیتون کی عام بلندی شہر کی بلندی سے کچھ بہت زیادہ نہیں۔ ہیکل والی پہاڑی سے یہ بقدر 300 فٹ اور کوہ صہیون سے 100 فٹ زائد اونچا ہے۔ یہ اپنی ہیئت میں گولائی لیے ہوئے ہے۔ جبل زیتون کے کسی مقام سے بیت المقدس دن یا رات میں دیکھا جائے تو شہر کا نظارہ بہت بھلا نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے کوہ زیتون کو نظاروں کے لئے موزوں مقام پر نصب کیا ہے۔



ماؤنٹ اولیو پر لگے زیتون کے درخت۔ یہ وہ درخت ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے اب تک موجود ہیں ان کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل تھا۔اس جگہ پر موجود زیتون کے درختوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہی لگایا تھا۔

بیت اللحم: جہاں آسمانی دستر خوان حوارین کے لئے نازل ہوا

بیت اللحم اسرائیل کا وہ شہر ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مائدہ (جنتی دستر خوان) کے نازل ہونے کی دعا کی جو کہ معجزانہ طور پر قبول کر لی گئی، جس کا تفصیلی واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین نے آپ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ علیہ السلام اپنے رب سے کہیں کہ وہ ہمارے لئے آسمان سے طعام اتاریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو تنبیہ فرمائی کہ مجھ سے زیادہ معجزات ونشانیوں کا مطالبہ نہ کرو بلکہ تم اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھو تا کہ تمہاری امیدیں پوری ہوں، اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری نبوت پر کامل یقین رکھو۔ اگر تمہارا ایمان خالص ہے تو پھر یہ مطالبہ کیوں کر رہے ہو؟

آپ علیہ السلام کے حوارین بولے کہ یہ مطالبہ دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ہماری بھوک دور ہو اور آسمان سے کھانا نازل ہونے پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت پر یقین کامل حاصل ہو جائے اور ہم دوسروں کو بھی اس مستحب وعظیم معجزے کے متعلق بتائیں تا کہ انہیں بھی آپ علیہ السلام کے متعلق یقین اور اطمینان حاصل ہو اور وہ بھی آپ علیہ السلام کی معرفت حاصل کر لیں اور یہ کھانا ہمارے لئے باعث تبرک ومحبت والفت بھی ہو۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تبارک وتعالیٰ سے حوارین کے اس مطالبہ کے پورا ہونے کی دعا فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ آپ کے حوارین کے اس مطالبہ کو میں پورا تو کر رہا ہوں، لیکن کھانے کے نازل ہونے کے بعد جو بھی ان میں سے کفر کرے گا اور تمہاری تابعداری سے روگردانی کرے گا اسے ایسی سزا دوں گا اور ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جو کبھی کسی کو نہ دیا ہوگا۔

چنانچہ آسمان سے ایک سرخ دستر خوان نازل ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وضو فرمایا، نوافل ادا کئے اور روتے ہوئے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس خوان کو ہمارے لئے رحمت بنا اور ہمارے لئے تباہی اور عذاب نہ بنا۔ پھر آپ علیہ السلام نے خوان پر سے کپڑا اٹھایا اور بسم اللہ خیر الرازقین پڑھا۔ دیکھا تو اس میں بغیر کانٹے اور چھلکے کے بنی ہوئی مچھلی اور ہر قسم کی سبزیاں اور پانچ روٹیاں تھیں جن میں ایک پر شہد، دوسری پر گھی، تیسری پر زیتون، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر بھنا ہوا گوشت موجود تھا۔ (حوالہ تفسیر مظہری وقرطبی)



بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمانی کھانا نازل ہوا

سفید مینارہ جس کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے

حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ دمشق میں جبل قادسیون کے راستے میں جاتے ہوئے ایک بلند سفید مینارہ ملا، مقامی ساتھیوں نے بتایا کہ یہی وہ مینارہ ہے جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس نازل ہوں گے۔

مجھے یہ مینارہ دیکھنے کی پہلے ہی سے تمنا تھی، کیونکہ قرآن حکیم نے خبر دی ہے اور پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ظلم و تشدد کیا اور قتل کا منصوبہ بنایا تو اللہ رب العالمین نے ان کو اپنے پاس زندہ اٹھالیا تھا اور قیامت سے پہلے ان کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے ان کے دنیا میں نازل ہونے کی تفصیلات اور کیفیات بہت سی احادیث میں ارشاد فرمائی ہیں، جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ ان میں سے تین حدیثوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتلادیا کہ جب دجال کا فتنہ پھیلا ہوا ہوگا تو:

بعث الله لمسيح ابن مريم، فينزل عندالمنارة البيضاء شرقي دمشق

اللہ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا، پس وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔

ساتویں صدی کے مشہور محدث وفقیہ اور صحیح مسلم کے عظیم شارح علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت محرم 631ھ وفات رجب 676ھ) جو شام ہی کے باشندے ہیں اور دمشق میں رہے ہیں وہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''یہ مینارہ آج بھی دمشق کے مشرق میں موجود ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے جس مینار پر نازل ہونگے اس کے بارے میں مورخین و مفسرین کے 2 اقوال ملتے ہیں۔

1 وہ مینار غوطہ میں ہے۔ 2 وہ مینار جامع اموی کی مسجد کا مینار ہے۔

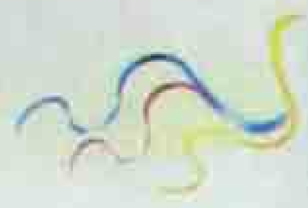
آٹھویں صدی کے مشہور مفسر و محدث اور فقیہ و مؤرخ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو خاص دمشق ہی کے رہنے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام نزول کے بارے میں زیادہ مشہور یہی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ مینارہ 741ھ میں ہمارے زمانے میں از سرنو سفید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے، کیونکہ عیسائیوں نے اسے جلادیا تھا، اب انہی کے مصارف پر اسے تعمیر کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ''شاید یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے کھلے دلائل میں سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے مال سے اس سفید مینارے کی تعمیر مقدر فرمادی تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں نازل ہوں۔''

اس وقت یہ سفید مینارہ ہمارے سامنے تھا اور یہ دمشق کے ٹھیک مشرق میں ''غوطہ'' کے پاس یا ''غوطہ'' کے اندر ہی ہے۔ موجودہ لوگوں کا غالب گمان بھی یہی ہے کہ یہی وہ مینار ہے، جس کی خبر مذکورہ بالا حدیثوں میں دی گئی ہے۔

''جامع اموی'' (دمشق) کے مغربی مینار میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف کیا تھا۔ حافظ حدیث علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا عام دنوں میں تلاوت قرآن کا معمول ہر ہفتے میں ایک ختم کرنے کا تھا مگر رمضان میں ہر روز ایک ختم فرماتے تھے اور اعتکاف اسی مسجد کے مشرقی مینار میں کیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چالیس سال تک مسلسل جاری رہا۔

جس سفید مینارے کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونے والا ہے اس کے بارے میں احادیث میں صرف اتنی بات ثابت ہے کہ وہ مینار دمشق کے مشرق میں ہوگا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ کسی مسجد کا مینار بھی ہوسکتا ہے اور بغیر مسجد کے بھی ہوسکتا ہے۔ اگر جامع اموی دمشق کے مشرق میں ہے تو امکان یہ بھی ہے کہ نزول اسی مینار کے پاس ہو۔ (حوالہ انبیاء کی سرزمین)





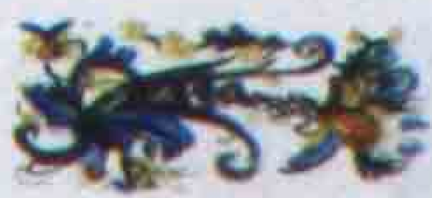
وہ مینار جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روز قیامت اتریں گے



ملک شام کے شہر دمشق کی مشہور عالم جامع مسجد اموی کا ایک طائرانہ منظر۔ مسجد کی مشرقی جانب وہ مینار واقع ہے جس کو عوام ''منارۃ عیسیٰ'' کہتے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مینار۔ طبرانی کی ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ ممکن ہے کہ آگے چل کر اس پر سفید رنگ ہو جائے۔ یہود مردود کی شرارت اور پروپیگنڈہ دیکھئے کہ اس مینار پر بھی ستارۂ داؤدی بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی نشان ان کے لئے ستارۂ موت ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔







حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کا قتل



قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر عقل سلیم رکھنے والے انسان کو آپ علیہ السلام کی حیات کا ایسے یقین ہوجاتا ہے جیسے اندھے کو سورج نکل آنے کا یقین ہوتا ہے۔

دل چاہتا ہے کہ حدیث کی عبارت اور ترجمہ دونوں پیش کروں، لیکن طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

(1) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں اور قیامت سے پہلے ان کو لوٹ کر (دنیا میں) تمہارے پاس پھر آنا ہے۔ (ابن کثیر)

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روئے زمین پر اس حال میں اتریں گے کہ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا ہے۔ حالانکہ ان کے سر میں کسی قسم کی کوئی نمی یا تری نہ ہوگی۔ وہ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے۔ (ان کی آمد سے) مال کی کثرت ہوجائے گی۔ زمین میں امن وانصاف پھیل جائے گا (عدل وانصاف کا یہ عالم ہوگا کہ) شیر، اونٹ کے ساتھ، چیتا گائے کے ساتھ پانی پئیں گے۔ بکری اور بھیڑیا ایک ساتھ پانی پینے میں کوئی خوف وہراس محسوس نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے ملیں گے۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ اس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ پھر انتقال ہوجائے گا تو مسلمان تجہیز وتکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردیں گے۔

بعض دوسری احادیث میں یہ وارد ہے کہ آپ علیہ السلام پینتالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ یہ دونوں باتیں بظاہر اس قول کے منافی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ان کی عمر تینتیس سال تھی اور پھر آسمان سے زمین پر اترنے کے بعد وہ سات سال دنیا میں رہیں گے۔ اس طرح دنیا میں ان کی کل مدت قیام چالیس سال ہوتی ہے یا پینتالیس سال۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آسمان سے اترنے کے بعد دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رہنے کی مدت سات سال ہے۔ اس لئے یہ طے ہے کہ دوسری حدیث میں جو پینتالیس سال کی مدت نقل کی گئی ہے وہ دنیا میں ان کی مجموعی مدت قیام ہے اس مدت میں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے کا عرصہ قیام بھی شامل ہے اور آسمان سے اترنے کے بعد کی مدت قیام بھی شامل ہے۔ رہا چالیس اور پینتالیس کا فرق، تو اس سلسلے میں یا تو یہ کہا جائے گا کہ چالیس سال والے قول میں کسور یعنی پانچ کو حذف کرکے پوری مدت مراد لی گئی ہے یا یہ کہ اس روایت کو راجح قرار دیا جائے گا جو صحیح مسلم میں منقول ہے۔ (12 محمد عباس فتح پوری)

صلیب توڑنے کی وجہ

عیسائی اقوام صلیب کو اس وجہ سے مقدس سمجھتی ہے کہ (ان کے عقیدہ کے مطابق) اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھائے گئے تھے اور وہ پوری قوم کے گناہوں کا کفارہ بن گئے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل من گھڑت اور باطل ہے۔ اس لئے آپ علیہ السلام صلیب کو توڑ کر شرک کی جڑ اور بنیاد کو اپنے ہاتھ سے ختم کردیں گے۔

عصر کی نماز کے لئے اذان ہوچکی ہوگی۔ لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر سہارا لئے دمشق (دارالخلافہ شام) کی جامع مسجد کے شرقی بینارہ پر جلوہ افروز ہوکر آواز دیں گے۔ "سلم" یعنی سیڑھی لاؤ۔ اسی وقت سیڑھی حاضر کردی جائے گی۔ آپ علیہ السلام اس سیڑھی کے ذریعے نیچے آکر امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام بڑی تواضع اور خوش خلقی سے پیش آئیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست اور آپ علیہ السلام کا انکار

امام مہدی علیہ السلام فرمائیں گے کہ "یا نبی اللہ! تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ "امامت آپ ہی کریں۔ کیونکہ تمہارے بعض، بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہی کو حاصل ہے۔"

اس گفتگو کے بعد امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

دجال کا قتل

نماز سے فارغ ہوکر امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ "یا نبی اللہ! اب لشکر اسلام کا انتظام آپ علیہ السلام کے سپرد ہے، آپ علیہ السلام جس طرح چاہیں انجام دیں۔" آپ علیہ السلام کو بتلایا جائے گا کہ دجال نے بیت المقدس کو گھیر لیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے۔ "فوج وغیرہ کا انتظام آپ اپنے ہی ہاتھ میں رکھیں۔ میں تو صرف دجال کو قتل کرنے آیا ہوں۔ جس کا مارا جانا اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے مقدر کیا ہے۔"

رات امن وامان سے گذار کر امام مہدی علیہ السلام اپنی فوج جانباز کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ "میرے لئے گھوڑا، نیزہ لاؤ، تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کردوں۔"

اس کے بعد آپ علیہ السلام دجال پر اور اسلامی فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی یہ خاصیت ہوگی کہ آپ علیہ السلام کی حدنگاہ تک آپ علیہ السلام کا سانس پہنچے گا اور جس کافر تک آپ علیہ السلام کا سانس پہنچے گا وہ وہیں موم کی طرح پگھل کر ختم ہوجائے گا۔

دجال آپ علیہ السلام کے مقابلہ سے جان بچا کر بھاگے گا، آپ علیہ السلام اس کا تعاقب کرتے کرتے باب لُد میں جاکر گھیر لیں گے اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے۔

دجال کا فتنہ ختم ہونے کے بعد امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں دجال کے فتنہ سے تباہ اور برباد شدہ شہروں کا دورہ کریں گے اور مصیبت زدہ لوگوں کو خدا کے یہاں اجر وثواب کی بشارت دے کر تسلی وتشفی دیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کی وفات

امام مہدی علیہ السلام کی خلافت کی مدت مختصر ہوگی، جو عیسائیوں کے فتنہ کی سرکوبی اور ملکی انتظام میں صرف ہوگی۔ یعنی صرف آٹھ سال اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذرے گا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کا انتقال ہوجائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود نماز جنازہ پڑھا کر دفن کریں گے۔

لُدّ: جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کردیں گے



لُدّ: اسرائیل کا ایک شہر ہے جہاں یہودیوں نے جدید ترین ایئرپورٹ بنایا ہوا ہے۔ یہاں کی آبادی **61** ہزار سے زائد ہے۔

لُدّ فلسطین کا پائے تخت تھا۔ الرملہ کی بناء کے بعد یہ ویران ہوگیا۔ اس پرانے شہر کے اردگرد کا علاقہ بھی ضلع لُدّ کے نام سے موسوم ہے۔ (یعقوبی 110)

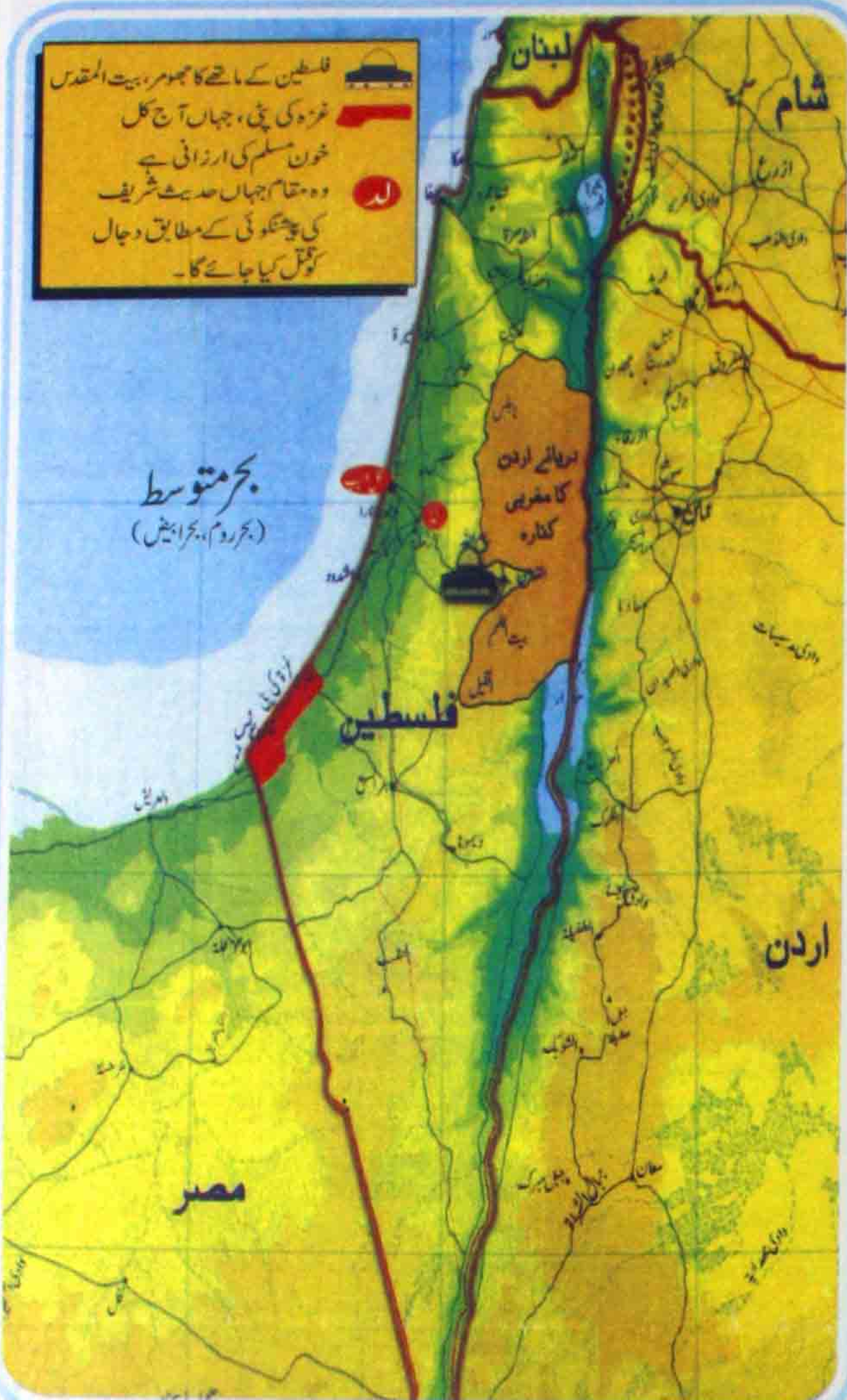
مشہور مورخ مقدسی لکھتے ہیں کہ "لُدّ، الرملہ سے کوئی میل بھر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں ایک بڑی مسجد بنی ہوئی ہے۔"

واضح ہو کہ دجال کی آمد یوم حشر کی سب سے بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ احادیث کی رو سے دجال کا خروج بالائی عراق میں ہوگا یا خراسان میں۔ وہ گدھے پر سوار ہوگا اور اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے پیرو ہوں گے۔ کرۂ ارض پر اس کی چالیس برس تک حکومت رہے گی اور بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے، جو لُدّ کے دروازہ پر اس کا مقابلہ کریں گے، وہ ہلاک ہوگا۔

مورخ علی ہروی لُدّ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام لُدّ میں رہتے تھے۔ یہیں حضرت مریم علیہا السلام کا مکان ہے۔ جس کا فرنگی بہت احترام کرتے ہیں۔ (نسخۂ آکسفورڈ۔ 32)

مؤرخ یاقوت تیرہویں صدی عیسوی میں تحریر کرتے ہیں کہ "لُدّ" یروشلم کے ضلع میں ایک گاؤں ہے۔ اس کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام دجال کو قتل کریں گے۔ (جلد چہارم، مراصد، سوم)

وہ مقام جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے



اسرائیل کی دنیا میں "غرقد" کی مفت شجر کاری کی کوششیں، بھارت کو خصوصی پیشکش

اسرائیل نے بھارت کو پیشکش کی ہے کہ وہ اس کے ملک میں "غرقد" کے پودے کی وسیع پیمانے پر مفت شجر کاری کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لئے وہ ملک کے بنجر، ویران اور دور افتادہ علاقوں میں بھی جانے کا خواہشمند ہے۔ اس بارے میں مقبوضہ کشمیر میں جمعیت اہل حدیث کے صدر مولانا شوکت احمد نے سیمینار میں اس وقت سب کو حیران کر دیا جب انہوں نے کہا کہ اسرائیل نے بھارت کو یہ پیشکش کی ہے کہ وہ بھارت کی بے کار اور بنجر اراضی پر "غرقد" کے درخت لگانے کے لئے تیار ہے اور اس شجر کاری کا سارا خرچہ اسرائیل خود برداشت کرنے کے لئے بھی تیار ہے۔

مولانا شوکت نے حدیث کی روشنی میں غرقد درخت کے حوالے سے تفاصیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس درخت کی طبعی خصلت یہودیوں کے مشابہ ہے۔ انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "قیامت تب تک برپا نہیں ہوسکتی جب تک مسلمانوں کو عروج حاصل نہ ہوگا اور یہودیوں اور فساد برپا کرنے والوں کا خاتمہ نہیں ہوگا۔"

جمعیت کے سربراہ نے حدیث کے تناظر میں کہا کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب یہودیوں کے لئے زمین تنگ ہوگی اور وہ درختوں اور پتھروں سے پناہ مانگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن ان درختوں اور پتھروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویائی عطا ہوگی اور وہ یہودیوں کا تعاقب کرنے والے مسلمانوں سے کہیں گے کہ ان کی اوٹ میں یہودیوں نے پناہ لی ہے۔ جب کہ غرقد نام کی واحد خاردار جھاڑی ہی ایک ایسا درخت ہوگا جو اس گویائی کی قوت سے محروم ہوگا۔ لہذا یہودی ان کی اوٹ میں پناہ لینے کی کوشش کریں گے۔

یہودیوں کو اس حدیث مبارک پر اتنا اعتبار ہے کہ انہوں نے پورے اسرائیل میں بڑے پیمانے پر غرقد نام کے یہ درخت کاشت کیے ہیں اور اسرائیل کی یہ کوشش ہے کہ وہ دنیا میں اپنے حلیف ممالک میں ان درختوں کی وسیع پیمانے پر شجر کاری کرے۔ اسی تناظر میں بھارت کو بھی اس نے مفت شجر کاری کی پیشکش کی ہے۔





غرقد کا درخت جو کہ یہودیوں کو پکار کر پناہ دے گا

اسرائیل میں موجود غرقد کے درخت کی دو مختلف تصاویر





دجال کا تعارف

دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب ''مسیح'' ہوگا۔ دائیں آنکھ میں پُھلی ہوگی۔ گھونگردار بال ہوں گے۔ سواری میں ایک بہت بڑا گدھا اس کے ساتھ ہوگا۔ شروع میں اس کا ظہور ملک عراق وشام کے درمیان ہوگا اور بیت المقدس کے قریب باب لُدّ کے پاس جا کر ختم ہو جائے گا۔

صرف چالیس روز اس کا دنیا میں قیام رہے گا، جن میں سے پہلا دن ایک سال کے دنوں کے برابر بڑا ہوگا۔ دوسرا ایک مہینہ کے دنوں کے برابر، تیسرا دن ہفتہ کے دنوں کے برابر، باقی سینتیس دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ عراق وشام کے درمیان ظاہر ہو کر نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا۔ یہاں اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے اپنے آپ کو خدا کہلوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے خرق عادات باتیں ظاہر کرائے گا۔

پہچان

اس کی پیشانی پر (ک، ف، ر) حروف لکھے ہوئے ہوں گے۔ جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا اور ایک باغ ہوگا جو جنت سے موسوم ہوگا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا۔ مگر وہ آگ درحقیقت باغ کے مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا۔ نیز اس کے پاس اشیاء خوردنی کا بڑا ذخیرہ ہوگا۔ جس کو چاہے گا دے گا۔

جو فرقہ اس کی خدائی کو تسلیم کرلے گا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا، درخت پھل دار، مویشی موٹے تازے اور شیر دار (دودھ والے) ہو جائیں گے۔ جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیاء مذکورہ بند کر دے گا اور اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا۔ مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو تسبیح وتہلیل، کھانے پینے کا کام دے گی۔ اس کے خروج سے دو سال پیشتر قحط پڑ چکا ہوگا۔ تیسرے سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔ زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ باپوں کو زندہ کر دوں تاکہ تم میری اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کرلو۔

اس کے بعد شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپوں کے ہمشکل ہو کر نکلو۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح بہت سے ممالک پر اس کا گذر ہوگا۔ یہاں تک کہ جب وہ سرحد یمن میں پہنچے گا اور بد دین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ مگر فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے مکہ معظمہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازہ کی محافظت کے لئے خداوند کریم دو دو فرشتے متعین فرما دے گا۔ جن کے ڈر سے دجال کی فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے گی۔ نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدہ ومنافق لوگ ڈر کی وجہ سے شہر سے بھاگ کر دجال کے جال میں پھنس جائیں گے۔

ایک بزرگ کا دجال سے مناظرہ

اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے، جو دجال سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے۔ دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجال کہاں ہے؟ وہ ان کی گفتگو کو خلافِ ادب سمجھ کر ان کے قتل کا ارادہ کریں گے۔ مگر بعض لوگ قتل سے منع کریں گے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے تمہارے خدا (دجال) نے منع کیا ہے کہ بغیر میری اجازت کے کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا۔ جب وہ بزرگ دجال کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے۔ میں نے تجھے پہچان لیا۔ تو وہی ملعون دجال ہے جس کی پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرما دی تھی۔

دجال غصہ میں آ کر کہے گا کہ اس گستاخ کو آرے سے چیر دو۔ حکم ملتے ہی ان بزرگ کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے نکل کر لوگوں سے کہے گا کہ ''اگر اب میں اس مردہ کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر یقین کرو گے؟'' لوگ کہیں گے کہ ہم تو پہلے ہی آپ کی خدائی پر یقین کیے ہوئے ہیں اور کسی قسم کا شک وشبہ دل میں نہیں رکھتے۔ ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا۔ پس وہ دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ خداوند قدوس کی حکمت وارادہ سے زندہ ہو کر کہے گا۔

''اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجال ہے جس کی خبر مخبر صادق پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔''

دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ اس کو ابھی ذبح کر دو۔ پس وہ لوگ ان کی گردن پر چھری پھیریں گے۔ مگر اس سے ان کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہوگی۔ جس سے دجال کو شرمندگی ہوگی، اور شرمندگی کی حالت میں وہ ان کو اپنی اس آگ میں ڈال دے گا جس کا ابھی بیان ہو چکا ہے۔ وہ آگ خدا کی قدرت سے ان کے لئے بردوسلام ہو جائے گی۔ اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی جانب روانہ ہو جائے گا۔

ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نزول آسمان کے بعد دو بڑے فتنوں سے سابقہ پڑے گا۔ پہلا فتنہ دجال کا ہوگا جو امام مہدی علیہ السلام کی زندگی میں پیش آئے گا اور دوسرا فتنہ یاجوج ماجوج کا ہوگا۔ یہ امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور میں آئے گا۔

یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین سے متعلق مزید تفصیل اور ان سے منسوب مقامات کی تصاویر دیکھنے کے لئے احقر کی کتاب ''قرآن کے تاریخی مقامات'' کا مطالعہ کریں۔ (زیر طبع)

بعض علاماتِ قیامت

مفتی رفیع عثمانی صاحب نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ اردن میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے، دل جو شامت اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے۔ ان مناظر کو بچشم خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا۔

لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصاً شرق اوسط میں تقریباً ساٹھ سال سے انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ علامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔ اردن اور شام کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور دجال سے ان کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی نادانستہ ہی سہی، پیش پیش ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کافی پہلے ''بخت نصر'' بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے۔ اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا۔ اب ہزروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے جمع ہو کر فلسطین میں آ کر، دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آ کر جمع ہو جانا یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور اس کی آمد کے اسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اس کا قتل ہونا رسول اللہ ﷺ کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان جناب حسن یوسف یہ اصل باشندے فلسطین کے ہیں، وہاں سے ہجرت کر کے تقریباً **25-30** سال سے عمان میں ہی مقیم ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلے میں فلسطین گئے تو وہاں کے ایک شہر ''لُدّ'' میں جانا ہوا۔ جو بیت المقدس کے قریب ہے۔ وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو ''باب لُدّ'' (لُدّ کا دروازہ) کہلاتا ہے۔ اوپر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ:

هنا يخرج ملك السلام

''سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا۔''

اب آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث دیکھئے، جس میں آپ ﷺ نے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابہ کرام (یعنی حضرت نواس بن سمعان، حضرت مجمع بن جاریۃ الانصاری اور حضرت ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہم) اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله

''پس عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے۔ یہاں تک کہ اسے ''باب لُدّ'' (کے دروازے) پر جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔

حضرت مفتی رفیع عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ جناب علی حسن باری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو ''علامات قیامت'' کی تحقیق و جستجو میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ''لُدّ'' گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے ''ملک السلام'' (دجال) کے لئے بنایا ہے۔

یہودی، عیسائی اور مسلمان

جناب یعقوب نظامی صاحب نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ میں قاہرہ کے بستر پر لیٹا تو نیند کے بجائے سوچوں نے آ گھیرا۔ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ میں پیغمبروں کی سرزمین کے تمام ممالک کی سیاحت کر چکا ہوں۔ جہاں میں کوہ طور پر گیا، میں نے غار حرا اور بیت المقدس میں بھی حاضری دی۔ ان تمام مقامات کی زیارت کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ تین بڑے الہامی مذاہب میں جہاں بہت سی باتیں مشترک ہیں وہاں ان مذاہب کے پیروکاروں کے جذبہ ایمان میں زمین و آسمان کا فرق بھی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر بڑی نوازشات کیں، جہاں انہیں دین کی دولت سے مالا مال کیا وہاں انہیں فراعنہ کے ظلم سے نجات دلوائی۔ لیکن یہ اس قدر لاڈلے تھے کہ جب صحرائے سینا میں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لئے پانی کا بندوبست کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور پانی کا بندوبست کروایا۔ پانی ملا تو پھر کھانے کی فرمائش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ اتارا۔ اسی طرح گرمی اور دھوپ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے بادل چھا دیئے۔ اس دوران جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو اس قوم نے سب کچھ بھلا کر بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ پھر جب جنگ کرنے کا حکم آیا تو لڑنے سے انکار کر دیا اور کہا:

''اے موسیٰ تو اور تیرا خدا ہی دشمن سے جنگ کریں، ہم نہیں لڑیں گے۔''

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی معجزات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مردوں کو زندہ کر دیتے، مادرزاد اندھے کی بصارت بحال ہو جاتی، کوڑھ کے موذی مرض میں مبتلا مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔ ان تمام کرامات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان کے اندر جذبہ ایمان زیادہ پختہ نہ ہو سکا۔ جس کا واضح ثبوت محققین کی وہ رائے ہے جس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے مخبری کرنے والا یہودا نامی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریبی ساتھی اور حواری تھا۔ جب رومی حکمرانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھانے کا حکم دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے سوائے رونے دھونے کے کچھ نہیں کیا۔ صدق ایمان کا تقاضا یہ تھا کہ حواری رومیوں کے خلاف تلواریں اٹھاتے ہوئے جان نثاری کا مظاہرہ کرتے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کے ماننے والوں کا کمال یہ ہے کہ جس نے بھی اسلام کا دامن پکڑا، وہ صدق دل سے اسلام میں داخل ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم پر جان کے نذرانے پیش کیے۔ جنگ بدر، جنگ خندق، جنگ احد سے لے کر رومیوں کے خلاف جنگ کے تمام معرکوں میں اسلام کے جان نثاروں نے ایک سے بڑھ کر ایک شجاعت کے مظاہرے کیے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رات حضور اکرم ﷺ کے بستر پر گزاری۔ جنگ احد میں حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو کئی صحابہ نے اپنے دانت اکھاڑ دیئے۔ اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کو حضور ﷺ پر قربان کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی بھی حضور اکرم ﷺ سے معجزے دکھانے کے لئے نہیں کہا۔ کبھی کھانے پینے، مال و دولت یا دنیاوی دکھاوے کے کاموں کی فرمائش نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے یہودیوں کی طرح کبھی بھی حضور ﷺ سے یہ نہیں کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروائیں یا ہم جنگ نہیں لڑیں گے اور آپ اور آپ کا خدا جنگ لڑیں۔

جانثاران محمد ﷺ دور نبوت سے آج تک ہر گستاخی رسول کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں تلوار بھی اٹھائی۔ ممکن ہے اسی وجہ سے مغربی مفکرین اپنے لوگوں سے کہہ گئے ہیں کہ دنیا میں ہر کسی کے خلاف بات کرو لیکن:

"Be careful with Muhammad (P.B.U.H)"

''حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بات کرتے ہوئے وقت انتہائی محتاط رہو۔''

وفات عیسیٰ علیہ السلام

چالیس سالہ دورِ حکومت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے:

فیکمث اربعین سنة ثم یتوفیٰ ویصلی علیه المسلمون ویدفنونه

پھر کائنات ارضی پر اتر کر چالیس سال قیام کریں گے اور اس کے بعد وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔

اور ترمذی نے بسند حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام کے سلسلہ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

مکتوب فی التوراة صفة محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معه

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت (حلیہ وسیرت) مذکور ہے اور یہ بھی مسطور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام ان کے ساتھ (پہلو میں) دفن ہوں گے۔

ترمذی کی روایت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات میں موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو مودود کہتے ہیں کہ حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، شادی کریں گے، اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال گذاریں گے اور فوت ہو کر میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (قیامت کو) میں اور عیسیٰ علیہ السلام، ابوبکر وعمر کے درمیان ایک ہی جگہ سے اٹھیں گے۔ (الوفا)

چوتھی قبر کی جگہ

احادیث وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یہ وہی جگہ ہوگی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔

موت کے ذکر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال

روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت کا ذکر فرماتے تو ان کی کھال سے خون کے قطرے ٹپکنے لگتے اور اپنے حواریین سے کہتے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ موت کے وقت آسانی فرما دیں کہ مجھے موت کا اتنا شدید خوف ہے کہ لگتا ہے کہ موت سے پہلے ہی موت آ جائے۔

آدمی کیسے ہمیشہ رہنے کی تمنا کرتا ہے جبکہ کوئی نبی بھی دنیا میں باقی نہیں رہا۔ یہ کیسے موت سے محفوظ رہ سکتا ہے جبکہ نیک لوگ اور احباب کوئی زندہ نہ رہا۔ دور ہے بہت دور ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے: "تحقیق تمام انبیاء کی وفات ہوگئی اور ہر خبر دار کرنے والا گزر گیا"

"تمام شریف، عاقل اور بے وقوف لوگوں نے موت کا ذائقہ چکھا۔ وہ راستہ تجھے وحشت میں نہ ڈالے جس راستے میں تمام مخلوق چل رہی ہے۔"

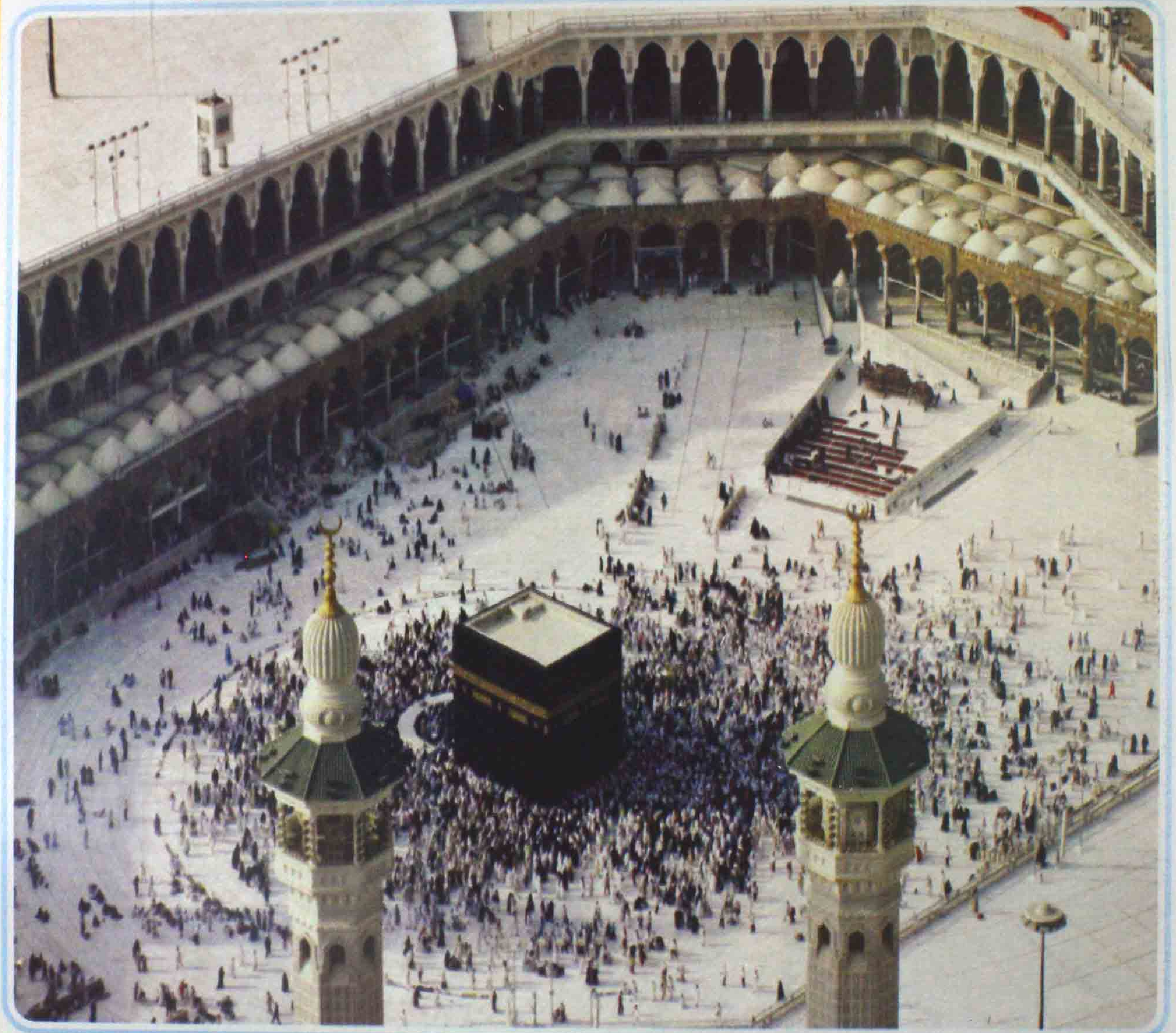
امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھڑیوں تک موت عطا کی۔ پھر انہیں زندہ کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوئیں، جب ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں اٹھایا گیا۔ آپ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد چھ سال تک حضرت مریم علیہا السلام زندہ رہیں۔



زیرِ نظر تصویر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے باہر لگی جالیوں کی ہے جس سے زائرین اندر کا دیدار کرتے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں دفن کیا جائے گا۔

تذکرہ حضرت محمد ﷺ

خانہ کعبہ: جہاں شاہ دو جہاں حضرت محمد ﷺ عبادت فرماتے تھے



ایک موقع پر حضرت محمد ﷺ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنے دادا عبدالمطلب کی موجودگی میں آرام فرما رہے تھے تو عبدالمطلب نے دیکھا کہ کعبہ آپ ﷺ پر سایہ دینے کیلئے جھکا ہوا تھا اس وقت عبدالمطلب نے فرمایا میرے بیٹے کی شان بہت بلند ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے قریب کھڑے ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کندھے پر کھڑا کر کے کعبہ کی چھت پر چڑھایا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے بعد پہلی اذان کعبۃ اللہ میں دی۔

نوٹ: حضرت محمد ﷺ سے منسوب 400 متبرک مقامات کی رنگین تصاویر دیکھنے کیلئے احقر کی کتاب ''تبرکات نبوی ﷺ کا تصویری البم'' کا دیدار کریں



خانہ کعبہ کا اندرونی منظر





غار حرا: جہاں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرا پہاڑ پر بیٹھے تھے۔ چٹان نے ہلنا شروع کیا۔ رسول اللہ فرمانے لگے: رک جاؤ اس پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید بیٹھے ہیں۔ (حوالہ صحیح مسلم حدیث 2418)

ریاض الجنہ: جہاں تاجدار عالم ﷺ صحابہؓ کو قرآن وحدیث دیتے تھے



ریاض الجنہ: وہ جگہ جہاں حضور اکرم ﷺ 1400 سال قبل صحابہؓ کے ساتھ نماز اداء فرماتے تھے۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے اور یہاں سے گزرو تو کچھ (انوارات) لے کر گزرو۔ (حوالہ الوفاء ابن جوزی)

مسجد مستراح: وہ جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد سے واپسی پر آرام فرمایا تھا



مسجد شجرہ: یہ مسجد اس جگہ بنائی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر کی ہدایت کیلئے بطور معجزہ ایک درخت کو بلایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر زمین کو چیرتا ہوا آیا اور کہا السلام علیکم یاایھا النبی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو واپس لوٹ گیا۔

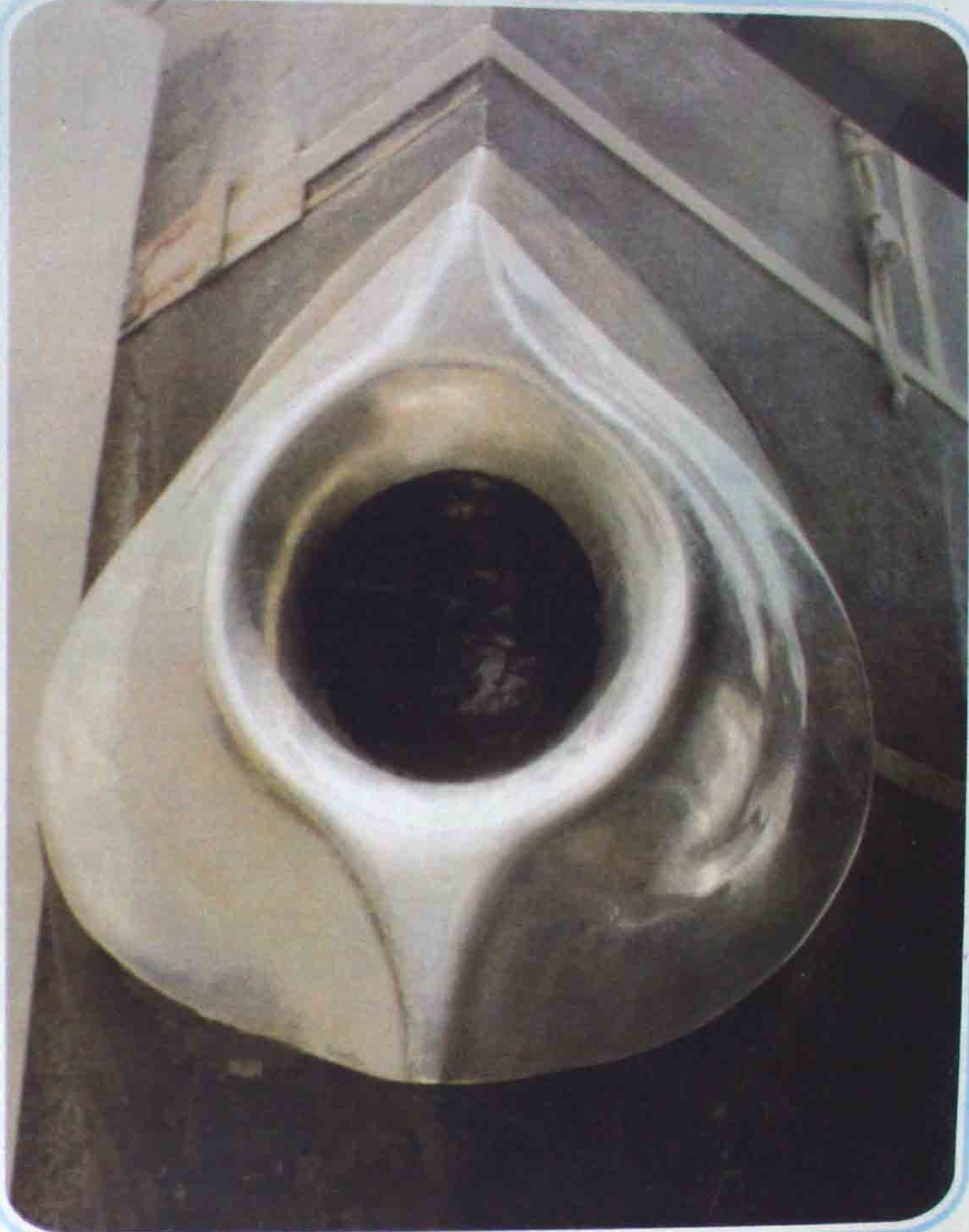



مسجد عقبہ: جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے موت پر بیعت لی




منیٰ میں واقع یہ مسجد اس جگہ تعمیر کی گئی ہے جہاں مدینہ منورہ سے آنے والے انصار صحابہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان، نصرت اور جہاد کی بیعت کی تھی۔ مسجد کی قدیم تعمیر کا کتبہ بھی دکھائی دے رہا ہے۔

حجر اسود: جنت کا پتھر جسے حضور اکرم ﷺ کی معیت میں نصب کیا گیا



حجر اسود جنت کا پاک اور محترم پتھر ہے جو حضرت آدم کے ساتھ جنت سے اتارا گیا۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کے اس کونے میں پیوست ہے جو کعبۃ اللہ کے سنہری دروازے سے متصل ہے۔ اس مقام سے ہی طواف کعبہ کا آغاز ہوتا ہے اور ہر چکر اسی مقام پر ختم ہوتا ہے۔

مسجد جن: جہاں سردار دو عالم شفیع اعظم حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر جنوں نے اسلام قبول کیا

شعب ابی طالب: جہاں آپ ﷺ 3 سال حالت قید میں رہے



شعب ابی طالب: مسجد حرام سے صفا مروہ کی جانب نکلیں تو سامنے یہ گھاٹی نظر آتی ہے جہاں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے وفادار ساتھیوں نے قریش کے بائیکاٹ کے بعد محصور ہو کر تین سال گزارے



بئر اریس نامی کنواں پر بنا قبہ جہاں نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی گری تھی (جدید تصویر)

جنۃ البقیع: مسجد نبوی کے ساتھ ہی پرنور قبرستان



یہ وہ مبارک قبریں ہیں جس میں 10 ہزار صحابہؓ اور اولیاء مدفون ہیں حتیٰ کہ بعض صحابہؓ کو حضور ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن کیا



جنۃ البقیع: مکہ کے اس قبرستان میں 10 ہزار صحابہؓ مدفون ہیں





اس مبارک قبرستان میں اکثر اولیاء خاص طور پر آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم، سیدہ فاطمہؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی بہت سی ازواج بھی مدفون ہیں

مسجد نبوی: جسے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا اور جہاں آپ ﷺ مدفون ہیں

وہ جگہ جہاں حضور ﷺ پیدا ہوئے



مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب وہ مکان جسے جناب رحمۃ اللعالمین ﷺ کی جائے ولادت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اب یہاں دینی کتب خانہ قائم ہے۔

غار ثور: جہاں ہادی عالم ﷺ نے 3 دن قیام فرمایا



جبل ثور کی چوٹی کے قریب ہی یہ غار واقع ہے اس کا رقبہ 2 میٹر مربع ہے۔ دہانہ بہت تنگ ہونے کی وجہ سے ایک آدمی بڑی مشکل سے اندر جاسکتا ہے۔ غار کی وسعت بہت تھوڑی ہے اندرونی بلندی پانچ چھ فٹ ہے اور سات آٹھ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔

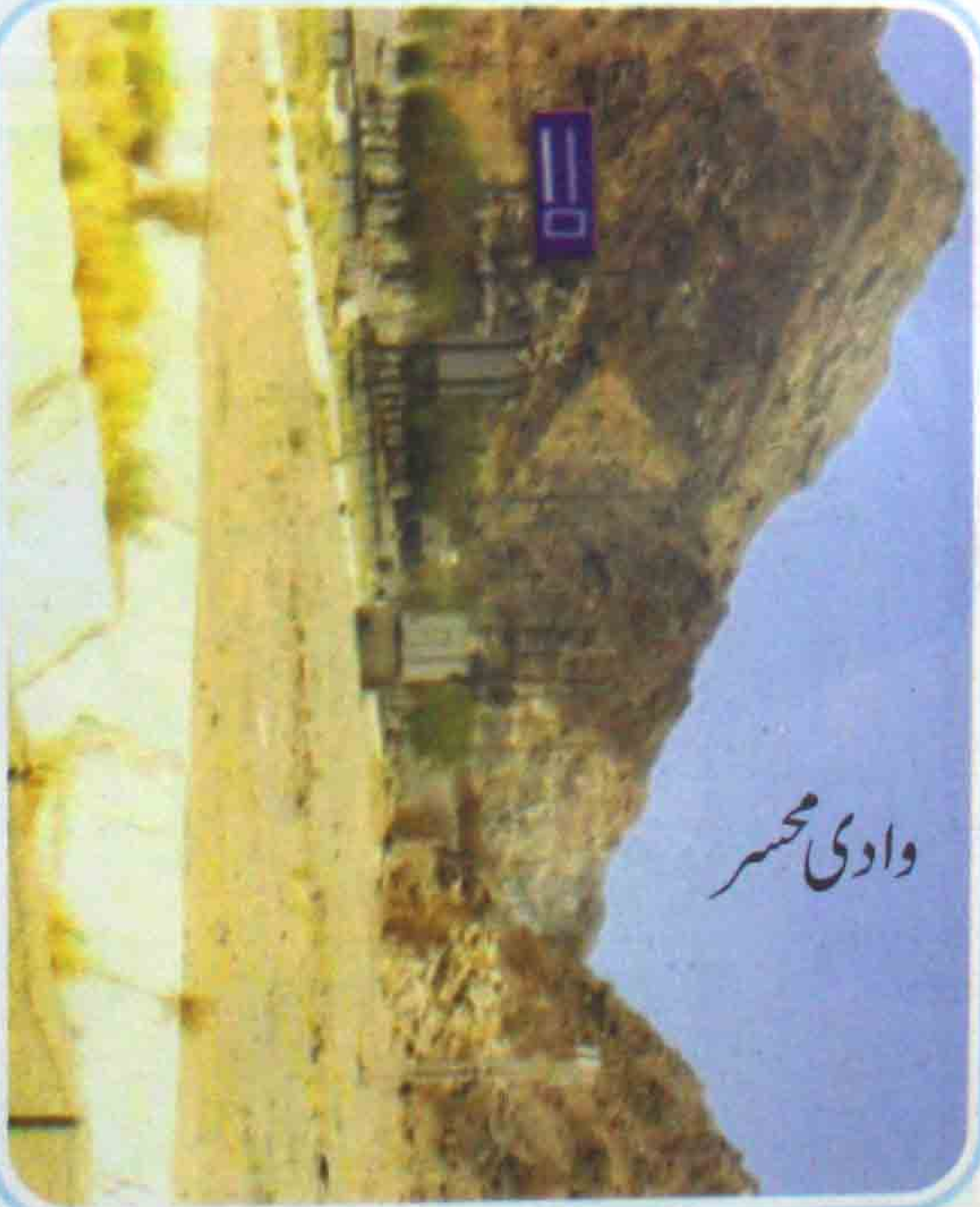


سرور کائنات حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کے باہر لگی ہوئی جالیاں جس میں موجود گول سوراخ سے زائرین اندر کا نظارہ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے ہیں



وہ مکان جہاں رہبر اعظم ﷺ نے قیام فرمایا

مدینہ میں موجود حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جہاں نبی آخر الزمان سالار اعظم ﷺ نے مدینہ ہجرت کے بعد قیام فرمایا تھا۔



وادی محسر: مزدلفہ کے قریب اس وادی تک جب ابرہہ کا لشکر آ پہنچا تو ابابیلوں نے کنکریاں برسا کر افریقہ کے دیو پیکر ہاتھیوں کو روندے ہوئے بھوسے کی مانند بنا ڈالا۔

وہ جگہ جہاں بادل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سایہ کیا



وہ جگہ جہاں بحیرہ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیشنگوئی کی۔ اس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر بادل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا

دائی حلیمہ کا گھر: جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بچپن گزارا

ہادی عالم حضور اکرم ﷺ کے پیر مبارک کا نقش



رسول کریم ﷺ کے داہنے پائے اقدس کا نقش، رنگین سنگ مرمر پر ایڑی کی طرف ٹوٹا ہوا جس کو چاندی کے تاروں سے جوڑا گیا۔

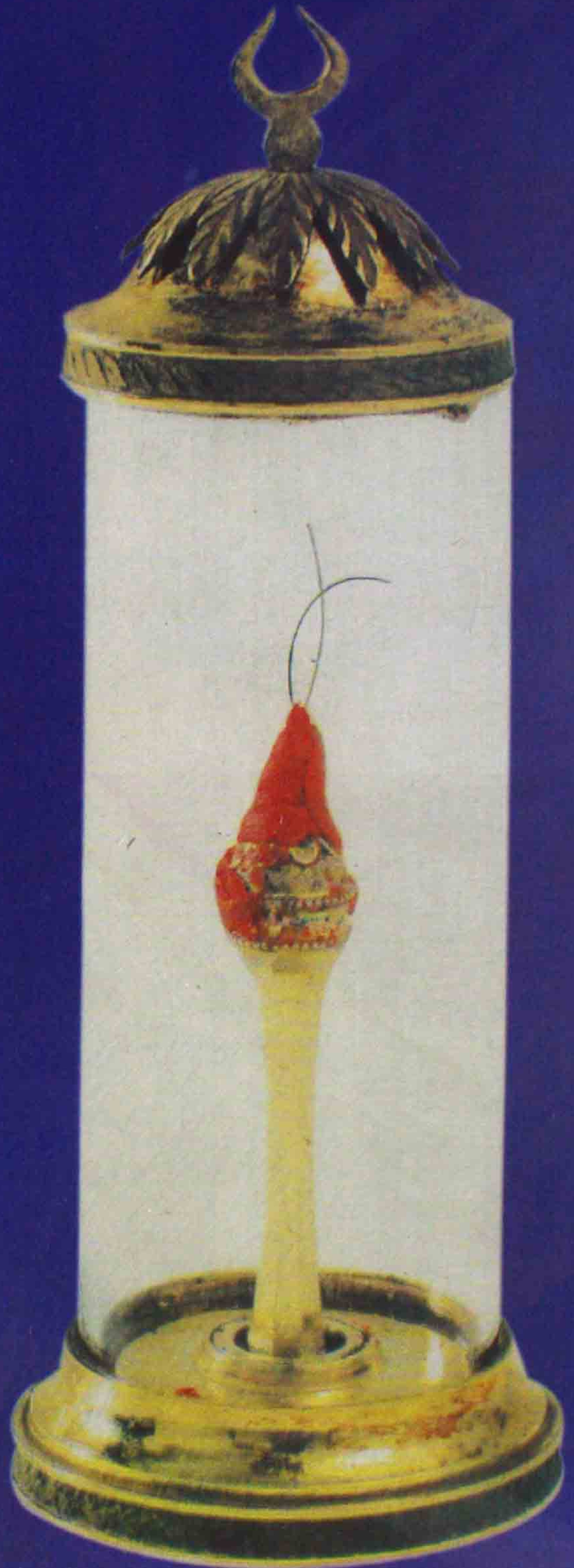


اس صندوق میں سونے کا ڈبہ ہے
جس میں حضور اکرم ﷺ کا دندان مبارک محفوظ ہے۔



ہیرے جواہرات سے مزین و مرصع صندوق اس کے اندر سونے کے ڈبے میں رسول اللہ ﷺ کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں

سونا جڑی شیشی جس میں رسول اللہ کے بال مبارک محفوظ ہیں۔
(ٹاپ کاپے میوزیم ترکی)



مزار اقدس کی خاک پاک ان ڈبوں میں صدیوں سے توپ کاپی میوزیم میں محفوظ ہے



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکڑی کا پیالہ۔
جوش عقیدت میں آج سونے کے پتر میں محفوظ ہے۔
ان پر آیات بھی کندہ ہیں۔



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا خط مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم
من محمد عبد اللہ و رسولہ الی
المقوقس عظیم القبط .
سلام علی من اتبع الھدی اما بعد..
فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم
تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان
تولیت فانما علیک اثم القبط .
و یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ
سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا
اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ
بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ
فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

اللہ
رسول
محمد





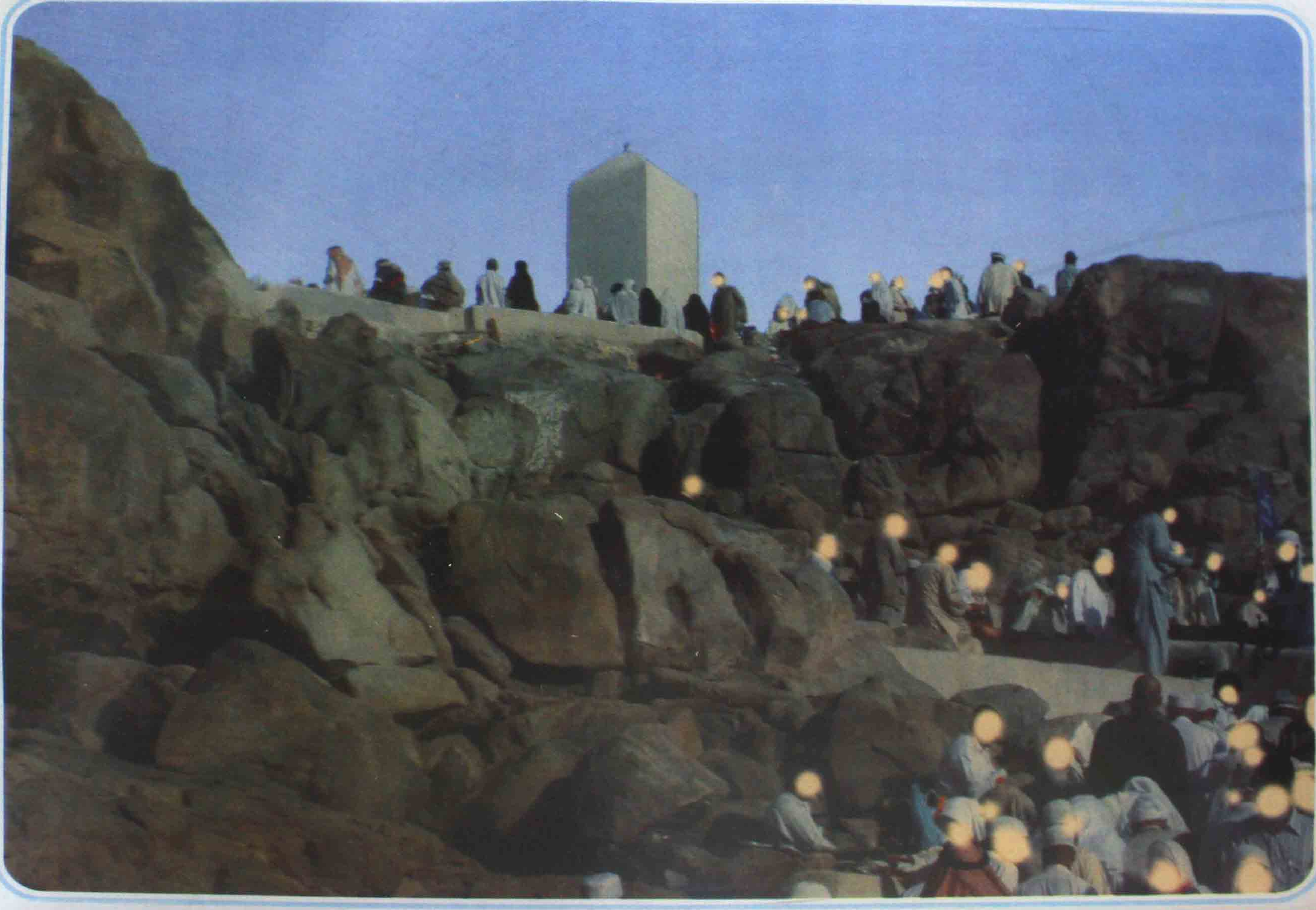
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک



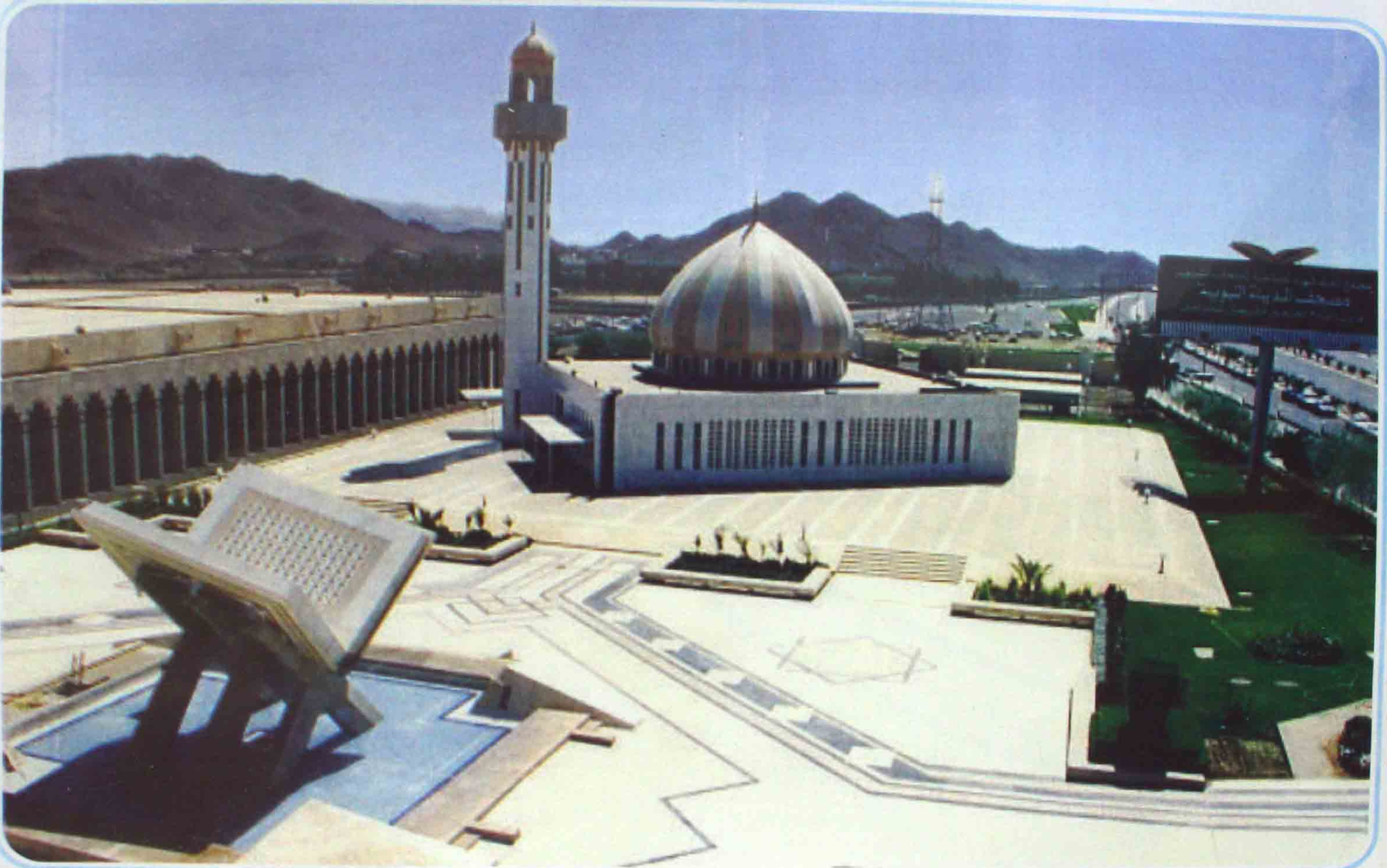


زیر نظر تصویر چاندی کے
خوبصورت بکس کی ہے
جس کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا جبہ مبارک محفوظ ہے

جمرات: جہاں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں شیطان کو کنکریاں ماریں



شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ محل



خادم الحرمین شریفین نے 1982 میں اس محل کا افتتاح کیا۔ یہ 25000 مربع میٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے جہاں سے دنیا کی بیسیوں زبانوں میں 15 کروڑ قرآنی نسخے شائع کیے جا چکے ہیں۔ جن کو 80 ممالک میں تقسیم کیا گیا۔ یہ محل نما پریس چالیس زبانوں میں قرآن کا ترجمہ شائع کر چکا ہے۔ یہاں 1800 افراد کام کرتے ہیں۔

مولانا ارسلان بن اختر کی دیگر تالیفات

